32

سلسلہ خدمۃ الحدیث النبوی

مسند ابراہیم بن ادہم

الإمام الحافظ محمد بن إسحاق ابن مندة رحمه الله (395ھ)

ترجمہ: ابوانس محمد سرور گوہر

فوائد: حافظ محمد فہد

نظر ثانی: حافظ حامد محمود الخضری پی ایچ ڈی سکالر

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ

پبلیکیشنز لاہور

فہرست

فہرست روایاتِ مسند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

حق و باطل کی کشمکش ازل سے چلی آ رہی ہے۔ انبیاء ورسل دین حق کے مبلغ اور داعی تھے۔ ان کے مخالفین راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ گمراہی وضلالت سے بچنے اور راہ ہدایت پر مستقیم رہنے کا ہر دور میں ایک ہی اصول اور ضابطہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی تعمیل اور اُس وقت کے نبی اور رسول کی اتباع کی جائے۔ آخر میں خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے بھی وحی کی اتباع کو راہ حق پر قائم رہنے اور گمراہی سے تحفظ کا ضامن قرار دیا۔

((تَرَكْتُ مِنْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ .))
(مؤطا مالك : 321/2)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے اس کے رسول کی سنت۔''

دین اسلام کتاب وسنت کے مجموعے کا نام ہے۔ اہل اسلام کو اس پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو قولاً وفعلاً قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت و شرف سے نوازا اور ان کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔ دین و دنیا کے تمام امور کو کتاب وسنت کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ ہماری زندگی کے تمام معاملات کا حل اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی احادیث مبارکہ میں ہے۔

اس امت مسلمہ کے افتراق و انتشار کا سبب کتاب وسنت سے دوری ہے۔ نتیجتاً یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ فی زمانہ ہر زبان میں قرآن کے تراجم وتفاسیر اور کتب احادیث کے مختلف زبانوں میں ترجموں نے ایک عام انسان کے لیے کتاب وسنت تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ اہل علم نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ محدث الامام الحافظ ابن مندہ (متوفی 395ھ) کی کتاب ''مسند ابراہیم بن ادھم'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی تو اس کا اردو ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست ابوانس محمد سرور گوہر (آف قصور) کو جنہوں نے اس عظیم

کتاب کا سلیس اردو ترجمہ کیا تا کہ اُردو خواں طبقہ اس سے کامل طور پر مستفید ہو سکے۔ اور جناب حافظ محمد فہد حفظہ اللہ نے علمی تخریج اور مفید حواشی لکھ کر اس کتاب کی افادیت کو بڑھا دیا اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے اس پر نظر ثانی، تصحیح و تنقیح کا فریضہ انجام دیا۔ ہم ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں جن کی کاوش اور محنت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

آخر میں ہم اپنے محسن اور مربی فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللّٰہ أمثاله فی العالم .

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، اختر علی، شوکت حیات، انتسار احمد، وحید احمد، زاہد حسین چھیپـــہ، مشتاق احمد، سید ولید حسین، ماسٹر الطاف حسین، عندلیب، عدنان عارف، نجم الثاقب اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری و ساری ہے۔

جناب انکل ابو مؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہو رہی ہے۔

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب نے دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کو ہم گنہگاروں کی نجات کا ذریعہ بنائے کہ اس کی رحمت بے کنار ہے۔ اللہ عزوجل اس عظیم کام خدمتِ حدیث کو ہمارے، ہمارے والدین، دوست احباب اور ہمارے اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

وكتبه

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، وَ بَعْدُ!

عظیم امام، محدث ابن مندہ (م 395ھ) کی تالیف لطیف ''مسند ابراہیم بن ادھم'' زیور طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ گئی ہے۔ مادیت پرستی کے دور میں کتب احادیث رسول کی نشر واشاعت کسی کرامت سے کم نہیں۔ یہی وہ قرآن کریم کی تفسیر اوّل ہے جس کی روشنی میں انسان صراط مستقیم پر گامزن ہوسکتا ہے۔

قرونِ اولیٰ میں جن باکمال مشاہیر نے دُنیائے علم وفضل میں نام روشن کیے ان میں سلطان الزاہدین ابراہیم بن ادھم اور صاحب کتاب حافظ ابن مندہ رحمہما اللہ کی شخصیات بہت نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔

زہد وورع میں ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی نظیر نہ صرف ان کے اپنے معاصرین علماء میں مفقود ہے بلکہ بعد کی صدیوں میں بھی خال خال ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں۔ اور ابن مندہ کا عقیدہ کے حوالے سے کتاب الایمان، کتاب الرد علی الجهمية اور کتاب التوحید مرتب کرنا ظلمات میں قنادیل جلانے کے مترادف ہے۔

(51) احادیث پر مشتمل مجموعہ مختصر مگر کثیر الفوائد ہے۔ بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ نے اسے بزبان اردو ترجمہ، تخریج اور حواشی سے مزین کرواکے احسن فریضہ انجام دیا ہے۔ اللہ عزوجل اس کاوش پر اُن کو دنیا وآخرت میں اجر جزیل عطا فرمائے اور بہت سوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ ادارہ انصار السنہ کو تا روز قیامت حدیث کی نشر واشاعت کا بیڑا اٹھائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ .

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کے حالات و واقعات

نسب:

وہ امام العالم محدث عابد مجاہد زاہد سلطان الزاھدین ابو اسحاق ابراھیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن جابر بن ثعلبہ بن سعد بن سلام بن عرفہ بن اسامہ بن ربیعہ بن ضبیعہ بن عجل بن لخم تمیمی ہیں، انھیں العجلی البلخی بھی کہا جاتا ہے، وہ خراسان کے شاہ زادوں میں سے ہیں۔ [1]

جائے پیدائش:

جب ان کی والدہ حاملہ ہوئیں تو ان کے والد نے قراء حضرات کو دعوت دی، ان کے لیے کھانے کا اہتمام کیا، جب وہ کھانا کھا چکے تو انھوں نے ان سے درخواست کی کہ وہ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صالح بیٹا عطا فرمائے، کیوں کہ میری اہلیہ حاملہ ہیں، انھوں نے ان کے حق میں دعا فرمائی، ابراہیم رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

''میں عبادت گزاروں کا آزاد کردہ غلام اور ان کی دعاؤں کا انعام ہوں۔'' [2]

پھر ادہم اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، ابراہیم رحمہ اللہ مکہ میں پیدا ہوئے، انھوں نے انھیں ایک کپڑے میں رکھا، اور عابد وزاہد حضرات کو تلاش کرنے گئے، اور ان سے درخواست کرتے کہ وہ اس (ابراہیم رحمہ اللہ) کے حق میں دعا فرمائیں، پس وہ سمجھتے تھے کہ ان حضرات میں سے کسی کی دعا ان کے حق میں قبول ہوگئی ہے۔ [3]

آپ کی ولادت 100 ہجری صدی کے آغاز پر ہوئی۔

ابتدائی حالات:

ابراہیم بن بشار جو کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے خادم ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ادہم سے دریافت کیا، ابو اسحاق! آپ کے ابتدائی حالات کیسے تھے حتی کہ آپ اس مقام تک پہنچ گئے؟

---

[1] مسند ابراهيم بن ادهم، ابن منده: 479/1.

[2] إكمال تهذيب الكمال، علاء الدين مغلطائی: 173/1.

[3] حلية الاولياء: 371/3.

انھوں نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور سوال کرو، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ یہی جواب مرحمت فرمائیں، اُمید ہے کہ کسی روز اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچائے، میں نے پھر دوسری مرتبہ آپ سے پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: تعجب کی بات ہے! اللہ اللہ کرو، میں نے تیسری مرتبہ پھر ان سے پوچھا تو ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، ہوسکتا ہے کہ کسی روز اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچائے۔ انھوں نے فرمایا: میرے والد بلخ کے رہنے والے تھے۔ اور وہ خراسان کے بادشاہ زادوں اور متمول حضرات میں سے تھے، مجھے شکار کرنے کا بہت شوق تھا، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا، میرا کتا میرے ساتھ تھا، اسی اثنا میں خرگوش یا لومڑ ظاہر ہوا تو میں نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لیے ایڑ لگائی، پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی: تم اس مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو نہ اس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے، میں نے رک کر دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت فرمائے، میں نے پھر اپنے گھوڑے کو دوڑایا، تو میں نے اس سے زیادہ بلند آواز سنی: ابراہیم! تم اس مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو نہ اس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے، میں نے پھر گھوڑے کو دوڑایا تو میں نے زین کے اُبھرے ہوئے کنارے سے سنا: ابراہیم! تم اس لیے تخلیق کیے گئے ہو نہ اس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے، پس میں رک گیا اور کہا: مجھے متنبہ کیا گیا ہے، مجھے متنبہ کیا گیا ہے، پروردگار عالم کی طرف سے کوئی آگاہ کرنے والا میرے پاس آیا ہے، اللہ کی قسم! میرے رب نے اب تک مجھے محفوظ رکھا آج کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا، پس میں اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ آیا، گھوڑا چھوڑ دیا اور اپنے والد کے ملازم کے پاس آیا، میں نے اس سے ایک چوغہ اور ایک کمبل لیا، اپنا لباس اس کے حوالے کیا، اور سرزمین عراق کا رخ کیا، حتی کہ میں عراق پہنچ گیا، میں نے وہاں چند روز کام کیا، لیکن مجھے وہاں کسی حلال چیز کا تعارف نہ ہوا، میں نے بعض بزرگوں سے حلال کے متعلق پوچھا تو انھوں نے مجھے کہا: جب تم حلال کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر بلادشام پہنچ جاؤ۔

میں منصورہ نامی شہر پہنچ گیا، وہاں بھی کئی روز کام کیا، لیکن وہاں بھی کسی حلال چیز کا تعارف نہ ہوا، میں نے پھر بعض بزرگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا: اگر تم خالص حلال کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر طرسوس پہنچ جاؤ، وہاں مباحات اور عمل کثیر کے مواقع ہیں، پس میں نے طرسوس کا رخ کیا کئی روز وہاں کام کیا، میں باغات کی چوکیداری کرتا، پھلوں کی کٹائی کرتا، اس دوران کہ میں سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اس نے اپنے باغ کی رکھوالی کے لیے مجھے ملازم رکھ لیا، میں اس کے ساتھ ہولیا، میں بہت سے دن باغ میں رہا، کہ ایک

دن ایک خادم اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تو اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ باغ ایک خادم کا ہے تو میں اس کی چوکیداری نہ کرتا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مجلس نشین تھا تو اس نے بلند آواز سے کہا:

باغبان! میں نے کہا: جی میں حاضر ہوں، اس نے کہا: جاؤ بہترین اور خوب صاف ستھرا انار لے کر آؤ، میں گیا اور سب سے بڑا انار لے کر اس کے پاس آیا، خادم نے انار لے کر توڑا تو وہ ترش تھا، اس نے مجھے کہا:

باغبان! تم اتنی مدت سے ہمارے باغ میں ہو، ہمارے پھل کھاتے ہو، ہمارے انار کھاتے ہو اور ابھی تک تمھیں شیریں اور ترش کے درمیان تمیز نہیں ہوئی! میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تمھارا کوئی بھی پھل نہیں کھایا، مجھے نہیں معلوم کہ شیریں کون سا ہے اور ترش کون سا ہے!

خادم نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: کیا تم اس کی بات سن رہے ہو؟ پھر اس نے کہا: کیا خیال ہے ہوسکتا ہے کہ آپ ابراہیم بن ادہم ہوں؟! اس نے اس پر مزید کچھ نہ کہا اور پھر چلا گیا۔

اس نے اگلے روز مسجد میں میرے اَوصاف کا ذکر کیا، تو کچھ لوگوں نے مجھے پہچان لیا، تو خادم لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ (باغ کی طرف) آیا، جب میں نے اسے اپنے دوستوں کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو میں درخت کے پیچھے چھپ گیا جب کہ لوگ داخل ہو رہے تھے، میں ان کے ساتھ گھل مل گیا جب کہ وہ اندر داخل ہو رہے تھے، میں ان میں سے بھاگ گیا، پس یہ میرے ابتدائی حالات ہیں اور میرا طرسوس سے بلاد رمال کی طرف خروج کرنا ہے۔ [1]

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات کے بارے میں سوانح حیات اور سیرت کی کتابوں نے جو ذکر کیا ہے ان میں سے یہ سب سے زیادہ راجح اور زیادہ مشہور روایت ہے، میں باقی مذکورہ روایات دیگر مراجع میں ذکر کروں گا۔

دوسری روایت:

احمد بن عبداللہ المقدسی نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ہم نشینی اختیار کی تو میں نے ان سے ان کے ابتدائی حالات اور ان کے فنا ہوجانے والی بادشاہت چھوڑ کر باقی رہنے والی بادشاہت اختیار کرنے کے سبب کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے مجھے بتایا:

بھائی! میں ایک دن شاہی محل کی بالائی منزل میں بیٹھا ہوا تھا، میں نے کھڑکی سے جھانکا تو ایک فقیر شخص کو

---

[1] حلیة الاولیاء: 368/8.

محل کے صحن میں بیٹھا ہوا دیکھا، اس کے ہاتھ میں خشک روٹی تھی، اس نے پانی کے ساتھ اسے گیلا کیا اور نیم پسے ہوئے نمک کے ساتھ کھایا، میں اسے دیکھتا رہا حتی کہ وہ کھانے سے فارغ ہوا تھوڑا سا پانی پیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور محل کے صحن میں سو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھے تفکیر الہام فرمائی، میں نے اپنے کسی ملازم سے کہا: جب یہ فقیر بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا، جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو غلام نے اسے کہا:

فقیر شخص! اس محل کا مالک آپ سے بات کرنا چاہتا ہے، اس نے کہا: بسم اللّٰہ وباللّٰہ، وتوکلت علی اللّٰہ، ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلی العظیم، وہ اس کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور میرے پاس آ گیا، جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے سلام کیا، میں نے اس کے سلام کا جواب دیا، اسے بیٹھنے کے لیے کہا تو وہ بیٹھ گیا، جب وہ مطمئن ہو گیا تو میں نے اسے کہا:

جناب فقیر! آپ نے روٹی کھائی جب کہ آپ بھوکے تھے، پس آپ شکم سیر ہو گئے، اس نے کہا: جی ہاں! میں نے کہا: آپ نے پانی پیا اور سیراب ہو گئے تو اس نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: پھر آپ کسی قسم کے رنج وغم کے بغیر آرام سے سو گئے اور راحت حاصل کر لی، اس نے کہا: جی ہاں!

پس میں نے اپنے دل میں کہا: اے نفس! میں نے دنیا کا کیا کرنا ہے جب کہ نفس تو اس چیز پر بھی قناعت کر لیتا ہے جو کہ تو نے دیکھا اور سنا؟! پس میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکی توبہ کر لی، جب دن گزر گیا اور رات آ گئی تو میں نے اونی کرتا اور اونی ٹوپی پہن لی، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر نکل پڑا۔ [1]

تیسری روایت:

یونس بن سلیمان بلخی نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم معزز لوگوں میں سے تھے، ان کے والد انتہائی معزز تھے، بہت مال دار تھے، اور ان کے بہت زیادہ خادم تھے، ایک دن ابراہیم اپنے نوکروں چاکروں کے ساتھ شکار کے لیے روانہ ہوئے، وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور اسے ایڑ لگا رہے تھے کہ انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی: ابراہیم! یہ کیا فضول کام ہے؟

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (المؤمنون: 115)

''کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ ہم نے تمھیں عبث پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، یوم فاقہ کے لیے زاد راہ تیار کرو، پس وہ اپنی سواری سے اُترے، دنیا کو چھوڑ دیا اور

---

[1] إحياء علوم الدين: 285/3.

عمل آخرت کرنے لگے۔ ❶

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات کے بارے میں متعدد روایات ہیں، لیکن ہم اس میں وہ تمام ذکر کیا کریں گے جن سے یہ معلوم ہو کہ یہ عظیم شخصیت کس طرح خوش حال اور آسودہ طرز زندگی ترک کر کے زہد وتقشّف (قصداً راحت ولذت ترک کرنا)، زمین میں تعلم وتعبد اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرز زندگی کو اختیار کیا۔

طلب علم:

والد کا اپنے بیٹے کی تعلیم کے بارے میں کردار: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے دل میں حصولِ علم کی تڑپ پیدا کرنے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ کا شوق پیدا کرنے میں ان کے والد ادہم رحمہ اللہ کا بڑا اہم اور بنیادی کردار ہے۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے کہا:

بیٹے! حدیث کا علم حاصل کرو، آپ جو بھی حدیث سنیں اور اسے حفظ کریں تو میں تمھیں ایک درہم دوں گا، پس میں نے اس طرح حدیث کا علم حاصل کیا۔ ❷

پھر انھوں نے اسی منہج پر زندگی بسر کی کہ وہ مکمل طور پر حق سبحانہ وتعالیٰ کی ندا، ودعوت کی طرف متوجہ ہو گئے، انھوں نے علم ومعرفت اور خالص حلال حاصل کرنے کی خاطر دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لیے ترک کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کی خاطر سفر کیا۔

انھوں نے ایک حدیث کے ذریعے سے اپنے دور کے لوگوں پر فوقیت حاصل کی:

معاویہ بن حفص نے بیان کیا:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ایک حدیث سنی اور اس کی پابندی کی، پس انھوں نے اپنے دور کے لوگوں پر فوقیت حاصل کی۔

انھوں نے کہا:

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کا محبوب بن جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إذا أردت أن يـحبك الـلّـه فابغض الدنيا ، واذا اردت ان يحبك الناس فما

❶ حلية الاولياء : 369/7 .

❷ شرف اصحاب الحديث : 165/1 .

عندك من فضولها فانبذه إليهم .)) ❶

''جب تم چاہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے تو پھر دنیا سے نفرت رکھو، اور جب تم چاہو کہ لوگ تم سے محبت کریں تو پھر تمھارے پاس جو کچھ زائد ہے اسے لوگوں کے حوالے کر دو۔''

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص اخلاص کے ساتھ صرف اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے بندے فائدہ حاصل کریں اور اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے، تو اسے غرور وتکبر کی نسبت عاجزی وگم نامی زیادہ محبوب ہوگی، ایسا شخص اپنی ذات میں عاجزی، عبادت میں محنت، اللہ تعالیٰ کا ڈر، اس کی محبت اور لوگوں کے معاملے میں تواضع میں اضافہ کرتا جاتا ہے اور اسے اس دنیا کے مال ومتاع کی کوئی فکر اور پرواہ نہیں ہوتی۔ ❷

اصحاب الحدیث کے سفر کی وجہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں:

اللہ تعالیٰ اصحاب الحدیث کے سفر کی وجہ سے اس اُمت سے بلائیں دور فرما دیتا ہے۔ ❸

سلم الخواص نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا:

اصحاب الحدیث کی وجہ سے لوگوں سے بلائیں یا آفات دور کر دی جاتی ہیں۔ ❹

وہ کہا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے استدلال کرنا سب سے زیادہ قوی دلیل ہے۔ ❺

علم کے بارے میں ان کے بعض اقوال ونصائح:

انھوں نے یہ بھی بیان کیا: مجھے طلب علم سے کوئی مانع نہیں کہ میں اس میں فضیلت نہیں جانتا لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں اسے ایسے شخص سے حاصل کروں جو اس کا حق نہیں پہچانتا۔ ❻

وہ اس طرف توجہ دیتے تھے کہ اس علم کو دنیا کے مشاغل سے مکمل فراغت کی ضرورت ہے حتی کہ اسے حاصل کرنے والا کامیاب ہو جائے، وہ فرماتے تھے: جو عورتوں کی رانوں کا رسیا ہو جائے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ❼

ابراہیم رحمہ اللہ ایک پتھر کے پاس سے گزرے اس پر لکھا ہوا تھا: مجھے اُلٹ پلٹ کر دو میں تجھے فائدہ پہنچاؤں

---

❶ البداية والنهاية : 137/10 . ❷ شعب الايمان ، حديث ، رقم : 1744 .

❸ الرحلة فى طلب الحديث ، ج:16 ، حديث رقم : 14 .

❹ احاديث فى ذم الكلام وأهله : 52/5 . ❺ صيد الخاطر : 17/1 .

❻ حلية الاولياء : 27/8 .

❼ الجامع لأخلاق الراوى وآداب السامع ، ص : 69، رقم : 64 .

گا، انھوں نے اسے اُلٹ پلٹ کر دیا، اس پر لکھا ہوا تھا: تم جو جانتے ہو عمل نہیں کرتے، تم کس طرح طلب کرتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ ❶

ولید بن مسلم رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہمارے کسی بھائی نے بیان کرتے ہوئے کہا: ہم ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس گئے، انھیں سلام کیا، انھوں نے اپنا سر ہماری طرف اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ! ہم سے ناراض نہ ہونا، کچھ وقت کے لیے اپنا سر جھکایا پھر سر اُٹھایا اور کہا: جب وہ ہم سے ناراض نہیں ہوتا تو ہم سے محبت فرمائے گا پھر کہا: ہم نے عربی میں گفتگو کی تو قریب نہیں تھا کہ ہم اس میں غلطی کریں لیکن عمل میں غلطی ہوگئی اب قریب نہیں ہے کہ ہم اس کی اصلاح کریں۔ ❷

بدعتی شخص کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: جس نے کسی بدعتی شخص سے مصافحہ کیا تو اس نے اسلام (کی عمارت) گرانے میں مدد کی۔ ❸

علماء کا احترام اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا:

انھوں نے علماء کا احترام کرنے، ان کی لغزشوں، اور ان کے خلاف معمول اور نامناسب اقوال سے دوری اختیار کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جس نے علماء کے خلاف معمول اُمور کو لیا اس نے بہت بڑا شر لے لیا۔ ❹

جب ہم کسی نوجوان کو مشائخ کے ساتھ مسجد میں ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر نہ رکھتے ہوئے بحث و مباحثہ کرتے ہوئے دیکھتے تو ہم اس کے پاس ہر قسم کی خیر سے مایوس ہوجاتے تھے۔ ❺

وہ علماء کے ساتھ ادب سے پیش آنے کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے:

جس نے آداب صالحین کی اقتدا کی وہ بساط قربت کے سنور گیا، جس نے آداب اولیاء کی اقتدا کی وہ بساط محبت کے لیے سنور گیا اور جس نے آداب صدیقین کی اقتدا کی تو وہ بساط مشاہدہ کے لیے موزوں ہوگیا۔ ❻

❶ اقتضاء العلم العمل : 88/1. ❷ حلية الاولياء : 17/8.

❸ احاديث فى ذم الكلام : 138/1.

❹ الجامع لأخلاق البراوى وآداب السامع : 210/1، رقم : 175.

❺ الجامع لأخلاق الراوى وآداب السامع : 409/1.

❻ نزهة المجالس ومنتخب النفائس: 91/1.

ابراہیم رحمہ اللہ سے جب علم کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ ادب کا ذکر فرماتے، [1] جیسا کہ ان کے اصحاب (شاگردوں) میں سے کسی نے بیان کیا ہے۔

ایک بار ان سے پوچھا گیا: جس طرح آپ کے ساتھی حدیث بیان کرتے ہیں، آپ اس طرح کیوں نہیں بیان کرتے؟ انھوں نے جواب دیا: میرا مکمل عزم ہی علماء کا احترام کرنا اور ان کے آداب بجالانا تھا۔ [2]

اپنے دور کے بعض علماء سے ملاقات

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ملاقات:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو امام رحمہ اللہ نے ان سے کہا: تمھیں عبادت میں سے کچھ صالح چیز عطا کی گئی ہے، علم بھی تمھاری توجہ کا مرکز ہونا چاہیے، کیوں کہ وہ عبادت کی چوٹی ہے اور اسی پر دین کا انحصار ہے۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: آپ کو عبادت و عمل میں علم بنیاد بنانا چاہیے ورنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ [3]

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ملاقات:

سفیان ثوری رحمہ اللہ رملہ تشریف لائے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں پیغام بھیجا کہ وہ تشریف لائیں اور ان کو حدیث بیان کریں، ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ انھیں پیغام بھیج رہے ہیں حتی کہ وہ آپ کو حدیث بیان کریں؟!

انھوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی تواضع جان سکوں، پس وہ آئے اور انھوں نے ان کو حدیث بیان کی۔ [4]

سفیان ثوری رحمہ اللہ جب ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی مجلس میں ان کی طرف دھیان دیتے تو وہ کلام کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ [5]

شقیق بلخی رحمہ اللہ کے ساتھ ملاقات:

شقیق بلخی رحمہ اللہ مکہ تشریف لائے تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بھی مکہ میں تشریف فرما تھے، لوگ اکٹھے ہوئے تو

[1] مستحر ابراهيم بن ادهم : 19/1 .
[2] مسند ابراهيم بن ادهم : 47/1 .
[3] تاريخ دمشق : 293/6 .
[4] الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع : 757/2 .
[5] حلية الاولياء : 28/8 .

انھوں نے کہا: ہم ان دونوں حضرات کو اکٹھا کرتے ہیں، انھوں نے ان دونوں حضرات کو مسجد حرام میں اکٹھا کیا، تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے شقیق رحمہ اللہ سے کہا: شقیق ! آپ نے اپنے اصول کی بنیاد کسے بنایا ہے؟ شقیق رحمہ اللہ نے کہا: ہم نے اپنے اُصول اس بنیاد پر استوار کیے ہیں کہ جب ہمیں رزق ملے تو ہم کھالیں، جب نہ ملے تو ہم صبر کریں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: بلخ کے کتے بھی اسی طرح ہیں، جب انھیں روزی ملتی ہے تو کھا لیتے ہیں اور جب نہیں ملتی تو وہ صبر کرتے ہیں۔ شقیق رحمہ اللہ نے کہا: ابو اسحاق ! آپ نے اپنے اُصول کن بنیادوں پر استوار کیے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم نے اپنے اُصول ان بنیادوں پر استوار کیے ہیں کہ جب ہمیں روزی عطا کی جائے تو ہم ایثار کرتے ہیں، اور جب ہمیں نہ ملے تو پھر ہم حمد وشکر بجالاتے ہیں۔ (یہ سن کر) شقیق رحمہ اللہ اُٹھے اور ان کے سامنے (دوزانوں ہوکر) بیٹھ گئے اور کہا: ابو اسحاق ! آپ ہمارے استاد ہیں۔ ❶

عبداللہ بن شبرمہ رحمہ اللہ سے ملاقات:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابن شبرمہ سے ایک مسئلہ پوچھا جب کہ وہ میرے نزدیک ایک شدید مسئلہ تھا، انھوں نے جواب دینے میں جلدی کی، میں نے کہا: غور وفکر سے جواب دیں، دیکھ لیں، انھوں نے کہا: جب میں اثر (حدیث) پالیتا ہوں تو پھر میں آپ سے نہیں چھپاتا، وہ مسئلہ ایسے ہی جیسے میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ ❷

سلیمان بن مہران الاعمش سے ملاقات:

یوسف بن سعید نے بیان کیا، خلف بن تمیم نے ہمیں بیان کیا، انھوں نے کہا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں ایک دن اعمش رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تو انھوں نے میری طرف دیکھ کر کہا: وہ کون سا پرندہ ہے؟ گویا کہ انھوں نے انھیں ہلکا اور معمولی جانا۔ یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اعمش نے اللہ تعالیٰ کے نور کے ذریعے نہیں دیکھا۔

بقیہ بن ولید نے بیان کیا، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کہا: اعمش ! تم اس پیالے کو دیکھتے ہو میں اس سے دوبار وضوء کرتا ہوں۔ ❸

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے بارے میں علماء اور صالحین کے اقوال:

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ابراہیم خلیل الرحمٰن سے مشابہت رکھتے تھے، اگر وہ

❶ تاریخ دمشق: 299/6.
❷ حلیة الاولیاء: 51/8.
❸ حلیة الاولیاء: 50/8.

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہوتے تو ایک فاضل شخصیت ہوتے۔ ❶

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کن حضرات سے حدیث سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: انھوں نے بہت سے حضرات سے سنا ہے، لیکن وہ بذات خود صاحب فضیلت ہیں، رازدان تھے، میں نے انھیں تسبیح یا نیکی کا کوئی کام ظاہر کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جب بھی وہ لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے تو وہ سب سے آخر پر کھانا لیتے تھے۔ ❷

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا: چار اشخاص ایسے ہیں جنھیں پاکیزہ کھانا کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رفعت عطا فرمائی وہ حضرات یہ ہیں: وہیب بن الورد، ابراہیم بن ادہم، یوسف بن اسباط اور مسلم الخواص رحمہم اللہ۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرے والد نے مجھے بیان کیا انھوں نے کہا:

میں نے بشر بن حارث سے کہا: میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے طریق پر چلنا چاہتا ہوں، انھوں نے کہا: تم طاقت نہیں رکھتے، میں نے کہا: کیوں نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں کہ ابراہیم رحمہ اللہ نے عمل کیا ہے باتیں نہیں کیں، جب کہ تم باتیں کرتے ہو عمل نہیں کرتے۔ ❸

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: اللہ تعالیٰ ابواسحاق -ابراہیم بن ادہم- پر رحم فرمائے، بسا اوقات آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کو نہیں سمجھتا۔ ❹ یعنی: جس طرح ابراہیم رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو بھی سمجھتے تھے۔

یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ چنیدہ و منتخب اصحاب فضیلت میں سے تھے۔ ❺

ابوالاحوص رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے بکر بن وائل رحمہ اللہ سے جن پانچ شخصیات کے متعلق معلوم کیا ان جیسے حضرات میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ وہ حضرات یہ ہیں:

ابراہیم بن ادہم، یوسف بن اسباط، حذیفہ المرعشی، نعیم العجلی اور ابو یونس القونی رحمہم اللہ ہیں۔

ابو بشر الفقیمی رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اور ایک منادی اعلان کر رہا ہے: پہلے سبقت لے جانے والے کھڑے ہو جائیں، تو سفیان ثوری رحمہ اللہ کھڑے ہوئے، اس نے

❶ البداية والنهاية: 137/0.
❷ سير أعلام النبلاء: 359/7.
❸ حلية الاولياء: 28/8.
❹ المنطلق: 5/1.
❺ المنطلق: 5/1.

پھر اعلان کیا: پہلے سبقت لے جانے والے کھڑے ہو جائیں، تو پھر مسلم الخواص کھڑے ہوئے، اس نے پھر کہا: پہلے سبقت لے جانے والے کھڑے ہو جائیں تو ابراہیم بن ادہم کھڑے ہو گئے۔ ❶

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فلسفی وملحد صوفیاء کے بارے میں کلام کرتے ہوئے بیان کیا: وہ تو اہل علم ہی نہیں، چہ جائیکہ وہ فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، ابوسلیمان درانی، معروف کرخی، جنید، سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان جیسے دیگر مشائخ اہل کتاب والسنہ کی طرح ہوں۔ ❷

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے بارے میں محدثین کے اقوال:

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ نے کہا: وہ ثقہ مأمون اور زاہد ہیں۔

امام ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا: جب ثقہ راوی ان سے حدیث بیان کرے تو وہ صحیح الحدیث ہیں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کہا: عابد ثقہ ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: علم کے راستے میں مشکلات پر صبر کرنے والے تقویٰ سے مزین اور کھلی سخاوت کرنے والے تھے۔ ❸

امام ابن نمیر اور العجلی رحمہما اللہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب الطہارۃ میں ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ ❹

امام محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابواسحاق رحمہ اللہ الامام مقتدا علوم وفنون میں ماہر، سید الزھاد (زاہدوں کے سردار) ہیں۔ ❺

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا: وہ نامور عبادت گزاروں میں سے ایک، بڑے زہاد میں سے تھے اور وہ عالی ہمت تھے۔ ❻

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بیان کیا: البلـخی الزاہد، صدوق ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے الأدب المفرد میں اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ❼

---

❶ مسند ابو الجعد، ج: 4، رقم: 1528.

❷ اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان، ابن تیمیه: 80/1.

❸ کتاب الثقات.

❹ تهذیب التهذیب: 94/3.

❺ سیر أعلام النبلاء: 387/7.

❻ البدایة والنهایة: 135/10.

❼ تقریب التهذیب: 111.

ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ نے بیان کیا: السید الجلیل (شان وشوکت والے سردار) اور معزز زاہد تھے۔ ❶

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے اساتذہ وشیوخ:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے تابعین اور تابع التابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت سے مسند اور مرسل روایت کیا ہے، انھوں نے کوفیوں اور بصریوں وغیرہ سے متعدد ملاقاتیں کی ہیں، لیکن روایت اس معیار کی نہیں، اس لیے ان کی حدیث کی تعداد قلیل ہے، ان میں سے ان کی ابوجعفر، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

انھوں نے محمد بن زیاد جمحی، محمد بن سعید انصاری، محمد بن عمر العمری، موسیٰ بن عقبہ، عمر بن عبداللہ السبیعی، منصور بن المعتمر الأعشی، سفیان بن سعید الثوری، مالک بن دینار، شعبہ بن حجاج، ہشام بن حسان العدوی، مقاتل بن حیان البلخی، شہر بن حوشب، نعیم بن ابی الہند، اعین مولی مسلم بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی، محمد بن عجلان، ابوعبداللہ الخراسانی، ابوبکر ابن اسماء، أرطاۃ بن المنذر، ابواسحاق الفزاری اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے۔ ❷

انھوں نے اپنے والد ادہم بن منصور، ابان بن ابی عیاش، ابراہیم بن میمون الصائغ، سعید بن المرزبان البقال، سلیمان بن مہران الاعمش، عباد بن کثیر، عبداللہ بن شوذب، عطاء بن عجلان، محمد بن الولید الزبیدی، موسیٰ بن یزید البصری، نہاش ابن قہم، ہشام بن حسان، یزید بن ابان القرشی اور ابوعیسیٰ المروزی رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے۔ ❸

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے شاگرد اور تلامذہ:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے بقیہ بن الولید، ان کے خادم ابراہیم بن بشار، ضمرہ بن ربیعہ، سفیان ثوری، شقیق بن ابراہیم البلخی، ابواسحاق فزاری، سہل بن ہاشم البیروتی، مفضل بن یونس الکوفی، محمد بن حمیر الحمصی، عتبہ بن السکن، فضالہ بن حسین، اشعث بن شعبہ، عیسیٰ بن حازم، قطن بن صالح الدمشقی، حازم ابن جبلہ، عبدالرحمٰن بن ضحاک اور عمر بن حفص العسقلانی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

امام اوزاعی، ابوحیوۃ شریح بن یزید، سلمہ بن کلثوم، داود بن عجلان اور خلف بن تمیم رحمہم اللہ نے ان سے نقل کیا ہے۔ ❹

---

❶ شذرات الذهب: 255/1.
❷ مسند ابراهيم بن ادهم لابن منده.
❸ تهذيب الكمال: 37/2.
❹ تاريخ دمشق: 277/6.

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی روایت:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد سے اور انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَمَا يَخْشَى الَّذِیْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ)) [1]

''جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اُٹھالیتا ہے کیا وہ ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔''

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مقاتل بن حیان سے، انھوں نے شہر بن حوشب سے اور انھوں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا، میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد؟ انھوں نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَسْلَمْتُ بَعْدَ نَزُوْلِ الْمَائِدَةِ .)) [2]

''میں نے سورۂ المائدۃ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا۔''

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے محمد بن عجلان کو اپنے والد کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَاضَعَ رَفَعَهُ اللّٰهُ .)) [3]

''جو تواضع وانکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا کرتا ہے۔''

بعض آیات کریمہ کی تفسیر:

بقیہ بن الولید رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ (التوبة :92) ''اور ان لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آتے ہیں تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں سواری فراہم کریں۔'' کی تفسیر میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: ''انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے نہیں مانگے تھے، انھوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوتوں کی درخواست کی تھی۔'' [4]

انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

---

[1] صحیح مسلم : 2928/2.

[2] دارقطنی، رقم : 5.

[3] الحلية لأبی نعيم : 46/8.

[4] تفسیر ابن ابی حاتم : 237/36.

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾ (النور : 52)

''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

کی تفسیر میں بیان کیا: ''میں تمھیں بتاتا ہوں کہ اس کا تقویٰ بہترین ثواب کا مستوجب ہے، متقی لوگ یوم حساب کی سختیوں سے نجات پائیں گے اور وہ سب سے بہتر دروازے کی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' پھر انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ (النحل :128)

''بے شک اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے جب کہ وہ محسن (نیکوکار) ہیں۔''

اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾ (العنکبوت : 69)

''اور وہ لوگ جنھوں نے ہمارے راہ میں جہاد کیا تو ہم انھیں اپنے رستوں کی ہدایت دیں گے۔''

کی تفسیر میں بیان کیا: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴾ (فاطر : 32)

اس آیت کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: سابق (سبقت کرنے والا) محبت کے کوڑے کا مضروب ہے، شوق کی تلوار کے ذریعے قتل کیا گیا ہے، اور بابِ کرامت پر لیٹا ہوا ہے۔

مقتصد (میانہ رو) ندامت کے کوڑے کا مضروب ہے، تلوار حسرت سے قتل کیا گیا ہے اور وہ باب عفو پر لیٹا ہوا ہے۔

اور جو اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے، وہ غفلت کے کوڑے کا مضروب ہے، اُمید کی تلوار کا مقتول ہے اور باب عقوبت (سزا) پر لیٹا ہوا ہے۔ [2]

آدم علیہ السلام نے اس شجر ممنوعہ سے جو کھالیا تھا اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کھانے نے ہمیں طویل غم

[1] فتح القدير : 302/4.
[2] فيض القدير : 105/4.

ورثے میں دیا ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾ (الضحیٰ: 10) کی تفسیر میں بیان کیا ہے: سوال کرنے والے بہترین لوگ ہیں، وہ ہمارا زادِ راہ آخرت تک اُٹھاتے ہیں۔ ❷

ابومسعود رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں بیان کیا: کہا گیا ہے: اس آیت میں سائل سے مراد وہ شخص ہے جو دین کے بارے میں سوال کرتا ہے، حسن رحمہ اللہ نے کہا: اس (سائل) سے مراد طالب علم ہے۔ ❸

اور جب وہ کسی شخص کو یہ آیت: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝﴾ (الانشقاق: 1) ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔'' پڑھتے ہوئے سنتے تو ان کی ہڈیوں کے جوڑ مضطرب ہو جاتے حتی کہ وہ کانپنے لگ جاتے۔ ❹

شقیق بلخی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابراہیم رحمہ اللہ کی صحبت میں رہا: وہ کہا کرتے تھے: میں نے بیس سال قرآن کریم پر غور و فکر کیا حتی کہ دنیا و آخرت کا فرق واضح ہو گیا: میں نے یہ فرق دو حرفوں میں پا لیا ہے اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہیں:

﴿وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (القصص: 60)

''تمھیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا متاع اور اس کی زینت ہے جب کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے۔'' ❺

بعض اخبار سابقین کے متعلق ان کی روایت:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: تورات میں لکھا ہوا ہے: سبحان ایسا کلمہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے عرش کو اُٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں تو ان کی تسبیح نور کی نہریں کاٹ دیتی ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ کی) کرسی کے آگے سے چلتی ہیں۔ ❻

انھوں نے یہ بھی بیان کیا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ایک بچھڑے کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کیا تو اس کا ہاتھ خشک (ساکن) ہو گیا پس اس اثنا میں کہ وہ ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک

❶ تفسير الكشف و البيان: 183/1. ❷ تفسير الآلوسی: 15/23.

❸ تفسير البغوی، لابن مسعود البغوی: 458/8.

❹ إحياء علوم الدين: 134/2. ❺ حلية الاولياء: 60/8.

❻ الإشراف فی منازل الأشراف، رقم: 394.

چوزہ اپنے گھونسلے سے گر پڑا، وہ اپنے والدین سے اظہارِ محبت کر رہا تھا جب کہ اس کے والدین محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے، پس اس شخص نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے اس کے گھونسلے میں واپس رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس ترس کھانے کی وجہ سے اس پر رحم فرمایا اور اس کے ہاتھ کو درست فرما دیا۔ [1]

انھیں دانائی کی بات جہاں سے ملی حاصل کر لی:

ابراہیم رحمہ اللہ علم کی پیاس اس کے صافی چشموں سے بجھاتے تھے، انھیں دانائی کی بات جہاں سے ملتی حاصل کر لیتے تھے خواہ اس کا مصدر کوئی بھی ہو، وہ اس بارے میں کہا کرتے تھے:

حکمت و دانائی کی بات منافق کے پیٹ میں ہو تو وہ اس کے پیٹ میں آواز کے ساتھ حرکت کرتی (بل کھاتی) رہے گی حتی کہ وہ اسے نکال باہر پھینکے گا اور مومن شخص اسے اُٹھائے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ [2]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خـــذِ الـــحـــكـــمة لا يشـــغـــلْكَ مـــن
أيِّ يـــنـبـــوع جـــرتْ يـــا مستـــقـــي
فشـــعـــاع الشـــمـــس يـــمتـصُّ الـنـدى
مـــن فـــم الـــورد و وحـــل الـــطـــرق

''اے سیرابی چاہنے والے حکمت حاصل کر لے تمھیں یہ چیز غافل نہ کر دے کہ اس کا منبع کیا ہے سورج کی شعاع گلاب کے پھول کے منہ سے بھی تری (نمی) چوس لیتی ہے اور راہوں کے کیچڑ سے بو۔''

الشیخ احمد الرفاعی رحمہ اللہ کا قول بھی اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے:

اولیاء حکمت و دانائی حاصل کر لیتے ہیں انھیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ کس زبان سے ظاہر ہوئی ہے، کس پتھر پر لکھی ہوئی ہے اور کس کافر کے ذریعے پہنچی ہے۔'' [3]

علماء و امراء کے بارے میں ان کا قول:

انھوں نے کہا: ''بدترین امراء وہ ہیں جو علماء و فقراء سے دوری اختیار کرتے ہیں جب کہ بدترین فقراء اور علماء وہ ہیں جو امراء کی قربت اختیار کرتے ہیں۔''

[1] شعب الإيمان للبيهقي، ج: 22، رقم: 10640.
[2] مختصر تاريخ دمشق، لابن منظور: 3833/1.
[3] ماجد عرسان الكيلاني: 258/1.

حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ علماء وفقراء کی تنخواہوں اور انھیں وقف کی ہوئی چیزوں میں اضافہ کریں کیوں کہ ان کی دعاؤں کی برکت سے حکمرانوں کی حکومت وسلطنت میں مزید برکت ہوگی۔ جیسا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لایرد القضاء إلا الدعاء ، ولا یزید فی العمر إلا البر .)) [1]

''دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے جب کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوجاتا ہے۔''

اور انھوں نے کہا: ہر وہ بادشاہ جو عادل نہ ہو تو وہ اور چور برابر ہیں، ہر وہ عالم جو متقی نہ ہو تو وہ اور بھیڑیا برابر ہیں، اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے سامنے جھکے تو وہ اور کتا برابر ہیں۔ [2]

ان کا اپنے وطن کو خیر باد کہنا اور ان کے بعض سفروں کے مشاہدات:

ابراہیم رحمہ اللہ بہت زیادہ سیاحت کرنے والے تھے، جس جگہ ان کی شہرت ہوجاتی تو وہ اس شہرت سے بچنے کے لیے کسی دوسری جگہ تشریف لے جاتے جہاں انھیں کوئی جانتا نہ ہو۔

مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کی خاطر سیاحت سلف کا منہج رہا ہے، لفظ سیاحت اب مسخ کر دیا گیا ہے، اور اس سے یہ مراد لیا جاتا ہے جو ضیاع اوقات اور بے جا اموال خرچ کرنے پر دلالت کرتا ہے، جب کہ اسلامی ماحول میں اس کا معنی انتہائی معزز وصادق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں صادق مومنوں کی دیگر بہترین صفات ذکر کی ہیں وہاں ان کی اس صفت سیاحت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (التوبة : 112)

''توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد کرنے والے، سیاحت کرنے والے، رکوع وسجود کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے منع کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔''

سلف صالحین رحمہم اللہ طلب علم کے لیے مختلف ممالک کا سفر کرتے تھے، وہ طلب علم کے لیے ان اسفار پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کے لفظ کا اطلاق کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والے علماء سلف رحمہم اللہ

---

[1] الدرة الفراء فی تصيعة السلاطين ، محمود بن اسماعيل الجذبتی : 39/1 .

[2] سير اعلام النبلاء : 394/7 .

بے شمار ہیں۔

سیاحت سے مراد عبادت کی غرض سے سفر کرنا بھی ہے، کیوں کہ سفر ان اہم وسائل و ذرائع میں سے ہے جو تأمل اور غور و فکر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خلوت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

بہت سے عباد و زہاد ہیں جو اس نوع کی سیاحت کا میلان رکھتے تھے وہ سمندروں اور دریاؤں کے کناروں یا صحراؤں، پہاڑوں، ٹیلوں اور آبادیوں کے بالائی حصوں پر قیام کیا کرتے تھے، وہ اپنے اسفار کے درمیان پیش آنے والے واقعات اور مشاہدات کا ذکر کیا کرتے تھے جن میں دیگر لوگوں کے لیے نصیحت و عبرت ہوتی تھی۔ ❶

اللہ تعالیٰ کی مسافر کی طرف نظر:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے اپنے دین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر دور دراز کے سفر کیے، جب انھوں نے اپنے کھیل کود میں مشغولیت کے وقت اوپر غیب سے یہ آواز سنی: ''اے ابراہیم! تم اس لیے پیدا کیے گئے ہو نہ اس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے۔'' تو انھوں نے اس بالائی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اہل وطن سے جدائی اختیار کر لی۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں عبادت میں مشغول رہا، میں نے اس دوران نفس کے وطن کی طرف میلان سے بڑھ کر کوئی مشکل چیز نہیں پائی۔ ❷

اللہ تعالیٰ مسافر پر بڑا رحیم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر روز کئی بار مسافر کی طرف دیکھتا ہے، مسافر جب اپنے اہل سے جدائی اختیار کرتا ہے تو اس وقت وہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ❸

سفر کی سواریاں:

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بیت اللہ کی طرف سفر کر رہے تھے، کہ ایک اعرابی نے جو کہ اپنی اونٹنی پر سوار تھا آپ کو دیکھ کر کہا: جناب شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: بیت اللہ شریف، اس نے کہا: آپ تو مجنون لگتے ہیں! آپ کے پاس کوئی سواری نظر آ رہی ہے نہ کوئی زاد راہ جب کہ سفر طویل ہے۔

ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے پاس بہت سی سواریاں ہیں لیکن وہ تمھیں دکھائی نہیں دیتیں، اس نے کہا: وہ کیا ہیں؟ انھوں نے فرمایا: جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو میں صبر کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں، جب کوئی نعمت میسر آتی ہے تو میں شکر کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں، جب قضاء و قدر کا معاملہ پیش آتا ہے تو میں رضا

---

❶ ابراهيم بن ادهم، عبدالحليم محمود: 48-50.

❷ حلية الاولياء: 380/7. ❸ حلية الاولياء: 23/8.

کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں، اور جب نفس کسی چیز کی طرف بلاتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ زیادہ گزر گئی ہے بس تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے۔

اعرابی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفر جاری رکھیں، آپ سوار ہیں جب کہ میں پیادہ ہوں۔ ❶

ان کی سات افراد سے ملاقات اور پھر ان کا چھپ جانا:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں بیت المقدس کے ارادے سے روانہ ہوا، میری سات افرا د سے ملاقات ہوئی، میں نے انھیں سلام کیا، اور کہا: کسی چیز کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچائیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے نفع بخش دے، انھوں نے مجھے کہا: دنیا و آخرت کے معاملے میں سے ہر اس قاطع کو دیکھیں جو تمھیں اللہ تعالیٰ سے قطع کر دے تو تم اسے قطع کر دو، میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ تم حضرات پر رحم فرمائے، مجھے مزید ارشاد فرمائیں، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی اُمید وابستہ کرو نہ اس کے علاوہ کسی سے ڈرو، میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائے، مجھے کچھ مزید بتائیں، انھوں نے کہا: دیکھو اس (اللہ تعالیٰ) سے محبت کرنے والے ہر شخص سے محبت کرو اور اس سے بغض رکھنے والے ہر شخص سے بغض رکھو، میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائے، مجھے کچھ مزید ارشاد فرمائیں، انھوں نے کہا: تنہائی کی گھڑیوں میں اس سے دعا کرو اس کے حضور تضرع اختیار کرو اور روؤ، جہاں کہیں بھی ہو اس کے لیے تواضع اور خضوع اختیار کرو، مسلمانوں پر رحم کرو، ان سے خیر خواہی کرو، میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائے مجھے کچھ مزید ارشاد فرمائیں، انھوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے اور اس شخص کے درمیان جدائی ڈال دے جس نے ہمیں آپ سے غافل کر دیا، یہ سب اس کے لیے کافی نہیں۔ پس میں نہیں جانتا؛ کہ آسمان نے انھیں اُٹھا لیا یا زمین نے انھیں نگل لیا؟ پس میں نے پھر انھیں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچایا۔ ❷

انھوں نے ایک قبر اور پتھر پر جو پڑھا:

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں ملک شام کے کسی شہر کے پاس سے گزرا، میں نے ایک قبرستان دیکھا، وہاں ایک بلند اُبھری ہوئی قبر پر ایک عبارت لکھی ہوئی پڑھی، اس میں نصیحت ہے اور وہ ایک بہترین کلام ہے:

مـــــا أحـــــدٌ اكـــــرمَ مـــــن مـــــفـــــردٍ
فـــــى قبـــــره أعـــــمـــــالُـــــه تـــؤنســـــه

---

❶ تفسير الرازى: 234/1.
❷ حلية الاولياء: 26/8.

مُـنَـعَّـمٌ فـي الـقبـر فـي روضةٍ
زيَّـنَهَـا الـلّٰـه فهـي مـجـلسُـه

''کوئی شخص اس سے زیادہ معزز نہیں جو اپنی قبر میں تنہا ہے اس کے اعمال اس کا دل بہلاتے ہیں۔''
''وہ اس قبر میں ایک باغیچے میں نعمتوں سے مال مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مزین کر دیا ہے وہ اس کی مجلس ہے۔'' ❶

میں وہاں کے کسی پہاڑ کے پاس سے گزرا، وہاں ایک بڑا پتھر تھا اس پر عربی میں بڑا واضح طور پر منقش تھا:

كـلُّ حـيٍّ وإن بـقـى
فـمـن الـعـمـر يستـقـى
فـاعـمـل اليـوم واجْتَهِـدْ
واحـذر الـموتَ يـاشـقـى

''ہر زندہ چیز اگر باقی رہے۔ تو پھر عمر سے استفسار کیا جائے گا۔ آج عمل کر لو اور محنت کرلو۔ اے بدنصیب! موت سے بچ جا۔'' ❷

انھوں نے بیان کیا، اس اثناء میں کہ میں اسے پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا، تو اچانک ایک شخص آیا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے پاؤں گرد آلود تھے اور بالوں سے بنا ہوا چوغہ پہنا ہوا تھا، اس نے مجھے سلام کیا، میں نے اسے سلام کا جواب دیا، اس نے میرا رونا دیکھا تو اس نے کہا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: میں نے یہ منقش تحریر پڑھی ہے اس نے مجھے رُلا دیا ہے، اس نے کہا: تم اصلاح احوال پر توجہ نہیں دیتے اور رو رہے ہو کہ تمھیں نصیحت کی جائے، پھر اس نے کہا: میرے ساتھ چلو تا کہ میں تمھیں دوسری تحریر پڑھاؤں، پس میں تھوڑی سی دور اس کے ساتھ گیا، میں نے وہاں محراب کے مشابہ ایک چٹان دیکھی، اس نے کہا: اسے پڑھیں اور روئیں، نافرمانی نہ کریں، پھر وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اور مجھے وہیں چھوڑ دیا، اس کے اوپر والے حصے پر عربی میں یہ عبارت منقش تھی:

"لاتبغينَّ جاهَكَ وجاهُك ساقط۔ عند المليك وكُن لجاهك مصلحا"

''اپنی جاہ وحشمت کی خواہش وطلب نہ کرو، تمھاری شان وشوکت بادشاہ کے ہاں ساقط ہے۔ اور اپنی

❶ الزهد الكبير، 2، رقم: 702. ❷ الزهد الكبير، 2، رقم: 615.

شان وشوکت کے لیے مصلح بن جا۔''

دوسری جانب لکھا ہوا تھا:

"مَنْ لم يثِقْ بِالقْضَاء والقدر لاقى هموماً كثيرة الضررِ"

''جوشخص قضاء وقدر پر اعتماد نہیں کرتا۔ اسے بہت نقصان دہ ضرر کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

دائیں طرف لکھا ہوا تھا:

"ما أزينَ التُّقى وما أقبح الخَنا وكلٌّ ماخوذٌ بما جنى وعند الله الجزا"

''تقویٰ کیا ہی زینت ہے اور فحش گوئی کس قدر قبیح ہے اور جس نے جو جرم کیا اس پر اس کا مواخذ ہوگا اور جزا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔''

محراب کے نیچے اور زمین سے ایک ہاتھ اوپر یہ لکھا ہوا تھا:

"انما العزُّ والغنى بِتُقى الله والعمل"

''عزت وغلبہ اور تونگری، اللہ تعالیٰ تقوی اختیار کرنے اور صالح عمل کرنے سے ہے۔''

جب میں نے اس پر غور وفکر کیا اور اسے سمجھ لیا تو میں نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا تو میں نے انھیں نہ دیکھا، وہ چلا گیا یا مجھ سے چھپا لیا گیا۔ [1]

عجائب القرآن:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: عباد میں سے ایک عابد شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ رات کو سوتا نہیں۔ میں نے اسے کہا: تم کیوں نہیں سوتے؟ اس نے مجھے بتایا: عجائب قرآن نے مجھے سونے سے روک رکھا ہے۔ [2]

قرآن کریم کی برکت تفہم و تدبر سے حاصل ہوتی ہے، کئی اقوام نے قرآن کریم پڑھا لیکن ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا، جب کہ دیگر نے قرآن کریم کی برکت سے استفادہ کیا پس انھوں نے نصیحت قبول کی اور تدبر کیا، انھوں نے اس کے ذریعے دلوں کو حرکت دی، اس کے عجائب پر ٹھہرے، اس کے اسرار پر تأمل کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢٩﴾ ﴾ (ص : 29)

---

[1] البداية والنهاية : 122/10 . [2] حلية الأولياء : 30/8 .

''ایک کتاب ہے ہم نے اسے آپ کی طرف نازل کیا ہے وہ بابرکت ہے تاکہ وہ اس کی آیات پر تدبر کریں، اور عقل مند نصیحت قبول کریں۔''

ابن ابی الحواری رحمہ اللہ نے کہا: میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں، اس کی آیات پر غور وفکر کرتا ہوں تو ان کی وجہ سے میری عقل حیران ہو جاتی ہے، مجھے حفاظ قرآن پر تعجب کرتا ہوں کہ ان کے لیے نیند کس طرح خوش گوار ہے، وہ کس طرح دنیا کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں جب کہ وہ کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، اگر وہ ان آیات کو سمجھ لیں جو وہ تلاوت کرتے ہیں اور اس کا حق پہچان لیں، اس سے لذت حاصل کریں اور اس کے ذریعے مناجات کے بھید پائیں تو انھیں جو عطاء کیا گیا ہے اس سے خوش ہو کر ان کی نیندیں اُڑ جائیں۔ ❶

ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہا:

مَنَعَ القرآنُ بوعده ووعيده
مُقَلَ العيونِ بليلها لا تهجَعُ
فهموا عن الملك العظيم كلامَهُ
فهمًا تذلُّ له الرِّقابُ وتخضعُ

''قرآن نے اپنے وعد و وعید کے ذریعے آنکھوں کو سونے سے روک دیا ہے انھوں نے شہنشاہ معظم سے اس کا کلام خوب سمجھ لیا ہے۔ غلام اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔''

حمید بن جابر حکمران:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ -ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھی- نے بیان کیا: میں ایک دن ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ صحراء میں گزر رہا تھا، ہم ایک مسلمان شخص کی قبر پر آئے، ابراہیم نے اس کے لیے دعاء رحمت کی اور رو پڑے میں نے کہا: یہ کس کی قبر ہے؟ انھوں نے کہا: ان تمام شہروں کے حکمران حمید بن جابر کی قبر ہے۔ یہ دنیا کے سمندروں میں غرق ہو چکا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ان سے نکالا اور اسے بچا لیا، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن اسے اپنی بادشاہت کی تفریحات، اس کی دنیا اور اس کے غرور و فتنے کی کسی چیز سے خوشی ہوئی، پھر وہ اپنے اہل خانہ میں سے کسی خاص فرد کے ساتھ اپنی اسی مجلس میں سو گیا، اس نے اپنے سرہانے ایک آدمی کو ہاتھ میں کتاب تھامے ہوئے دیکھا، اس نے اسے لیا اور اسے کھولا، اس میں آب زر کے ساتھ لکھا ہوا تھا: تم فانی چیز کو

---

❶ حلية الاولياء: 22/10.

باقی رہنے والی چیز پر ترجیح نہ دو، اپنی بادشاہت، اپنی قدرت و غلبے، اپنے خادموں اور غلاموں اور اپنی لذات و شہوات کی وجہ سے کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا، کیوں کہ تم جس میں ہو وہ ایک بہت عظیم چیز ہے اگر وہ فانی نہ ہو، وہ شاندار بادشاہت ہے، اگر اس کے بعد ہلاکت نہ ہو، وہ فرح و سرور ہے اگر وہ کھیل کود اور دھوکہ نہ ہو، وہ ایک عظیم دن ہے اگر اس کے بعد آنے والے دن کا بھی یقین ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف جلدی کر کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾

(آل عمران: 133)

''اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور جنت کی طرف لپکو اس کا عرض آسمان و زمین ہیں وہ متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

پس وہ (حکمران) گھبرا کر اُٹھے اور کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور نصیحت ہے، پس وہ اپنی بادشاہت چھوڑ کر نکلے ان کے متعلق کسی کو بھی علم نہیں، اس پہاڑ کا مقصد کیا اور یہیں عبادت کرنے لگے، جب مجھے پتہ چلا اور ان کا معاملہ مجھے بتایا گیا تو میں نے ان کا قصد کیا اور ان سے پوچھا، تو انھوں نے اپنے واقعے کی ابتدا کے متعلق مجھے بتایا اور میں نے اپنا واقعہ انھیں بتایا، پس میں ان سے ملاقات کرنے آتا رہا حتی کہ وہ وفات پا گئے اور یہاں دفن کر دیے گئے، یہ ان کی قبر ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ [1]

بیت المقدس میں ایک طبیب:

ابراہیم رحمہ اللہ بیت المقدس تشریف لائے، وہاں ایک بڑا حلقہ دیکھا، ان میں ایک نوجوان ہے اس نے بہترین لباس پہنا ہوا ہے، وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس شربت اور دوائیاں ہیں، وہ ہر بیماری کے لیے دوا تجویز کرتا ہے، میں نے اس کا امتحان لینا چاہا تو اسے کہا:

بھائی! آپ کے پاس اس زخم کی دوائی ہے جس نے بہت پریشان کر رکھا ہے؟ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: بے حقیقت بات کرنے والے مجھ سے دور ہو جا، یہ کلام تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بُرے عمل کرنے والے شخص کا کلام ہے، کہو: استغفر اللہ، بھائی! تو نے اس کی نافرمانی رات کے وقت کی ہے یا دن کے وقت؟ میں نے کہا: دن کے وقت، اس نے کہا: روزے کی حالت میں یا افطار کی حالت میں؟ میں نے کہا: روزے کی حالت

[1] حلیۃ الأولیاء: 33/8.

میں، اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: بھائی! آپ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، بُرے لوگوں سے اجتناب کریں، اپنے قدموں سے فخر کے جوتے اُتار دیں، اپنے کندھوں سے کبر و غرور کی چادر اُتار دیں، خشوع کی دوائی، صبر کا پانی، زہد کی سناء (ایک بوٹی) فقر کے پتے، اور صبر کی لکڑیاں لو، انھیں توکل کے ہاون میں کوٹو، اپنی قلق کی کڑاہی میں پھینکو، اس کے نیچے اخلاص کی لکڑیاں جلاؤ، جب وہ اُبل جائیں تو انھیں معرفت کے چمچے اور خشیت کی سلاخ کے ذریعے ہلاؤ، اسے سوچ و بچار کے پیالوں میں انڈھیلو، استغفار کے پنکھوں کے ساتھ ہوا دو، اسے صبح و شام پیو، مراقبت کی کلی کرو، رات کی تاریکی میں یہ کہو:

''اے وہ ذات جو اُمید نہیں توڑتی۔''[1]

مفرور غلام:

ابراہیم رحمہ اللہ بیت المقدس سے نکلے تو سرحدی فوجی چوکی کے پاس سے گزرے، انھوں نے کہا: غلام ہو؟ انھوں نے کہا، جی ہاں! انھوں نے کہا: مفرور؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پس وہ انھیں لے گئے اور طبریہ کی جیل میں انھیں بند کر دیا، ایک آدمی بیت المقدس سے اپنے بھاگے ہوئے غلام کی تلاش میں آیا، تو اسے بتایا گیا کہ وہ طبریہ کی جیل میں ہے، پس وہ جیل گیا، دیکھا تو وہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تھے، اس نے کہا، سبحان اللہ! آپ یہاں کیا کررہے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں یہاں بہت اچھی جگہ پر ہوں، وہ آدمی بیت المقدس واپس گیا اور انھیں بتایا، بیت المقدس سے لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ طبریہ کے حکمران کے پاس آیا، انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تمھاری جیل میں کیا کررہے ہیں؟ اس نے کہا: میں نے تو اسے قید میں نہیں رکھا، انھوں نے کہا: نہیں وہ جیل میں ہیں، بادشاہ نے انھیں لانے کے لیے بندہ بھیجا تو وہ انھیں لے آیا، اس نے ان سے کہا: آپ کو کس وجہ سے قید میں ڈالا گیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک سرحدی فوجی چوکی کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: عبد (غلام) ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، اور میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، انھوں نے کہا: مفرور بھاگا ہوا؟ میں نے کہا: ہاں! میں اپنے گناہوں سے بھاگا ہوا ہوں، پس اس نے انھیں رہا کر دیا۔[2]

اسلم بن زید جہنی رحمہ اللہ کے ساتھ:

ابراہیم رحمہ اللہ سکندریہ (مصر) میں داخل ہوئے تو ان کی اسلم بن زید جہنی رحمہ اللہ نامی الشیخ سے ملاقات ہوئی،

[1] الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح، ابن الجوزي: 1/10.
[2] تاريخ دمشق: 318/6.

انھوں نے انھیں کہا: آپ کہاں سے ہیں؟ انھوں نے کہا: اہل خراسان سے، انھوں نے کہا: آپ کو دنیا سے خروج پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ انھوں نے کہا: دنیا سے بے رغبتی اور اللہ عزوجل سے ثواب کی اُمید، انھوں نے انھیں کہا: بندے کی اللہ عزوجل سے ثواب کی اُمید مکمل نہیں ہوسکتی حتی کہ وہ اپنے نفس کو صبر پر تیار نہ کرے، ان کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: صبر کیا چیز ہے؟ اس الشیخ نے کہا: وہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کہ انفس (نفسوں) کی ناپسندیدہ چیزیں برداشت کرنے کا عادی بنائے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: یہ تو تصبر (برداشت کرنا) ہے صبر نہیں، پس وہ الشیخ گھبرا گئے اور ان کی بات نے ان (الشیخ) کو حیرت میں ڈال دیا اور انھوں نے کہا: اے لڑکے! آپ نے جو کہا ہے اس کا آپ کو کیسے پتا چلا؟ انھوں نے کہا اللہ عزوجل کی عطاء ہے، اس الشیخ نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا: یہ تصبر ہے، صبر نہیں۔

لڑکے! مجھ سے یاد کرلو اور اسے محفوظ رکھو، صبر وتحمل اور عقل وفہم سے کام لو اور جان لو کہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والوں کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ نفوس کے لیے ناگوار باتوں کو برداشت کریں، جب بندہ ان ناگوار باتوں کو برداشت کرنے والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور پیدا فرما دیتا ہے، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: وہ نور کیا ہے؟ انھوں نے کہا: وہ ایک چراغ ہے جو اس کے دل کو روشن کرتا ہے۔ [1]

اسکندرانی شخص:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: شام والو! تم مجھ پر تعجب کرتے ہو! تعجب تو اس اسکندرانی شخص پر ہے! میں نے اسے اسکندریہ کے پہاڑوں میں تلاش کیا، حتی کہ میں نے آٹھ دن کے بعد اسے نماز پڑھتے ہوئے پالیا گویا کہ وہ مدہوش ہو، پھر اس نے میری طرف توجہ کی تو کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: ایک اعرابی شخص ہوں، اس نے کہا: کیا تمھارے پاس کوئی حدیث ہے کہ تم اسے ہم سے بیان کرو؟ میں نے اسے پانچ حروف بیان کیے، تو میرے سامنے اس پر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا تو اس نے کہا: تمھاری یہ راہ اور میری یہ راہ، پس میں نے اس کے بعد اسے تلاش کیا لیکن میں کامیاب نہ ہوسکا۔ [2]

ان کا زہد:

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اس کے کرنے پر میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کا محبوب بن جاؤں،

[1] شعب الإيمان، ج:2، رقم: 9642. [2] صفة الصفوة: 355/4.

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ازهدْ فِي الدُنيا يحبُّك اللّهُ، وازهد فيما عند الناس يُحبُّك الناسُ.)) ❶

”دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں محبوب بنا لے گا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔“

سیدنا ابو ذر الغفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

”دنیا سے بے رغبتی سے حلال کو حرام قرار دینا مراد ہے نہ مال ضائع کرنا، بلکہ دنیا سے بے رغبتی سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے اس پر تجھے اس چیز سے زیادہ اعتماد ہو جو کچھ تمھارے ہاتھوں میں ہے، جب تمھیں کوئی مصیبت آ جائے تو اس پر جو ثواب ہے اس کی تمھیں اس قدر رغبت ہو کہ کاش وہ مصیبت باقی رہے۔“ ❷

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: دنیا سے بے رغبتی آرزوؤں کا کم ہونا ہے، معمولی کھانا کھانا مراد ہے نہ چوغہ پہننا۔

جنید رحمہ اللہ نے کہا: زہد یہ ہے کہ دل کو اس چیز سے بے غم کر دینا جو قبضے میں نہ ہو۔

ایک قول یہ ہے: دنیا کو زوال کی نظر سے دیکھنا، پس وہ تمھاری نظروں میں حقیر ہو، تاکہ تمھارا اس سے اعراض کرنا آسان ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی تکلف کے بغیر دل کو دنیا سے الگ تھلگ رکھنا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: زہد سے مراد ایسی چیز کو ترک کر دینا ہے جو آخرت میں نفع نہ دے، اور ورع سے مراد اس چیز کو ترک کر دینا ہے جس کا آخرت میں ضرر کا تجھے خوف ہو۔

عارفین کا جس پر اجماع ہے وہ یہ ہے کہ زہد سے مراد وطن دنیا سے دل کا کوچ اور اسے منازل آخرت میں لگانا ہے۔ ❸

انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے: بندہ اس زہد کا مستحق نہیں ہو سکتا حتی کہ وہ چھ چیزوں سے بے رغبت ہو جائے اور وہ یہ ہیں: مال، شکل، ریاست، لوگ، نفس اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز۔

ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنی بادشاہت چھوڑ کر راحت پائی، انھوں نے دنیا کو ناپسند کیا اور اس سے اعراض کیا،

---

❶ سنن ابن ماجه، حديث رقم: 4102. ❷ سنن ترمذی، رقم: 340.

❸ مدارج السالكين: 11/2.

آخرت کی راحت کی خاطر دنیا کی راحت ترک کر دی اور اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز سے اپنا دل خالی کر لیا۔

عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ابراہیم بن ادہم پر رحم فرمائے، میں نے انھیں خراسان میں دیکھا، جب وہ سوار ہوئے تو ان کے سامنے بیس خادم حاضر ہوئے، لیکن انھوں نے جنت کا عمدہ حصہ طلب کیا۔ ❶

ان کی حالت و کیفیت اور لباس:

ابراہیم رحمہ اللہ سردیوں میں پوستین کا کپڑا پہنا کرتے تھے اس کے نیچے قمیص نہیں ہوتی تھی، وہ موزے پہنتے تھے نہ عمامہ، اور گرمیوں میں چار درہم کے کپڑے کے دو لمبے ٹکڑے پہنا کرتے تھے، ایک کپڑے کا ازار اور دوسرے کی رداء (اوپر اوڑھنے والی چادر) بناتے تھے۔

ان کا زیادہ تر لباس سن یا سوت یا پوستین کا ہوتا تھا، انھوں نے کبھی اون کا لباس پہنا نہ لباس شہرت زیب تن کیا، وہ سفر وحضر میں روزہ رکھتے تھے، رات کو سوتے نہیں تھے اور وہ بہت زیادہ غور وفکر کرتے تھے۔ ❷

جب آپ انھیں دیکھیں تو ایسے لگتا کہ جیسے ان میں روح نہ ہو، اگر ہوا کا جھونکا آتا تو وہ گر پڑتے، ایک چوغہ پہنتے جو کہ سیاہ ہو چکا تھا، جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خلوت نشین ہوتے تو وہ سب سے زیادہ معمولی حیثیت کے نظر آتے تھے۔ ❸

زہد کے بارے میں ان کے اقوال:

زاہد اس وقت تک زاہد نہیں ہو سکتا حتی کہ اس کے نزدیک ترک دنیا حصول دنیا سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔ ❹

دنیا سے بے رغبتی زہد ہے اور اس کے ذریعے بندہ اللہ عزوجل کی محبت پالیتا ہے۔ ❺

زہد کی تین اصناف ہیں، زہد فرض، زہد فضل، اور زہد سلامت، زہد فرض، وہ حرام چیزوں سے لاتعلق ہونا ہے، زہد فضل وہ حلال چیزوں سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے، اور زہد سلامت وہ شبہات سے لاتعلق ہونا ہے۔ ❻

زاہد حضرات کا دنیا سے بے رغبت ہونا یہ ہے کہ وہ احمقوں اور جاہلوں سے ان کی جہالت سے لاتعلق ہو جائیں۔ ❼

ریاست وحکومت سے بے رغبت ہونا سونے اور چاندی سے بے رغبت ہونے سے زیادہ مشکل ہے، کیوں کہ آپ اسے حاصل کرنے کے لیے یہ دونوں چیزیں خرچ کرتے ہیں۔ ❽

---

❶ حلية الاولياء : 371/7.
❷ تلبيس ابليس ، ابن الجوزی : 246/1.
❸ حلية الاولياء : 3/8.
❹ تفسير قرطبی : 355/10.
❺ الزهد الكبير ، ج: 2، رقم : 844.
❻ شعب الإيمان : 189/22.
❼ الزهد لابن أبی الدنيا ، رقم : 232.
❽ مواعظ الامام ابراهيم بن ادهم لمحمد عامر ياسين.

ان سے پوچھا گیا: آپ نے دنیا سے بے رغبتی کیوں اختیار کی؟ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ راستہ لمبا ہے (سفر زیادہ ہے) جب کہ میرے پاس زادراہ نہیں۔ قبر عدم انسیت کی جگہ ہے جب کہ میرے پاس کوئی حجت نہیں اور مجھے کوئی بچانے والا بھی نہیں۔ ❶

وہ حصول مال غنیمت سے بھی محتاط رہتے تھے، ان سے پوچھا گیا: کیا تمھیں اس بارے میں شک ہے کہ مال غنیمت ہے؟ انھوں نے فرمایا: حلال چیزوں سے بے رغبتی ہی زہد ہے۔ ❷

غزوہ کے دوران مالِ غنیمت سے بے پرواہی:

احمد بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ہماری معیت میں دو جنگیں لڑیں، ان میں سے ہر ایک دوسری سے زیادہ سخت تھی، جنگ عباس الانطا کی اور جنگ محکاف، انھوں نے کوئی مال غنیمت نہ لیا، وہ رومیوں کے سامان سے نہیں کھاتے تھے، ہم تحائف، شہد اور مرغ لاتے تھے تو وہ ان میں سے نہیں کھاتے تھے اور وہ فرماتے: یہ حلال ہے، لیکن میں اس سے بے رغبت ہوں، ان کے پاس جو کچھ ہوتا اس میں سے کھاتے تھے اور وہ روزہ رکھتے تھے۔

انھوں نے کہا: انھوں نے ایک غیر عربی گھوڑے پر جنگ لڑی جس کی قیمت ایک دینار تھی، ان کا ایک گدھا تھا، انھوں نے اس کا غیر عربی گھوڑے کے ساتھ تبادلہ کرلیا، اگر میں انھیں سونے یا چاندی کا گھوڑا بھی دے دیتا تو وہ اسے قبول نہ کرتے اور وہ پانی کا گھونٹ بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ ❸

فقدان مال پر خوش ہونا:

عطاء بن مسلم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابراہیم رحمہ اللہ کے ایک ساتھی کو کہتے ہوئے سنا: ہم ایک پہاڑ کی طرف گئے، کچھ لوگوں نے ہمیں مزدوری پر رکھ لیا وہ لکڑیاں کاٹتے تھے اور اس سے پیالے بناتے تھے، ہم نے سامان اُٹھایا اور سلمیہ بازار پہنچ گئے، ابراہیم رحمہ اللہ نے بستی میں قیام کیا، اور میں نے سامان اُٹھایا، میں نے اسے تیس دینار میں فروخت کردیا، اس اثناء میں کہ وہ میری آستین میں تھے کہ وہ اچانک گم ہو گئے، عبید اللہ بن صالح کی زوجہ اسماء کا غلام مجھے ملا اس نے مجھے پہچان لیا اور کہا: آپ یہاں کیا کرتے ہیں؟ میں نے اسے بتایا، وہ گیا اور دو سو دینار لے آیا، اس نے کہا: ابراہیم کہاں ہیں؟ میں نے کہا: بستی میں، اس نے کہا: چلو، پس ہم ان کے پاس گئے

❶ تذکرة المتبعين : 163/1. ❷ التاج والإكليل لختصر خليل : 214/5.
❸ حلية الاولياء : 388/7.

تو دیکھا کہ ان کا سر سائے میں ہے جب کہ پاؤں دھوپ میں، میں نے انھیں بتایا: دینار گم ہو گئے ہیں، انھوں نے کہا: الحمد للہ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) جس نے ہمیں اس سے بچالیا، اس غلام نے کہا: یہ دو سو دینار ہیں جو اسماء نے آپ کے لیے بھیجے ہیں، انھوں نے اسے ڈانٹا، اور سر اُٹھا کر کہا: اللہ کی قسم! ان دیناروں کا گم ہو جانا بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ❶

ضمرہ نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے بیان کیا کہ وہ اپنے ایک بھائی کے پاس سے گزرے وہ اسے زہد کے حوالے سے پہچانتے تھے اس نے زمین حاصل کی اور اس میں شجر کاری کی، انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمیں یہ سستی مل گئی تھی، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تم دنیا کی جو چیزیں نہیں لے سکے وہ صرف اس لیے کہ وہ مہنگی تھیں (تو پھر زہد کہاں گیا؟) ❷

دنیا کی مذمت اور اس سے بغض:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ ﴾

(الحدید : 20)

''جان لو! دنیا کی زندگی محض ایک کھیل تماشا، زینت اور آپس میں تفاخر اور اموال واولاد میں تکاثر ہے، اس کی مثال اس طرح ہے کہ بارش ہوگئی اس کی نباتات کاشتکاروں کو خوش کر دیتی ہیں، پھر وہ پک جاتی ہے، اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی اور پھر وہ بھُس بن کر رہ جاتی ہے۔''

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ)) ❸

''اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ پلاتا۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ حلیة الاولیاء : 387/7. ❷ حلیة الاولیاء : 31/8.

❸ سنن ترمذی، رقم : 2320.

((مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ.)) [1]

''جس کا مقصد آخرت ہوتو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تونگر بنا دیتا ہے، اس کے معاملات مجتمع کر دیتا ہے، جبکہ دنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آتی ہے، اور جس کا مقصد دنیا ہوتو اللہ تعالیٰ فقر اس کے پیش نظر رکھ دیتا ہے، اور اس کے معاملات متفرق ومنتشر کر دیتا ہے، جب کہ دنیا اسے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں ہوتی ہے۔''

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ نے کہا: دنیا ظالموں کے لیے نعمت کدہ ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا مردار ہے، جو اسے چاہتا ہے وہ کتوں کے ساتھ میل جول رکھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، اور اس کے لیے وہی جمع کرے گا جسے عقل نہ ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نام خط لکھا: دنیا ڈرنے کی جگہ ہے، آدم علیہ السلام کو عقوبت کی خاطر جنت سے اس کی طرف اُتارا گیا، جان لیجیے کہ اس کی حالت عام حالت کی طرح نہیں، جو اس کی تکریم کرے گا وہ ذلیل ہوگا، اس میں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہے، وہاں اپنے زخموں کا علاج کرنے والے کی طرح رہو، آزمائش کے طویل ہونے کے اندیشے کی وجہ سے دوائی کی شدت پر صبر کرو، والسلام۔ [2]

دنیا کے بارے میں ان کا کلام:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: یہ محبت کی نشانیوں میں سے نہیں کہ تم اس سے محبت کرو جو تمھارے محبوب سے بغض رکھتا ہو، ہمارے مولا نے دنیا کی مذمت کی ہے اور ہم نے اس کی مدح سرائی کی ہے، اس نے اس سے بغض رکھا ہے جب کہ ہم نے اسے محبوب بنا رکھا ہے، اس نے ہمیں اس سے بے رغبتی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ ہم نے اسے ترجیح دی ہے، ہم نے اس کی طلب میں خواہش ورغبت رکھی ہے، اس نے تم سے دنیا کے خراب و برباد ہونے کا وعدہ کیا ہے جب کہ تم نے اسے محفوظ کیا ہے، اس نے تمھیں اسے طلب کرنے سے منع فرمایا ہے جب کہ تم نے اسے طلب کیا ہے، تمھیں خزانہ جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ تم انھیں جمع کرتے ہو، اس

[1] سنن ترمذی، رقم: 2389.
[2] حلية الأولياء: 148/2.

کے اسباب نے تمھیں اس کی طرف دعوت دی تو تم نے جلدی سے اس کے منادی کی دعوت کو قبول کر لیا، اس نے اپنے دھوکوں کے ذریعے تمھیں دھوکہ دیا، اس نے تمھیں اُمیدیں دلائیں اور تم نے جھکتے ہوئے اس کی اُمیدوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا، اس کی شادابی میں تم چر رہے ہو، اس کی لذتوں سے تم فائدہ حاصل کرتے ہو، اس کی شہوات میں تم آتے جاتے ہو، اس کے انجام کو آلودہ کر رہے ہو، حرص کے پنجوں کے ساتھ اس کے خزانوں کو نوچ رہے ہو، طمع کے کدالوں کے ساتھ اس کی معدنیات نکال رہے ہو، غفلت کے ساتھ اس کے اماکن میں عمارتیں بنا رہے ہو، اور جہالت کے ساتھ اس کے مساکن میں قلعے تعمیر کر رہے ہو۔ ❶

تم اللہ تعالیٰ کا اس کے گھر میں قرب وچاہتے ہو؟ تم اپنے کجاوے اس کے قرب کے ذریعے اس کے اولیاء، اس کے منتخب افراد اور اس کے دوستوں کے درمیان نیچے رکھتے ہو؟ جب کہ تم دنیا کے سمندروں میں غرق ہو چکے ہو، تم اس کی سرسبز وشادابی چرتے ہو، اس کی لذات میں فائدہ اُٹھاتے ہو، اس کی گمراہیوں میں تم ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہو، وہ ساری کی ساری جمع کرنے سے بھی تم سیر نہیں ہوتے، اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے تم اُکتاتے نہیں ہو۔

اللہ کی قسم! (مذکورہ بالا صورتوں میں) تم نے اپنے آپ سے جھوٹ بولا ہے، تمھاری اُمیدوں نے تمھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، سستی کے ذریعے تمھیں بیمار کر رکھا ہے، حتیٰ کہ تم اپنے دلوں میں یقین پیدا نہیں کرتے، اپنی نیتوں سے صدق نہیں دیتے، اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے اس کی طرف نیزہ بازی کرتے ہو، اور اپنی باقی زندگی میں اس کی نافرمانی کرتے ہو۔

کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی محکم کتاب میں یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا:

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؗ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸ ﴾ (ص : 28)

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، زمین پر فساد کرنے والوں کی طرح کر دیں گے یا ہم متقی لوگوں کو فاجروں کی طرح بنا دیں گے۔''

اس کی جنت اس کی اطاعت سے، اس کی دوستی اس کی محبت سے اور اس کی رضا مندی اس کی معصیت ترک کرنے ہی سے ملتی ہے، اللہ تعالیٰ نے یقیناً مغفرت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے جو اس کے حضور رجوع

❶ الزهد الكبير : 273/1.

کرتے ہیں، اور توبہ کرنے والوں کے لیے رحمت، ڈرنے والوں کے لیے جنت، اطاعت گزاروں کے لیے حوروں اور اشتیاق رکھنے والوں کے لیے اپنے دیدار کا وعدہ کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی ﴾ (طٰه : 82)

''بے شک میں ایسے شخص کو بہت زیادہ بخشنے والا ہوں جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور عمل صالح بجالائے پھر سیدھی راہ اختیار کرلے۔''

یعنی اندھی راہ سے ہدایت کی راہ کی طرف۔ ❶

سنو! معزز آزاد شخص دنیا سے محبت نہیں کرتا۔ ❷

دنیا پریشانی کا گھر ہے، اپنے دل کو دنیا کے ذکر سے خالی کرلو تو وہ تمھیں رضا کامل عطا فرمائے گا۔ ❸

سب سے مشکل اور سخت جہاد خواہشات سے جہاد کرنا ہے، جس نے اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے روک لیا تو اس نے دنیا اور اس کی آزمائشوں سے راحت پالی، اور وہ اس کی ایذاؤں سے محفوظ ہوگیا۔ ❹

انھوں نے اپنے شاگردوں کو فانی دنیا کے چاہنے والوں سے بچاتے ہوئے اور ان کی رہنمائی کرتے ہوئے کہا: ان کے لیے ان کی دنیا چھوڑ دو وہ تمھارے اور تمھاری آخرت کے درمیان حائل نہیں ہوں گے، ان کے لیے ان کی شہوات چھوڑ دو وہ تم سے محبت کریں گے۔ ❺

میں نے اُمور دنیا میں سے اپنے نفس کو سب سے زیادہ سخت پایا ہے، کبھی میرے خلاف اور کبھی میرے حق میں، رہی میری خواہشات تو اللہ کی قسم! میں نے ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی تو اس نے میری مدد فرمائی، میں نے اس کے سوء غلبہ پر اس سے کفایت طلب کی تو وہ مجھے کافی ہوگیا، اللہ کی قسم! دنیا کی جو چیز آئی اور جو چیز چلی گئی میں نے اس پر کبھی غم نہیں کیا۔ ❻

انھوں نے اپنے ایک بھائی کے نام خط لکھا تو کہا: میرے بھائی! دنیا کی محبت سے کنارہ کش ہوجاؤ، کیوں کہ دنیا کی محبت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔ ❼

---

❶ حلیة الاولیاء : 25/8. ❷ الزهد لابن ابی الدنیا، رقم : 232.
❸ ربیع الابرار، للزمخشری : 4/1. ❹ الزهد الکبیر : 331/1.
❺ المجالسة وجواهر العلم، لأبی بکر الدینوری.
❻ حلیة الاولیاء : 380/7.
❼ الزهد لإبن ابی الدنیا، ص: 22، رقم : 221.

ان کے خادم ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو سنا وہ جب رات کے اوقات میں تنہائی میں ہوتے تو رنجیدہ اور دل کو غم زدہ کر دینے والی آواز کے ساتھ اس شعر کا تصور پیش کرتے :

وَمَتَـى أَنْـت صـغيـرٌ و كبيـرٌ أخـو عِـلَـلٍ

فـمتـى يـنـقـض الـرَّدى ومتـى ويحك العمل

''کب تک تم چھوٹے اور بڑے عیوب والے ہو، کب تک ہلاکت کی راہ چھوڑو گے اور کب عمل شروع ہوں گے۔''

پھر انھوں نے کہا: اے نفس! اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکہ کھانے سے بچتے رہو، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝﴾ (لقمان: 33)

''دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے، نہ دھوکے باز (شیطان) تمھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے۔''

میں انھیں یہ بیان کرتے ہوئے اکثر سنا کرتا تھا:

لـمـا تـوعِـدُ الـدنيـا بـه مـن شـرورهـا

يـكـون بُـكـاء الـطـفـل سـاعةَ يـوضـعُ

وَ إِلَّا فـمـا يُـبـكـيـه مـنـهـا و إِنَّهـا

لَأروحُ مـمـا كـان فيـه وأوسـعُ

إذا أبـصـر الـدنيـا استهَـلَّ كـأنَّـهُ

يـرى مـا سيـلـقـى مـن أذاهـا ويسـمـعُ ❶

''دنیا اپنے شرور کے ساتھ دھمکی دیتی ہے تو ولادت کے وقت بچہ روتا ہے۔
ورنہ اسے کون سی چیز رُلاتی ہے جب کہ وہ اپنے سابقہ مکان سے زیادہ راحت اور وسعت میں ہے۔
جب وہ دنیا دیکھتا ہے تو وہ چیختا ہے گویا کہ وہ ملنے والی تکلیفوں کو سنتا اور دیکھتا ہے۔''

اور وہ یہ الفاظ اکثر دہراتے رہتے تھے: ہمارا گھر ہمارے آگے ہے، ہماری اصل زندگی ہماری موت کے بعد ہے، وہ جنت ہوگی یا جہنم۔ ❷

---

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر: 336/6. ❷ الزهد الكبير، رقم: 545.

اللہ کی قسم! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہ اس کے ایک دن کی بھی اُمید ہو، نہ موت بے وفائی کرتی ہے کہ اس کے عہد شکنی سے محفوظ رہا جا سکے۔ پس تو پھر تفریط و تقصیر کیسی، اور تاخیر و مؤخر کرنا کیسا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم واقع ہو کر رہتا ہے۔ ❶

پھر وہ ان کے بعض مواقف کی وضاحت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے بڑھ کر دنیا سے بغض رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا، بسا اوقات ہم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرتے جنھوں نے باغ یا گھر بنایا ہوتا تو وہ اس طرف سے اپنا چہرہ پھیر لیتے تھے، اور نظر بھر کر اس طرف نہیں دیکھتے تھے، میں نے اس پر ان سے اظہار ناگواری کیا تو انھوں نے کہا: ابن بشار! اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے اسے پڑھو:

﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ (الملك : 2)

''تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے؟''

اس نے یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے دنیا کی آبادکاری کے لحاظ سے کون زیادہ بہتر ہے اور حب و جمال کے لحاظ سے زیادہ کون ہے، پھر انھوں نے اللہ اکبر کہا اور بیان کیا: اللہ عزوجل نے بیان کرتے ہوئے سچ فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاريات : 56)

''میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اس نے یہ نہیں فرمایا: تاکہ وہ (جن وانس) دنیا کی آبادکاری کریں، گھر بنائیں اور پختہ محلات بنائیں، پھر وہ دن بھر یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

﴿ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ (الانعام : 90)

''پس ان کی راہ کی اقتدا کرو۔''

یعنی صالحین کی راہ اپناؤ۔ ❷

دل اللہ تعالیٰ سے کیوں دُور کر دیئے جاتے ہیں:

ایک صوفی شخص ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس ٹھہرا تو اس نے کہا: ابو اسحاق! دل اللہ تعالیٰ سے کیوں دُور ہو جاتے ہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں کہ وہ اس چیز سے محبت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے، انھوں نے دنیا کو محبوب رکھا اور وہ دھوکے ولہو ولعب کے گھر کی طرف مائل ہو گئے، انھوں نے اس گھر کے لیے عمل کرنا ترک

❶ حلية الاولياء : 32/8 . ❷ تذكرة المتقين : 163/1 .

کر دیا جس میں ابدی حیات ہے، اس میں لازوال اور ختم نہ ہونے والی نعمتیں ہیں، سدا بہار اور سرمدی بادشاہت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے، اس کا ختم ہونا ہے نہ کوئی انقطاع ہے۔ ❶

معمولی زمین:

شقیق البلخی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں ایک درہم تھا اور وہ رو رہے تھے، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کتنے انسان اس کے مالک ہوئے اور کتنے انسانوں کو اس نے دھوکہ دیا وہ اس کے ہاتھ میں ہے جب کہ وہ سب جا چکے اور ہم ان کے پیچھے ہیں۔ پھر انھوں نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو وصیت فرمائی کہ تیرے دین کی سلامتی کے لیے دنیا قلیل و معمولی ہے، جیسا کہ دنیا دار شخص اپنی دنیا کی سلامتی کے لیے اپنے تھوڑے دین پر راضی ہو جاتا ہے۔ ❷

دنیا میں ہم سے زیادہ خوش حال زندگی گزارنے والا کوئی نہیں:

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے کہا: میں شام کے بعد کسی علاقے میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، وہ چل رہے تھے اور ان کا ایک دوست ان کے ساتھ تھا، وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں پانی اور گھاس تھی، انھوں نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا تھیلے میں کچھ ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس اس میں کچھ ٹکڑے ہیں، پس اس نے وہ پھیلا دیے تو ابراہیم رحمہ اللہ کھانے لگے، انھوں نے مجھے کہا: بقیہ! قریب ہو جاؤ اور کھاؤ، انھوں نے کہا: مجھے ابراہیم کے کھانے میں رغبت ہوئی اور میں ان کے ساتھ کھانے لگا، انھوں نے بیان کیا، پھر ابراہیم رحمہ اللہ اپنی چادر میں دراز ہو گئے تو فرمایا: بقیہ! دنیا دار ہم سے کس قدر غافل ہیں، دنیا میں ہم سے زیادہ خوش حال زندگی گزارنے والا کوئی نہیں، مسلمانوں کے معاملے کی مجھے بہت زیادہ فکر ہے، پھر انھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بقیہ! کیا تمھارے بال بچے ہیں؟ میں نے کہا، ابو اسحاق! اللہ کی قسم! ہمارے بال بچے ہیں، انھوں نے کہا: گویا کہ انھوں نے میری کوئی پروا نہ کی، جب انھوں نے میرے چہرے کے آثار دیکھے تو فرمایا: ہوسکتا ہے کہ بال بچے والے کا خوف ہماری موجودہ حالت سے افضل ہو۔ ❸

اللہ تعالیٰ کی بعض کتب میں مکتوب ہے:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بعض کتب میں مکتوب ہے: جس نے دنیا کے حوالے سے غمگین

---

❶ الزهد الكبير للبيهقي، رقم: 272. ❷ التدوين في أخبار قزوين، للرافعي: 198/10.

❸ حلية الاولياء: 21/8.

حالت میں صبح کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ناراض حالت میں صبح کی، جس نے کسی پیش آمدہ مصیبت پر شکوہ کرتے ہوئے صبح کی تو اس نے اپنے رب سے شکوہ کرتے ہوئے صبح کی، جس فقیر نے کسی مالدار شخص کے سامنے بیٹھ کر اس کی دنیا کی خاطر حقیر ہونا ظاہر کیا تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہا، جس نے قرآن پاک کی قراءت کی اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اُڑایا تو اسے جہنم کی آگ میں داخل کیا جائے گا۔ [1]

غم دو قسم کا غم ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: غم دو قسم کا غم ہے، ایک غم تیرے حق میں ہے جب کہ ایک غم تیرے خلاف ہے، وہ غم جو تیرے حق میں ہے وہ ایسا غم ہے جو آخرت اور اس کی خیر کے بارے میں ہے، اور وہ غم جو تیرے خلاف ہے وہ تیرا وہ غم ہے جو دنیا اور اس کی زینت کے متعلق ہے۔ [2]

دل کے غلاف:

انھوں نے کہا: دل پر تین غلاف ہیں، فرح، حزن اور سرور، جب تم موجود چیز پر خوش ہوں تو حریص ہو، جب کہ حریص شخص محروم ہے، جب تم مفقود چیز پر رنجیدہ ہوں تو پھر تم ساخط (ناراض) ہو جب کہ ساخط شخص کو عذاب دیا جائے گا۔

جب تم مدح سرائی پر خوش ہو جاؤ تو تم خود پسند ہو، جب کہ خود پسندی عمل ضائع کر دیتی ہے۔ ان تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلیل ہے:

﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾ (الحديد: 23)

''تاکہ تمھارا جو نقصان ہو جائے اس پر تم دل شکستہ نہ ہو اور اس نے جو تمھیں عطا کیا ہے اس پر پھول نہ جاؤ۔'' [3]

دل کے بہت سے امراض ہیں جن سے بہت عباد و زہاد لاعلم ہیں، ابراہیم رحمہ اللہ نے ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا ہے، ان میں سے ان کا یہ قول ہے: جب دل کو مجبور کر دیا جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ نے اس معنی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ان کے اس بیان کے ذیل میں ایک لطیف راز ہے، وہ یہ کہ اللہ عزوجل نے آدمی کی طبیعت عجیب معنی پر وضع کی ہے، اور وہ یہ کہ وہ شہوات میں سے

---

[1] حلية الأولياء: 23/8. [2] تاريخ دمشق لابن عساكر: 296/6.

[3] فيض القدير، للمناوی: 79/6.

اس چیز کا انتخاب کرتا ہے جو اس کے لیے نفع بخش ہو اور اس کے لیے مناسب ہو، پس وہ جس چیز کا انتخاب کرتا ہے تو وہ اسے اس (آدمی) کے لیے مناسب جانتا ہے اور اپنے لیے بھی مفید سمجھتا ہے۔

حکماء طب نے بیان کیا ہے: نفس کو اس کے پسندیدہ کھانوں کے بارے میں کشادگی اور گنجائش دینی چاہیے، اگر چہ اس میں ضرر کی کوئی نوع ہو کیوں کہ (اس صورت میں) وہ صرف اسے اختیار کرتا ہے جو اسے ملامت کرتا ہے، جب زاہد شخص کسی ایسی چیز کو نگلتا ہے تو اس کے بدن پر ضرر کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اور انھوں نے کہا: جو مطلق طور پر اس کی مخالفت پر دوام اختیار کرتا ہے تو وہ اس کا دل اندھا کر دیتا ہے، اس کے تصورات ونظریات کو کند کر دیتا ہے، اس کے عزائم کو منتشر کر دیتا ہے اور اسے اس کے فائدے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ ❶

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے خوف، اپنے ابدان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی خصلت، اپنے چہروں کو اللہ تعالیٰ سے حیاء، اپنی زبانوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ مشغول رکھو، اپنی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کے محارم سے پست رکھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی طرف وحی فرمائی: اے محمد (ﷺ)! ہر وہ گھڑی جس میں آپ (ﷺ) میرا ذکر کریں وہ آپ (ﷺ) کے لیے محفوظ کر لی گئی، اور وہ گھڑی جس میں آپ (ﷺ) نے میرا ذکر نہ کیا تو وہ گھڑی آپ (ﷺ) کے حق میں نہیں، وہ آپ (ﷺ) کے غیر نافع ہے نافع نہیں۔ ❷

ان کی شہرت سے دوری اور لوگوں سے فرار:

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا: اس لیے عمل نہ کرو کہ تمھارا تذکرہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے لیے پیش کرو جو وہ چاہتا ہے، جو شہرت چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، جو صدق واخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتا ہے وہ لوگوں سے غیر مانوس ہو جاتا ہے۔ ❸

ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے بیان کیا: سکوت کا سب سے کم نفع سلامتی ہے، سلامتی کے لیے عافیت کافی ہے، نطق (بولنے) کا سب سے کم ضرر شہرت ہے، اور شہرت کے لیے مصیبت کافی ہے۔ ❹

کسی اعرابی سے کہا گیا: سب سے زیادہ خوش گوار زندگی کس کی ہے؟ اس نے کہا: میری اس سے پوچھا گیا:

❶ صيد الخاطر ، لإبن الجوزي : 44/1 .
❷ حلية الأولياء : 40/8 .
❸ حلية الأولياء : 364/8
❹ حلية الأولياء : 304/8 .

تو پھر خلیفہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا:

"وما العيشُ إلاَّ فى الخمول مع الغنى وعافيةٍ تغدو بها وتروح . "❶

''زندگی تونگری اور عافیت کے ساتھ گم نامی میں ہے۔ کہ اس حال میں صبح ہو اور شام ہو۔''

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے عباد بن عباد رحمہ اللہ کے نام خط لکھا : أما بعد: آپ ایک ایسے دور میں ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اسے پانے سے پناہ مانگتے تھے، وہ علم کے جس مقام پر تھے وہ ہمیں نصیب نہیں، انھیں جو فوقیت حاصل تھی وہ ہمیں نہیں، ہماری کیا کیفیت کہ جس وقت ہم نے اس زمانے کے قلت علم، قلت صبر، خیر پر قلت معاونین، لوگوں کی طرف سے فساد اور دنیا کی بدحالی کی صورت میں پایا، پس تم پر لازم ہے کہ تم امر اول کے ساتھ تمسک اختیار کرو، گم نامی اختیار کرو، کیوں کہ یہ بے حس زمانہ ہے، تم الگ تھلگ رہو اور لوگوں سے کم میل جول رکھو، (ایک دور تھا) جب لوگ ملتے تھے تو ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتے تھے، جب کہ اب یہ چیز مفقود ہے، ہمارے خیال میں ان کو ترک کرنے میں نجات ہے۔ ❷

اس بات کا احتمال ہے کہ ان کی لوگوں کے ساتھ میل جول ترک کرنے کی فضیلت سے مراد حالات و واقعات کے مطابق ہو، ایسا طرز عمل ہر وقت مراد نہ ہو، اور اس وقت سے مراد وہ وقت ہو جو ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے سوال کے جواب کی صورت میں ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ ﴾ (المائدة : 105)

''اے ایمان والو! تم اپنے ذمے دار ہو، جب تم ہدایت پر ہو تو ایسا شخص تمھارے لیے مضر نہیں جو گمراہ ہو جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَايْتَ أَمْرًا لا بُدَّ لَكَ مِنْهُ، فَعَلَيْكَ امَرَ بِنَفْسِكَ وَإِيَّاكَ أَمْرَ الْعَوَامِ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامٌ الصَّبْرُ فِيهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ يَوْمَئِذٍ مِنْكُم كَأَجْرِ خَمْسِينَ

❶ فيض القدير: 14/2. ❷ حلية الأولياء : 376/6.

رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ .)) ❶

''نیکی کا حکم کرتے رہو، برائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم بخل کی اطاعت ہوتے، خواہش کی اتباع ہوتے، دنیا کو ترجیح دیے جاتے اور ہر شخص کو اپنی رائے پر فخر و گھمنڈ کرتے ہوئے دیکھو اور جب تم کسی ایسے ضروری امر کو دیکھو تو پھر تم پر اپنی ذات کا امر لازم ہے، عوام کے امر سے اجتناب کرو، کیوں کہ تمھارے بعد ایسے ایام ہیں کہ ان میں صبر کرنا انگارہ پکڑنے کے مترادف ہے، اس دور میں عمل کرنے والے کو تمھارے پچاس افراد کے عمل جیسا ثواب ہوگا۔''

امام خطابی رحمہ اللہ نے بیان کیا: جس شخص نے اپنے حق معاش اور اپنے دین کی محافظت پر اپنی ذات پر اکتفاء کی معرفت حاصل کر لی، تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے، لیکن یہ شرط ہے کہ وہ جماعت، سلام دعا اور سلام کا جواب، مسلمانوں کے حقوق کی محافظت کرے جیسے مریضوں کی عیادت اور جنازے وغیرہ میں شرکت کرنا۔

بس لوگوں کے ساتھ ترک مخالطت سے مطلوب یہی ہے کہ ایسی مجالست ترک کرنا جو بے مقصد ہو اور اہم اُمور پر صرف ہونے والے اوقات کا ضیاع ہو......بس ایسی مجالست پر اکتفاء کرنا چاہیے جو انتہائی ضروری ہو، وہ بدن و روح کے لیے زیادہ راحت بخش ہے۔ واللہ اعلم

القشیری رحمہ اللہ نے الرسالہ میں بیان کیا: جو شخص علیحدگی اختیار کرتا ہے اس کا طریق یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے شر سے سلامت رکھنے کا عقیدہ رکھے، اس کے برعکس نہیں، پہلی صورت کا یہ نتیجہ ہے کہ اپنے آپ کو کم تر سمجھنا اور یہ متواضع شخص کی صفت ہے، جب کہ دوسری صورت اپنے آپ کو دوسرے پر امتیازی حیثیت دینا ہے، اور یہ متکبر شخص کی صفت ہے۔ ❷

امام شافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا: لوگوں سے الگ تھلگ رہنا عداوت کا باعث بنتا ہے، جب کہ ان سے بے تکلف ہو جانا برے دوستوں کا سبب بنتا ہے، پس الگ تھلگ رہنے اور بے تکلف ہونے کے درمیان رہو۔ ❸

کسی نے کتنی شاندار بات کی ہے:

---

❶ سنن ابوداؤد، رقم: 3058، سلسلة الصحيحة، رقم: 494.

❷ فتح البارى: 333/11.

❸ سير أعلام النبلاء: 70/19.

لیس الخمولُ بعارٍ
علی امرئٍ ذی جلالِ
فلیلة القدرِ تخفی
وتلك خیرُ اللیالی

''شان وشوکت والے شخص کے لیے گم نامی کوئی عار نہیں۔ شب قدر بھی تو مخفی رکھی گئی ہے جب کہ وہ بہترین رات ہے۔''

جو شخص شہرت چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے سچی بات نہیں کرتا:

ابراہیم رحمہ اللہ گمنامی کے لیے کوشاں رہتے، شہرت سے بھاگتے اور لوگوں سے ملنے اور ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے راہ فرار اختیار کرتے تھے، صرف ان کاموں کے لیے ان سے ملتے تھے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جیسے نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا محتاج لوگوں کی مدد کرنا اور ان کی خیر خواہی کرنا، اور وہ ان کے درمیان گم نام ہونے کو ترجیح دیتے تھے، وہ کہا کرتے تھے: جو شخص شہرت چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے سچی بات نہیں کرتا۔ ❶

لوگوں سے ملاقات کی محبت حب دنیا اور انھیں چھوڑ دینا ترک دنیا کے ضمن میں سے ہے، لوگوں سے دور بھاگو، لوگوں کی معرفت کو کم کرو، تم جسے نہیں جانتے اسے تعارف نہ کراؤ، اور جسے جانتے ہو اس سے ناواقف بن جاؤ۔ ❷

آپ کے شاگرد ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ہمیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں سے دور بھاگو جس طرح تم خونخوار درندے سے دور بھاگتے ہو، لیکن جمعہ و جماعت سے پیچھے نہ رہو۔ ❸

امام اوزاعی اور امام سفیان رحمہما اللہ کے دو قصے:

ابراہیم رحمہ اللہ کا عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی رحمہ اللہ کے پاس سے گزرے، اور ان کے ارد گرد لوگ تھے، انھوں نے کہا: کیا تمھارا لوگوں کے ساتھ اسی طرح معمول ہے، گویا کہ تم معلم ہو اور تمھارے ارد گرد بچے ہیں، اللہ کی قسم! اگر یہ حلقہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہوتا تو یہ ان کے بس میں نہ ہوتا، پس امام اوزاعی رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔ ❹

وہ ایک دفعہ سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ملے، تو سفیان رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا: ہمارے ساتھ جو طرز عمل

❶ إحياء علوم الدين: 463/2. ❷ الزهد الكبير، رقم: 183.
❸ الزهد الكبير، رقم: 181. ❹ تاريخ دمشق: 189/30.

اختیار کیا جاتا ہے ہم اس کی آپ سے شکایت کرتے ہیں-سفیان رحمہ اللہ چھپے ہوئے تھے- ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: آپ نے اپنے آپ کو ان دولفظوں کے ساتھ مشہور کیا ہوا ہے: حدثنا وحدثنا (ہمیں حدیث بیان کریں، اور انھوں نے ہمیں حدیث بیان کی)۔ ❶

ان کی اپنے کسی ساتھی کو نصیحت:

وہ اپنے کسی ساتھی سے کہتے تھے: دُم (پچھلا حصہ) بنو سر نہ بنو کیوں کہ سر تو ختم ہو جاتا ہے جب کہ دُم (پچھلا حصہ) باقی رہ جاتی ہے۔ ❷

اگر میں اپنا چہرہ لوگوں کے لیے دھوؤں تو میں ریا کار ہی ہوں گا۔ ❸

ابراہیم رحمہ اللہ نے لوگوں سے اس طرح دور بھاگنے کی نصیحت کی جس طرح خونخوار درندے سے بھاگنا ہوتا ہے،لیکن انھوں نے معزز آزاد کم گو، غیبت، چغلی اور مجلس میں بے فائدہ باتیں کرنے سے دور رہنے والے شخص کی صحبت اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی، انھوں نے کہا: تم صرف آزاد معزز شخص کی صحبت اختیار کرو، جو سنتا ہو کلام نہ کرتا ہو۔ ❹

وہ اپنے دل میں مجلس کی مضرت سے ڈرتے تھے:

ابراہیم رحمہ اللہ بعض علماء کے پاس بیٹھے، وہ حدیث کا مذاکرہ کرنے لگے، جب کہ ابراہیم رحمہ اللہ خاموش تھے، پھر انھوں نے کہا: منصور نے ہمیں حدیث بیان کی اور پھر خاموش ہو گئے، انھوں نے ایک لفظ بھی نہ بولا حتی کہ فارغ ہو گئے اور مجلس سے اُٹھ گئے، ان کے بعض اصحاب نے کہا: ابواسحاق! آپ نے حدیث بیان کرنا شروع کی اور پھر اسے پورا نہ کیا، جب کہ سارے حاضرین آپ کی خاطر خاموش ہو گئے تھے، انھوں نے فرمایا: میں آج تک اس مجلس کی مضرت سے اپنے دل میں ڈرتا ہوں۔ ❺

اور وہ کہا کرتے تھے:

"توقَّ لمحظور صدور المجالس فَإِنَّ عضولَ الدَّاءِ حبُّ القلانس"

''مجالس کے صدر مجلس بننے سے بچو۔ کیوں کہ بیماری کی سنگینی وہ نمایاں ہونے کی چاہت میں ہے۔'' ❻

---

❶ حلية الأولياء: 34/8.
❷ الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع : 209/2.
❸ المجالسة و جواهر العلم : 167/2.
❹ الرسالة القشيرية : 100/1.
❺ تاريخ دمشق لابن عساكر: 290/6.
❻ بيان العلم الأصيل والمزاحم : 38/1.

جو شخص اپنے آپ کو لوگوں سے بے نیاز کر لے:

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ ناعمہ جانے کے لیے بیروت سے روانہ ہوئے، تو ایک آدمی بھی ان کی معیت میں روانہ ہوا، حتیٰ کہ جب وہ صنوبر پہنچا اور واپس جانے کا ارادہ کیا اس نے انھیں کہا: ابو اسحاق! مجھے وصیت کریں، انھوں نے کہا: جان لیجیے کہ روزہ دار، تہجد گزار، حاجی، عمرہ کرنے والا، چوکس مجاہد وہ ہے جس نے اپنے آپ کو لوگوں سے بے نیاز کر لیا، میں تجھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ ❶

انھوں نے بھی کہا: لوگ ہمیں ملامت کرتے ہیں کہ ہم ان سے کچھ قبول نہیں کرتے، قریب ہے کہ ہم ان سے کچھ قبول کریں تو ان کے ہاں بے توقیر ہو جائیں، اور یہ بھی قریب ہے کہ ہم ان سے سوال کریں اور وہ ہمیں عطا نہ کریں۔ ❷

سلیمان الموصلی رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ: آپ کے سر کے بال بہت جلد سفید ہو گئے ہیں! انھوں نے کہا: رفقاء نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ ❸

وہ ایک دن دمشق کے بالائی حصے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی خچر پر سوار گزرا، اس نے انھیں کہا: ابو اسحاق! مجھے آپ سے ایک کام ہے میں چاہتا ہوں آپ وہ کر دیں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اگر میرے لیے ممکن ہوا تو میں کر دوں گا ورنہ اپنا عذر تمھیں بتا دوں گا، اس نے انھیں کہا: ملک شام میں سردی بہت ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے دو کپڑوں کو نئے دو کپڑوں سے بدل دوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: اگر تم مال دار ہوئے تو میں تم سے قبول کروں گا اور اگر فقیر ہوئے تو تم سے قبول نہیں کروں گا، اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں بہت زیادہ مال دار ہوں اور زیادہ عیال دار ہوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ یہ تم صبح و شام اپنے خچر پر کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا: میں اسے دیتا ہوں اور اس سے لیتا ہوں اور اس سے پورا پورا لیتا ہوں، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا، اُٹھو، تم تو فقیر شخص ہو اپنی محنت کے ذریعے زیادہ چاہتے ہو۔ ❹

ہم دین کے بدلے میں انجیر نہیں خریدتے:

ابراہیم رحمہ اللہ کا ایک لڑکے کے پاس سے گزر ہوا اس کے پاس انجیر تھی، انھوں نے اسے کہا: ایک واثق (دینار کا چھٹا حصہ) کا ہمیں انجیر دے دو، اس نے انکار کر دیا، ابراہیم رحمہ اللہ چلے گئے، ایک آدمی نے انجیر والے

---

❶ مختصر تاریخ دمشق لابن منظور : 359/1.
❷ العزلة للخطابی : 166/1.
❸ مختصر تاریخ دمشق :455/1.
❹ حلية الأولياء : 393/7.

کی طرف دیکھا تو کہا: اس آدمی نے تمھیں کیا کہا تھا؟ اس نے بتایا: اس نے مجھے کہا تھا: ایک واثق کا مجھے انجیر دے دو، اس نے کہا: اسے ملو اور وہ جتنا انجیر چاہتا ہے اسے دے دو اور قیمت مجھ سے لے لو، پس وہ اسے ملا اور کہا: چچا جان! جتنا چاہو انجیر لے لو، ابراہیم رحمہ اللہ متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہم دین کے بدلے انجیر نہیں خریدتے۔ ❶

لوگوں کی محتاجگی:

انھوں نے ایک دن بحری سفر کیا تو سخت طوفان آ گیا، اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے، ابراہیم رحمہ اللہ نے چادر لپیٹی اور سو گئے، انھوں نے انھیں کہا: آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ کوئی تکلیف نہیں! انھوں نے کہا: تو پھر تکلیف اور مشکل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: لوگوں کی محتاجگی، پھر دعا کی: اے اللہ! تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھا دی اور اب اپنا درگزر کرنا دکھا، تو سمندر اس طرح ہو گیا کہ گویا کہ وہ تیل کا پیالہ ہو۔ ❷

جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ وہ جواب دیتے: جب تک میں اپنے اخراجات اور معاملات خود سنبھال سکوں تب تک خیریت سے ہوں۔ ❸

اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی کو منعم (انعام کرنے والا) نہ بناؤ، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے انعام کو قرض شمار کرو۔ ❹

لوگوں سے ضرورتوں کا سوال کرنا تمھارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے، اپنی ضرورت اس ذات کے سامنے رکھو جو نفع و نقصان کا مالک ہے، تمھاری تمام پریشانیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں اللہ تعالیٰ تمھیں سب سے کفایت کر جائے گا اور تم مسرور زندگی گزارو گے۔ ❺

خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: کبھی کوئی آدمی دینار لے کر میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: یہ لے لیں، میں کہتا ہوں: مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، کبھی کوئی میرے پاس بالکل تیار گھوڑا لاتا جس کی لگام اور زین بھی ہوتی اور وہ مجھے کہتا: میں نے یہ تمھیں سواری کے لیے دے دیا، میں کہتا ہوں: مجھے اس کی ضرورت نہیں، کبھی کوئی آدمی آتا میں جانتا ہوں کہ ہوسکتا ہے وہ قریشی یا عربی ہو وہ کہتا: آؤ میں آپ کی مدد کرتا ہوں، جب لوگوں نے دیکھا کہ میں ان کی دنیا کے بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ بازی نہیں کرتا تو پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر مجھے دیکھنے لگے گویا کہ میں زمین کا جانور ہوں، یا میں ان کے

❶ حلية الأولياء: 393/7. ❷ مختصر تاريخ دمشق: 406/1.
❸ الحث على التجارة والصناعة، لأبى بكر بن الخلال، ص: 28، رقم: 27.
❹ شعب الايمان، رقم: 1300. ❺ تفسير القرطبى: 345/3.

پاس (قیامت کی) کوئی نشانی ہوں، اگر میں ان سے قبول کر لیتا تو وہ مجھ سے نفرت کرتے، میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان زائد از ضرورت اموال کے ترک کرنے پر تعریف نہیں کرتے تھے، اس دور کے لوگوں کے ہاں یہ ہوگیا ہے کہ جس نے دنیا کی کوئی چیز چھوڑ دی تو گویا کہ اس نے کوئی چیز ترک کر دی۔ ❶

لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ انسانوں کی صورت میں دکھائی دیں گے جب کہ ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے، ان کے نوجوان شاطر ہوں گے، ان کے بچے بدخو ہوں گے اور ان کے بڑے (بوڑھے) نیکی کا حکم دیں گے نہ برائی سے منع کریں گے، فاسق شخص ان میں معزز ہوگا جب کہ مومن شخص ان میں حقیر ہوگا۔ ❷

لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنے کی وجہ:

ان سے کہا گیا: اگر آپ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھیں تو ہم آپ سے کچھ سن لیں، انھوں نے فرمایا: میں چار چیزوں کی وجہ سے تمھارے ساتھ نہیں بیٹھتا، اگر ان سے فارغ ہوگیا تو میں تمھارے ساتھ ضرور بیٹھوں گا، ان سے پوچھا گیا: ابواسحاق! وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے لیا تھا مجھے وہ عہد یاد آ گیا کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، یہ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، مجھے نہیں معلوم کہ میں کس گروہ میں سے ہوں۔

دوسری بات: میں غور وفکر کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ بچے کو اس کی ماں کے پیٹ میں پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، اس میں روح پھونکی جاتی ہے، تو وہاں مامور فرشتہ کہتا ہے: رب جی! یہ بدنصیب ہوگا یا خوش نصیب؟ میں نہیں جانتا کہ اس وقت میرے متعلق کس طرح کا جواب دیا گیا۔

تیسری بات: جس وقت موت کا فرشتہ آتا ہے، وہ روح قبض کرنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے: رب جی! میں اسے اسلام کے ساتھ قبض کروں یا کفر کے ساتھ؟ معلوم نہیں اس وقت میرے لیے کیا جواب نکلے گا۔

چوتھی چیز: میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یٰس: 59)

''مجرمو! آج کے دن الگ ہو جاؤ۔''

---

❶ حلية الأولياء: 386/7. ❷ العزلة والانفراد: 106/1.

میں نہیں جانتا کہ میں ان دونوں میں سے کس گروہ میں سے ہوں گا۔ پس اس وجہ سے میں تمھارے ساتھ نہیں بیٹھتا، اور نہ تمھارے ساتھ بات چیت کرتا ہوں۔ ❶

راہب کے ساتھ:

ابراہیم رحمہ اللہ ایک راہب کے ساتھ اس کے عبادت خانے میں گئے، وہ عبادت خانہ ایک ستون پر تھا، جب کہ وہ ستون پہاڑ کی چوٹی پر تھا، جب بھی تیز ہوا چلتی تو وہ عبادت خانہ جھک جاتا، پس انھوں نے اسے آواز دی، اے راہب! اس نے انھیں جواب نہ دیا، پھر اسے آواز دی لیکن اس نے انھیں جواب نہ دیا، تیسری بار کہا: اس ذات کی قسم جس نے تجھے تیرے عبادت خانے میں روک رکھا ہے الا یہ کہ تم مجھے جواب دیتے، اس نے اپنے عبادت خانے سے سر نکال کر کہا: تم کیوں واویلا کر رہے ہو؟ تم نے مجھے اس نام کے ساتھ آواز دی جس کا میں اہل نہیں ہوں، تم نے کہا: اے راہب! جب کہ میں راہب نہیں ہوں، راہب تو وہ ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے، اس نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: جیلر (داروغہ جیل)، میں نے سات درندوں کو قید کیا ہے، اس نے کہا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا: میری زبان نقصان دہ درندہ ہے، اگر میں نے اسے آزاد چھوڑ دیا تو یہ لوگوں کو چیر پھاڑ دے گی، اے حنفی! اللہ کے کچھ بندے ہیں، بہرے سنتے ہوئے، گونگے بولتے ہوئے، اندھے دیکھتے ہوئے، ظالموں کے درمیان چلتے ہیں، جاہلوں کی مؤانست سے گھبراہٹ اور غیر مانوسیت محسوس کرتے ہیں، وہ نور اخلاص کے ساتھ ثمر علم کو پروان چڑھاتے ہیں، لعین کی ہوا کے ساتھ اکھاڑا، حتی کہ نور اخلاص کے ساتھ اسے مستحکم کیا، اللہ کی قسم! یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے رات کی بیداری کے ساتھ اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالا، اگر تم انھیں ان کی راتوں میں دیکھو تو مخلوق کی آنکھیں سو چکی ہوتی ہیں جب کہ وہ اس ذات سے آہستہ آہستہ سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے حنفی! تم انھیں کا راستہ اختیار کرو۔

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تم کس اسلام پر ہو؟ اس نے کہا: میں اسلام کے علاوہ کوئی اور دین نہیں جانتا، لیکن مسیح علیہ السلام نے ہم سے عہد لیا اور تمھارے آخری دور کے متعلق ہمیں بتایا، پس میں دنیا سے الگ ہو گیا، بے شک تمھارا دین جدید ہے اگرچہ پرانا ہے، اس کے بعد ابراہیم رحمہ اللہ پر ایک مہینہ بھی نہیں گزرا حتی کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ ❷

الشیخ رحمہ اللہ کی اپنے شاگرد کو مسلسل نصیحت:

علی بن محمد النضری رحمہ اللہ نے بیان کیا، احمد بن محمد حلبی رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا: اس نے سری السقطی کو بیان

❶ تفسیر اسماعیل حقی: 225/2.
❷ حلية الأولياء: 30/8.

کرتے ہوئے سنا، اس نے بشر بن حارث کو بیان کرتے ہوئے سنا، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کہا:

میں لبنان کے ایک پہاڑ پر ایک راہب کے ہاں رُکا میں نے اسے آواز دی، اس نے میری طرف دیکھا، تو میں نے اسے کہا: مجھے وعظ و نصیحت کریں، تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

خــــذ عـــن الـــنـــاس جـــانبـــا
كَـــــیْ یـــــعـــــدوكَ راهبـــــا
إِنَّ دهـــــــرا أظـــــلَّــــنـــــی
قَـــد أرانـــــی الـــعـــجـــائبـــا
قَـــلِّـــبِ الـــنـــاسَ كيف شـئـــتَ
تـــجـــدهـــم عـــقـــاربـــا

''لوگوں سے کنارہ کش رہو تا کہ وہ تمھیں راہب شمار کریں، زمانے نے مجھ پر سایہ کیا اس نے مجھے عجائب دکھائے۔ تم جس طرح چاہو لوگوں کو اُلٹ پلٹ کرو (جانچ لو) تم انھیں بچھو ہی پاؤ گے۔''

بشر رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا: یہ راہب کا وعظ ہے، آپ مجھے وعظ کریں، تو انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

تــوحَّـــشْ مــن الإخــوانِ لاتبــغ مـؤنســا
ولا تبـــغ اخـــا ولا تبـــغ صـــاحبـــا
وكــن ســـامــریَّ الــفــعــل مــن نســل آدم
ركــن أوحــدیــا مــا قــدرت مــجــانبــا
فــقــد فســد الإخــوانُ والــحــبُ والإخــا
فــلســـت تــرّى إلّا مــذوِّقًــا وكـــاذبــا
فــقــلـــتُ ولــولا أن یــقـــالَ مــدهــدهٌ
وتــنــكــرُ حـــالاتــی لـقـد صــرت راهبــا

''اخوان (بھائی بندوں) سے غیر مانوس ہو جا اور کوئی مانوس شخص تلاش نہ کر، کوئی بھائی تلاش کر نہ کوئی دوست ساتھی تلاش کر۔ نسل آدم میں سے سامری الفعل ہو جا (یعنی مجھے نہ چھوؤ)۔ اور تنہا ہو جا جس

قدر طاقت ہوایک جانب ہوجا۔ دوستوں نے بگاڑ ہی پیدا کیا ہے۔تو تم صرف ملمع سازی کرنے والے اور کاذب ہی دیکھو گے۔تو میں نے کہا: اگر یہ نہ کہا جائے کہ ٹوٹ کر ڈھیر کیا گیا اورتم میرے حالات کوناپسند نہ کرتے تو میں راہب بن جاتا۔''

سری رحمہ اللہ نے کہا: میں نے بشر رحمہ اللہ سے کہا یہ تو ابراہیم رحمہ اللہ کی آپ کے لیے وعظ ونصیحت ہے۔آپ مجھے نصیحت کریں، انھوں نے کہا: تم نامانوسیت اختیار کرو اور اپنے گھر میں رہو، میں نے کہا: مجھے حسن رحمہ اللہ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا: ''اگر رات اور ملاقات اخوان نہ ہوتی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ میں کب مرجاؤں۔'' پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

یا من یُسرُّ برؤیة الإخوان
مَهْلاً أَمَنْتَ مکائدَ الشیطان
خلتِ القلوب من المعاد وذکره
و تشاغلوا بالحرص فی الخسران
صارت مجالسُ مَن تری وحدیثهم
فی هتكِ مستورٍ و موتِ جبان

''اے وہ شخص جسے دوستوں کے دیدار سے خوشی ہوتی ہے۔ ذرا ٹھہر تو شیطان کی چالوں سے بے خوف ہو چکا ہے۔ دل آخرت اور اس کے ذکر سے خالی ہو چکے ہیں۔ وہ حرص کے ذریعے ان میں مشغول ہو گئے۔تم جو مجالس اور ان کی خوش گپیاں دیکھ رہے ہو وہ پردہ دری اور بزدل کی موت کا باعث ہوگئی ہیں۔''

حلبی رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے سری رحمہ اللہ سے کہا: یہ تو بشر رحمہ اللہ کی آپ کو وعظ ونصیحت ہے، آپ مجھے وعظ فرمائیں، انھوں نے کہا: تم پر لازم ہے کہ اختصار کو اختیار کرو، میں نے کہا: مجھے بھی یہ پسند ہے، تو انھوں نے کہا:

یا مَنْ یریدُ بزعمه إجمالا
إن کان حقًا فاستعدَّ خصالا

تـــرك الـــمــجـــالـــس والتـذاكــر يـا أخـي
واجـــــعــل خـــروجَك لــلـصـلـوة خيـالا
بـــل كـــن بهــــا حيًـــا كـــأنك ميِّـــتٌ
لايـــرتـــجـــى مـــنـــه الـــقـريـبُ وصـــالا

''اے وہ شخص! جو اپنے زعم میں اختصار کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر اس خصلت کے حصول کے لیے تیاری کر۔ اے بھائی! مجالس اور قصے کہانیاں ترک کر اور تیرا گھر سے باہر آنا صرف نماز کے لیے ہو۔ بلکہ تم اس کے ذریعے زندہ رہو گویا کہ تم میت ہو۔ قریبی رشتہ دار بھی اس سے وصال کی اُمید نہیں رکھتا۔''

علی بن محمد رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے حلبی رحمہ اللہ سے کہا: یہ تو سری رحمہ اللہ کی آپ کے لیے نصیحت ہے، آپ مجھے نصیحت کریں، تو انھوں نے مجھے کہا: بھائی! اللہ تبارک وتعالیٰ کے پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو دنیا میں قلب زاہد کی طرف سے اس کی طرف بلند کیے جاتے ہیں، پس تم دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

أنــــــت فــــــي دار شتـــــــاتٍ
فتـــــــأهَّــــــبْ لشتـــــــاتِك
واجـــــعـــــل الـــــدنيـــــا كيـــــومٍ
صـــــمتَـــــــه عـــــن شهـــــواتِك
واجـــــعـــــل الـــــفـــطـــــرَ إذا مـــــا
صـــــمتَـــــــه يـــــوم مـــــمـــــاتِك [1]

''تم بے چینی اور پراگندگی کے گھر میں ہو پس تم اپنی بے چینی کے لیے تیار رہو دنیا کو اس دن کی طرح کرو کہ تم نے اس کا اپنی شہوات سے روزہ رکھا ہے، جب تم نے اس کا روزہ رکھ لیا ہے تو پھر اپنی موت کے دن اس کا افطار کرنا۔''

---

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر: 345/6.

ابراہیم رحمہ اللہ اور لوگ:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تم پر لازم ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہو، لوگوں سے بچو، لوگوں کے ساتھ ضرور رہو، کیوں کہ لوگ ہی وہ لوگ ہیں، لوگ وہ لوگ نہیں ہیں، لوگ تو چلے گئے باقی تو ''نسناس'' رہ گئے ہیں، میں انھیں لوگ نہیں سمجھتا، وہ تو محض لوگوں کے پانی میں غوطہ زن ہیں، پھر انھوں نے (اس کی وضاحت میں) کہا:

رہا میرا قول: تم پر لازم ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہو، تو اس سے علماء کی مجالست مراد ہیں۔

میں نے جو کہا: لوگوں سے بچو؟ تو اس سے میری مراد ہے بے وقوفوں اور نادانوں کی مجالست سے بچو۔

میں نے جو کہا: لوگوں کے ساتھ ضرور رہو: تو اس سے مراد ہے: پانچوں نمازوں، جمعہ، حج، جہاد، جنازوں میں شرکت اور خرید وفروخت وغیرہ ہے۔

میں نے جو کہا: لوگ وہ لوگ ہیں: تو اس سے فقہاء اور حکماء مراد ہیں۔

میں نے جو کہا: لوگ وہ لوگ نہیں ہیں: تو اس سے بندگان نفس اور بدعتی لوگ مراد ہیں۔

میں نے جو کہا: لوگ چلے گئے، تو اس سے میری مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف لے گئے۔

میرا جو قول ہے: ''نسناس'' باقی رہ گئے ہیں: تو اس سے مراد ہے وہ حضرات ہیں جو ان کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

میں نے جو کہا: میں انھیں لوگ نہیں سمجھتا وہ تو لوگوں کے پانی میں غوطہ زن ہیں، تو اس سے ہم اور ہم جیسے لوگ مراد ہیں۔ ❶

دو میں سے بدتر مسئلہ:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: مسئلہ کی دو اقسام ہیں، لوگوں کے دروازوں پر مسئلہ (یعنی لوگوں سے سوال کرنا، مانگنا)، اور ایک مسئلہ یہ ہے کہ آدمی کہتا ہے: میں مسجد میں ہی رہوں گا، نماز پڑھوں گا، روزہ رکھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا، اگر کوئی شخص میرے پاس کوئی چیز لے کر آئے گا تو میں اسے قبول کرلوں گا، تو یہ ان دو میں سے بدترین مسئلہ ہے، یہ تو لوگوں سے چمٹ کر اور پیچھے پڑ کر مانگنا ہے۔ ❷

---

❶ تاریخ دمشق: 314/6.

❷ حلیة الأولیاء: 14/8.

ان کی خاموشی اور تفکر

خاموشی:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، تو میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا جب کہ سفر جاری تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَقَدْ سَأَلْتَنِیْ عَنْ عَظِیْمٍ، وَ إِنَّهٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ، تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ، تَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَ تَحُجُّ الْبَیْتَ.))

’’تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے، لیکن وہ اس پر آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان فرما دے، تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔‘‘

پھر فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰی أَبْوَابِ الْخَیْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِیُٔ الْخَطِیْئَةَ كَمَا تُطْفِیُٔ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ))

پھر فرمایا: کیا میں تمھیں ابواب خیر نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے، اور آدمی کا رات کے اوقات میں نماز تہجد پڑھنا۔‘‘

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (السجدة: 16، 17)

’’ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ

کیا کرتے تھے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمھیں ارشاد معاملے کا سرا، اس کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی کے متعلق نہ بتاؤں؟''

میں نے عرض کیا، کیوں نہیں، اللہ کے نبی ﷺ! (ضرور بتائیں)، آپ ﷺ نے فرمایا:

''امر کا سرا اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں اس پورے معاملے کا جوہر نہ بتاؤں؟''

میں نے عرض کیا، کیوں نہیں، اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتائیں، تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ''اس پر قابو رکھو۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی ﷺ! ہم اس کے ساتھ جو کلام کرتے ہیں اس پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَامُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبَّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ -أَوْ قَالَ- عَلَى مَنَاخِرِهِمْ -إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟!)) ❶

''معاذ! تمھاری ماں تمھیں گم پائے، لوگوں کو ان کے چہروں کے بل -یا فرمایا- ان کے نتھوں کے بل ان کی زبانوں کی کارستانیوں ہی کی وجہ سے جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❷

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خیر کی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، حدیث رقم: 2616.

❷ صحیح البخاری، رقم: 6475.

❸ صحیح البخاری: 6444.

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم جس طرح بولنا سیکھتے ہو اسی طرح خاموش رہنا بھی سیکھو، کیوں کہ خاموشی عظیم حلم ہے، تمھیں اپنے بولنے کی نسبت سننے کے حوالے سے زیادہ حریص ہونا چاہیے، اور غیر متعلقہ چیز کے بارے میں کلام نہ کرو۔'' ❶

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا: خاموشی ہی صبر ہے، اور خاموشی صبر کا حصہ ہے، کلام کرنے والا خاموش شخص سے زیادہ متقی نہیں ہوسکتا سوائے اس عالم کے جو کلام کرنے کے مقام پر کلام کرتا ہے اور خاموش رہنے کے مقام پر خاموش رہتا ہے۔ ❷

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم بیان کرنے سے خاموشی اختیار کرنے میں کوئی خیر نہیں جس طرح جہالت پر مبنی گفتگو کرنے میں کوئی خیر نہیں۔ ❸

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں صالحین سے محبت کرتا ہوں جب کہ میں ان میں سے نہیں ہوں، میں ناکارہ وخراب لوگوں سے بغض رکھتا ہوں۔ جب کہ میں ان سے بُرا ہوں، پھر انھوں نے یوں فرمایا:

"الصَّمْتُ أَلْيَقُ بِالْفَتَى ... من منطق في غير حِيْنِه
والصدقُ أجْمَلُ بالفَتَى ... في القولِ عندي مِن يمينه
وعلى الفَتَى بوقاره ... سمةٌ تلوحُ على جبينه
فمنِ الذي يخفي عليك ... إذا نظرتَ إلى قرينه
رُبَّ امرىءٍ متيقن ... غَلَبَ الشَقاء على يقينه
فَأَزاله عن رأيه ... فابتاع ديناه بدينه۔" ❹

''کسی شخص کے لیے اس کے موقع ومحل کے بغیر بولنے کی نسبت خاموش رہنا زیادہ مناسب ہے، میرے نزدیک کسی شخص کا قسم اُٹھانے کی نسبت اس کا صدق مقال ہونا زیادہ خوبصورت ہے۔ کسی شخص پر اس کے وقار کی ہیبت اس کی پیشانی پر چمکتی ہے، پس کون تجھ پر مخفی رہ سکتا ہے جب آپ

❶ كنز العمال، رقم: 8703.
❷ حلية الأولياء: 341/8.
❸ غرائب القرآن و رغائب الفرقان: 10-27.
❹ حلية الأولياء: 170/8.

اس کے ساتھی کی طرف دیکھتے ہیں، بسا اوقات کوئی پختہ یقین والا شخص کہ اس کی بدبختی اس کے یقین پر غالب آجاتی ہے تو وہ اسے اس کی رائے سے ہٹا دیتی ہے تو وہ اپنے دین کے بدلے میں اپنی دنیا خرید لیتا ہے۔''

کسی دوسرے شخص نے بیان کیا:

''خَلِّ جنبَيْك لرأمٍ ... وامْضِ عنه بسلام

متْ بداء الصمت ... خير لك مِن داء الكلام

انما المسلم مَن ... ألجَمَ فاهُ بلجام

ربما استَفْتَحْتَ بالقول ... مغاليق الحمام

''کسی مقصد کے لیے اپنے پہلو چھوڑ دے اور سلام کے ساتھ اس سے گزر جا، خاموشی کی بیماری کے ساتھ مرجانا کلام کی بیماری سے تیرے لیے بہتر ہے۔ مسلمان تو وہ ہے جس نے اپنے منہ کو لگام ڈال دی، بسا اوقات تم بول کر موت کے تالے کھولتے ہو۔''

تفکر:

آدمی کا خاموشی کے مواقع پر خاموش رہنا اور کلام کے مواقع پر کلام کرنا دانائی ہے، خاموشی ممدوح ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کرنے کے لیے ساتھی ہے۔

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک گھڑی غور وفکر کر لینا رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔ ❶

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا، اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کر لیں تو پھر وہ اس کی نافرمانی نہ کریں۔ ❷

وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص غور وفکر کرتا ہے تو وہ فہم وفراست حاصل کر لیتا ہے، جو فہم وفراست حاصل کر لیتا ہے وہ جان جاتا ہے اور جو شخص علم حاصل کر لیتا ہے وہی عمل کرتا ہے۔ ❸

عامر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ایک اصحاب کو فرماتے ہوئے سنا: تفکر ایمان کی ضیاء یا اس کا نور ہے۔

---

❶ شعب الايمان : 261/1 . ❷ حلية الأولياء: 337/8 .

❸ جامع لطائف التفسير ، لعبدالرحمٰن القماش .

السری السقطی رحمہ اللہ نے تفکر کے بارے میں بیان کیا:
ایک گھڑی کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

"تفكُرُ ساعةٍ تخلوببالي أَحَبُّ إليَّ مِن أهلي وَمَالِي" [1]

[1] الروض الأنف: 199/2.

''ایک گھڑی کا تفکر جو میں تنہائی میں کرتا ہوں وہ مجھے میرے اہل و مال سے زیادہ محبوب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾﴾ (آل عمران: 190-191)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے بدل کر آنے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اور وہ آسمانوں و زمین کی تخلیق کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب تو نے اسے بے مقصد تخلیق نہیں فرمایا، پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

ابراہیم رحمہ اللہ کی نظر میں خاموشی اور تفکر:

یوسف بن سعید رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے علی بن بکار رحمہ اللہ سے کہا: کیا ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن وہ غور و فکر کرنے والے تھے رات بھر بیٹھ کر غور و فکر کیا کرتے تھے۔ [1]

[1] حلية الأولياء: 17/8.

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: تفکر عقل کا مغز ہے، جس کے کلام میں حکمت نہ ہو تو وہ لغو ہے، جس کا خاموش رہنا تفکر نہ ہو تو وہ سہو (بھول) ہے، اور جس کا دیکھنا عبرت و نصیحت حاصل کرنے سے خالی ہو تو وہ لہو (فضول) ہے۔ [1]

[1] فيض القدير: 483/3.

وہ کہا کرتے تھے: ابلیس پر بردبار عالم سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں، اگر وہ بات کرتا ہے تو علمی بات کرتا

ہے، خاموشی اختیار کرتا ہے تو حلم کے ساتھ خاموش رہتا ہے، ابلیس نے کہا: اس کا سکوت اس کے کلام سے زیادہ مجھ پر سخت اور مشکل ہے۔ ❶

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے عبادت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ تفکر و خاموشی عبادت کا جوہر ہے، لقمان رحمہ اللہ کے بارے میں مجھے خبر پہنچی کہ انھوں نے کہا: ان سے پوچھا گیا: لقمان! آپ اس دانائی تک کیسے پہنچے؟ انھوں نے کہا: جس چیز کی مجھے ضرورت نہ ہو تو میں اس کے بارے میں سوال نہیں کرتا، اور جو چیز میرے متعلق نہ ہو اس کا میں تکلف نہیں کرتا، پھر انھوں نے کہا: ابن بشار! بندے کو چاہیے کہ وہ خاموشی اختیار کرے یا ایسا کلام کرے جس سے اسے فائدہ ہو یا وہ وعظ و نصیحت یا تنبیہ، یا تخویف یا تحذیر کے ذریعے فائدہ پہنچائے، جان لو کہ جب کلام مثال کے ساتھ ہو تو وہ نطق کے لحاظ سے زیادہ واضح، مقیاس میں زیادہ واضح، زیادہ توجہ سے سنا جانے والا اور بات کے شعبوں کے لیے زیادہ واسع ہوتا ہے۔

ابن بشار! اپنے دل میں یہ تصور لاؤ کہ ملک الموت اور اس کے معاون تمھاری روح قبض کرنے کے لیے آچکے ہیں، تو ذرا دیکھو کہ تم کس کیفیت میں ہوگے، موت پر جھانکنے والے کی گھبراہٹ اور منکر و نکیر کے سوالات کا تصور لاؤ اور دیکھو کہ تم کس طرح ہوگے، قیامت اور اس کی ہولناکیوں، اعمال کے پیش کیے جانے، حساب کتاب اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کا تصور کرو اور دیکھو کہ تم کس حالت میں ہوگے، پھر انھوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور غشی کھا کر گر پڑے۔ ❷

لایعنی (غیر متعلق) بات کرنے والے شخص کے لیے نصیحت:

ابراہیم رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو غیر متعلق باتیں کرتے ہوئے دیکھا، تو وہ وہاں ٹھہر گئے اور کہا: کیا اس کلام سے تم ثواب کی اُمید رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: کیا تم اس پر سزا کا خوف نہیں رکھتے؟ اس نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو، تم ایسے کلام سے کیا کروگے جس سے تمھیں ثواب کی اُمید ہے نہ سزا کا خوف۔ ❸

---

❶ حلية الأولياء: 26/8.

❷ حلية الأولياء: 17/8.

❸ محاضرات الأدباء: 490/1.

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی وصیت:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے بہت سے اللہ کے بندوں کی صحبت اختیار کی، انھوں نے مجھے وصیت کی کہ میں دیگر لوگوں کو چار چیزوں کو نصیحت کروں: ان میں سے ایک: جو زیادہ کھاتا ہے وہ عبادت کی لذت سے محروم رہتا ہے۔

دوسری نصیحت: جو زیادہ سوتا ہے وہ اپنی عمر میں برکت نہیں دیکھتا۔

تیسری نصیحت: جو لوگوں کی رضا کا طالب ہوتا ہے وہ رب تعالیٰ کی رضا کا انتظار نہیں کرتا۔

چوتھی نصیحت: یہ ہے کہ جو شخص بہت زیادہ فضول باتیں کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے تو وہ دنیا سے سلامتی کے ساتھ نہیں جائے گا۔ [1]

چار وجوہ پر کلام:

خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ نے ہمیں بیان کیا، انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم لمبی خاموشی اختیار کرتے تھے، انھوں نے ایک دن لمبی خاموشی اختیار کی، تو میں نے کہا: کاش آپ کلام کریں، تو انھوں نے کہا: کلام چار وجوہ پر ہے: کلام وہ جس سے تم منفعت کی اُمید رکھو اور اس کے انجام سے ڈرو، اس کلام سے بچنے میں سلامتی ہے۔

ایک کلام وہ ہے تم جس سے منفعت کی اُمید رکھتے ہو نہ اس کے انجام سے ڈرتے ہو، تو ایسے کلام سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے بدن اور زبان پر بوجھ ہلکا کرو۔

ایک وہ کلام ہے جس کی منفعت کی تم اُمید رکھتے ہو نہ تم اس کے انجام سے بے خوف ہو، تو عاقل شخص کو اس کلام کی تکلیف ہی مانع ہے۔

ایک کلام وہ ہے جس کی منفعت کی تمھیں اُمید ہے اور اس کے انجام سے بے خوف ہو، تو اس کو نشر کرنا تم پر واجب ہے۔

خلف رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابو اسحاق رحمہ اللہ سے کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے تین چوتھائی کلام ساقط کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ [2]

---

[1] الفواكه الدوانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی : 245/8.

[2] الصمت لابن ابی الدنیا: 52/1.

مجالس میں احتیاط سے کام لینا:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: مجالست میں احتیاط یہ ہے کہ جب کہا جائے گا تو کلام کرو، لغزش کے اندیشے کے پیش نظر کلام کے موقع پر بقدر ضرورت سوال و مسئلہ پیش کرو، جب تمھیں حکم دیا جائے تو فیصلہ کرو، جب سوال کیے جاؤ تو اس کی وضاحت کرو، جب تم سے کوئی چیز طلب کی جائے تو احسان کرو، جب خبر دی جائے تو تحقیق کرو، زیادہ باتیں کرنے اور میل جول رکھنے سے احتیاط کرو، کیوں کہ جو زیادہ باتیں کرتا ہے اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ❶

انھیں خاموشی پسند تھی:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے کہا: ہم ایک دن مسجد میں اکٹھے ہوئے تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے سوا ہر شخص نے کچھ نہ کچھ کلام کیا بس وہ خاموش رہے، جب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا، تو انھوں نے کہا: گفتگو احمق کی حماقتیں اور عاقل کی عقل مندی ظاہر کرتی ہے، میں نے کہا: تو پھر آپ نے گفتگو کیوں نہیں کی؟ انھوں نے کہا: جب میں خاموشی کی وجہ سے غمگین ہوتا ہوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں کلام کی وجہ سے ندامت اُٹھاؤں۔ ❷

ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص نحو سیکھتا ہے، تو انھوں نے کہا: اسے خاموشی سیکھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ❸

بشر بن منذر رحمہ اللہ نے کہا: ہم نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی معیت میں ایک جنگ میں شرکت کی، انھوں نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جو کہ سیاہ ہو چکی تھی، اگر ہوا چلتی تو وہ گر جاتے، انھیں کہا گیا: آپ نے اس طرح حفاظت کیوں نہ کی جس طرح آپ کے ساتھیوں نے حفاظت کی؟ انھوں نے کہا: میرا مقصد علماء کی سیرت اور ان کے آداب تھا، ان سے سفیان رحمہ اللہ کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا: ہم نے سنا جس طرح انھوں نے سنا، اگر وہ چاہتے تو خاموشی اختیار کرتے جس طرح ہم نے خاموشی اختیار کی۔ ❹

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی، تو میں نے انھیں طویل غمگین، دائمی فکر مند اور اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے دیکھا گویا کہ ان پر غموں کے پہاڑ ڈال دیے گئے ہوں۔ ❺

---

❶ الفقيه والمتفقه، للخطيب البغدادی: 249/2.
❷ تاريخ دمشق: 312/6.
❸ حلية الأولياء: 16/8.
❹ حلية الأولياء: 27/8.
❺ تفسير آلوسی: 167/5.

ان کے اقوال:

تم کسی معزز آزاد شخص کی صحبت اختیار کرنا وہ سنتا ہے کلام نہیں کرتا۔ ❶

جس نے اپنی زبان کو آزاد چھوڑ دیا اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ ❷

حجاج بن عبدالکریم رحمہ اللہ نے بیان کیا: مجھے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے کا بہت زیادہ اشتیاق ہوا، تو میں ان کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ٹھہرا، انھوں نے کوئی بات نہ کی، میں نے ان سے کہا: آپ بات کیوں نہیں کرتے؟

انھوں نے کہا:

"مُنع الخطاب لأنه سببُ الردی　　والنطق فیه معادنُ الآفات

فاذا نطقت فكن لربك ذاكرا　　واذا سكتَّ فعُدَّ جسمَكَ مَاتَ" ❸

''خطاب کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ وہ ہلاکت کا سبب ہے۔ نطق اس میں آفات کی کانیں ہیں۔ جب تم بات کرو تو اپنے رب کا ذکر کرو۔ جب خاموش ہو تو اپنے جسم کو مردہ شمار کرو۔''

ان کی سادگی اور قلت طعام

بھوک اور شکم سیری:

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ)) ❹

''ابن آدم نے اپنے پیٹ سے برا برتن کوئی نہیں بھرا، ابن آدم کو کمر سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں، اگر ضروری ہو تو پھر تیسرا حصہ کھانے کے لیے، تیسرا حصہ مشروب کے لیے اور تیسرا حصہ سانس کے لیے۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ الرسالة القشيرية : 100/1.　❷ فيض القدير : 597/1.

❸ الكشف والبيان : 167/7.　❹ سنن ترمذي : 2380.

((إِنَّ أَهْلَ الشِّبَعِ فِى الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْجُوْعِ فِى الْآخِرَةِ غَدًا .)) ❶

''دنیا میں شکم سیر ہونے والے کل آخرت میں بھوکے رہنے والے ہوں گے۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھانے پینے کے حوالے سے بسیار خوری سے بچو، کیوں کہ وہ جسم کے لیے باعث بگاڑ ہے، بیماری پیدا کرنے والی ہے، نماز سے سستی و کاہلی پیدا کرنے والی ہے، تم ان دونوں میں میانہ روی اختیار کرو، کیوں کہ وہ جسم کے لیے زیادہ موزوں اور اسراف سے بہت دور ہے، بے شک اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو پسند نہیں کرتا، بے شک آدمی ہلاک نہیں ہوتا حتی کہ وہ اپنی شہوت کو اپنے دین پر ترجیح دیتا ہے۔ ❷

محمد بن واسع رحمہ اللہ نے بیان کیا، جس کا کھانا کم ہو وہ سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور دوسروں کو سمجھاتا ہے وہ صاف اور دُبلا ہوتا ہے، کیوں کہ کثرت طعام کھانے والے کو اس کے بہت سے ارادوں کی تکمیل سے روک دیتا ہے۔ ❸

مکحول رحمہ اللہ نے بیان کیا: فرائض کے بعد افضل عبادت بھوک اور پیاس ہے، وہ کہا کرتے تھے: بھوکا پیاسا شخص نصیحت کو بہت جلد سمجھ لیتا ہے، اس کا دل نرمی اختیار کرنے میں بہت تیز ہوتا ہے، کثرت طعام بہت سی بھلائی سے روک دیتا ہے۔ ❹

ذوالنون رحمہ اللہ نے کہا: میں جب بھی شکم سیر ہوا ہوں تو نافرمانی کی ہے یا نافرمانی کا ارادہ کیا ہے۔

لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: بیٹا جب معدہ بھر جاتا ہے تو نظریہ سو جاتا ہے، حکمت خاموش ہو جاتی ہے اور اعضاء عبادت سے بیٹھ (رک) جاتے ہیں۔ ❺

جان لیجیے: کہ کھانا نہ کھانے میں فوائد ہیں، جب کہ پیٹ بھرنے میں مفاسد ہیں، بھوک میں دل کی صفائی، طبیعت کی تیزی اور نفاذ بصیرت ہے، جب کہ شکم سیری کم عقلی کو جنم دیتی ہے، دل کو اندھا کر دیتی ہے، معدہ و دماغ میں بخارات کو زیادہ کر دیتی ہے،، جیسے مدہوشی حتی کہ وہ فکر کے سرچشموں پر حاوی ہو جاتی ہے، اس کے سبب دل ثقیل ہو جاتا ہے اور وہ افکار جاری کرنے سے رک جاتا ہے۔

کم خوراکی کا یہ بھی فائدہ ہے کہ اس سے تمام گناہوں کی شہوت ختم ہو جاتی ہے، اور نفس امارہ جو کہ برائی کا حکم دیتا ہے اس پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے، کیوں کہ تمام گناہ شہوات سے جنم لیتے ہیں، کم خوراکی ہر شہوت اور قوت

❶ المعجم الكبير الطبرانى، رقم: 233. ❷ حلية الأولياء: .

❸ جامع العلوم والحكم، حديث، رقم: 47. ❹ حلية الاولياء: 181/5.

❺ الاتحافات السنية بالاحاديث القدسية، محمد منير بن ....آغا: 156/1.

کو کم کر دیتی ہے، ہر قسم کی سعادت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس پر قابو رکھے، اور ہر قسم کی شقاوت یہ ہے کہ اس کا نفس اس آدمی پر قابو پالے۔ ❶

ان کا حال اور قلت طعام:

بشر بن منذر رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: میں سمجھتا تھا کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ گویا کہ ایک اعرابی شخص ہے، وہ خشک روٹی اور پانی سے سیر نہیں ہوتے تھے، وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے، آپ انھیں کسی کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور اس سے باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھیں گے حتی کہ وہ اپنے گھر آتے، جب اپنے گھر آتے اور ان کے اخوان ان کے پاس بیٹھتے تو ان سے ہنسی مذاق کرتے اور ان سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ❷

وہ اپنے زہد اور سادگی کی وجہ سے بہت مشہور ہوگئے تھے حتی کہ وہ غیر مسلموں کے نزدیک بھی صالح شخص کے طور پر معروف تھے، وہ عسقلان میں ایک عیسائی کے باغ کی کٹائی اور نگرانی کرتے تھے اس میں کئی اقسام کے درخت تھے، عیسائی کی بیوی نے کہا: اس شخص کے ساتھ اچھا سلوک کرو، میں اسے صالح شخص سمجھتی ہوں جس کا تم تذکرہ کرتے ہو، اس کے شوہر نے کہا: تم اسے کیسے جانتی ہو؟ اس نے کہا: میں اس کے لیے ناشتہ لے کر جاتی ہوں تو وہ شام تک ویسے ہی ہوتا ہے، میں اس کے لیے شام کا کھانا لے کر جاتی ہوں تو وہ صبح تک اس کے پاس ہی ہوتا ہے۔ ❸

وہ باغ میں دو آدمیوں کی طرح کام کرتا تھا، جب دوپہر ہوتی اور اس کے ساتھی قیلولہ کرتے، پھر وہ (ابراہیم رحمہ اللہ) شہر میں داخل ہوجاتے وہ روٹی، دودھ، پنیر، کھجور وغیرہ خریدتے، اور لاکر رکھ دیتے تھے، پھر ٹھنڈے پانی کا انتظام کرتے، پھر انھیں جگاتے تو وہ نماز پڑھتے تھے، پھر وہ یہ کھانا انھیں پیش کرتے، وہ یہ عمدہ روٹی، کھجور، دودھ، تازہ پنیر اور مکھن کھاتے جب کہ وہ خود روزے سے ہوتے پھر وہ اسے چکھتے بھی نہیں تھے۔ ❹

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھی ابو الولید نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی اپنے آپ کو چار چیزوں سے روکتے تھے: پانی کی لذت، جوتے، غسل خانے اور وہ (کھانے کا ذائقہ بڑھانے کے لیے) نمک کے ساتھ مسالہ نہیں ڈالتے تھے۔ ❺

---

❶ إحياء علوم الدين، لابی حامد الغزالی: 85/3.
❷ حلية الأولياء: 11/8.
❸ حلية الأولياء: 372/7.
❹ تاريخ دمشق: 302/6.
❺ تاريخ دمشق لابن عساكر: 286/67.

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے معافی بن عمران رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: دس ایسے اہل علم حضرات گزرے ہیں جو حلال کے بارے میں سخت دھیان دیتے تھے، وہ اپنے پیٹ میں صرف وہی چیز داخل کرتے تھے جسے وہ حلال جانتے تھے ورنہ مٹی پھانک لیتے تھے۔ پھر بشر رحمہ اللہ نے وہ دس حضرات شمار کیے: ابراہیم بن ادہم، مسلم الخواص، علی بن فضیل، ابو معاویہ اسود، یوسف بن اسباط: وہیب بن الورد، حذیفہ جو اہل حران کے ایک الشیخ تھے، داؤد، الطائی رحمہم اللہ، بشر رحمہ اللہ نے ان دس حضرات کو شمار کیا جو اپنے پیٹ میں صرف اسی چیز کو داخل کرتے تھے جسے وہ حلال جانتے تھے ورنہ وہ مٹی پھانک لیتے تھے۔ ❶

ابراہیم رحمہ اللہ ایک دن حذیفہ المرعشی، یوسف بن اسباط اور اسحاق بن نجیع رحمہم اللہ کی معیت میں روانہ ہوئے، پس وہ ایک شہر کے پاس سے گزرے تو ان حضرات نے اسحاق رحمہ اللہ سے کہا: اس شہر میں جائیں اور ہمارے لیے زاد راہ خریدیں، پس وہ شہر میں گئے اور زاد راہ خرید لیا، انھوں نے زرد نمک خریدا، جب وہ آئے اور زاد راہ کے ساتھ زرد نمک بھی رکھ دیا، تو ان حضرات نے ان سے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں گزرا تو میرا دل چاہا اور میں نے اسے خرید لیا، تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: اپنی یہ چاہت چھوڑ دو یا پھر وہ تمھیں ایسی جگہ ڈال دے گی جس کی تم طاقت نہیں رکھتے۔

ابو عمر رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے بعد میں حران شہر میں اسحاق کو بھاری بھرکم اور موٹی گردن والا دیکھا۔ ❷

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو اس شعر کی عملی تصویر بنتے ہوئے دیکھا:

لَـلُـقْـمَـةٌ بـجـريـشِ الملحِ آكلُهـا
أَلَـذُّ مـن تـمـرةٍ تُـحشـى بـزنبور

نیم پسے ہوئے نمک کے ساتھ لقمہ کھانا مجھے بھڑ سے بھری ہوئی کھجور سے زیادہ لذیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دل نہ لگاؤ:

اللہ عزوجل کی اپنی مخلوق کی تخلیق میں، ان تک رزق پہنچانے اور ان کی طرف سے کسی قسم کی قوت و طاقت کے بغیر ان کے درمیان رزق تقسیم کرنے کے حوالے سے اس کی عجیب کاری گری ہے، حذیفہ المرعشی- وہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے خادم تھے- سے پوچھا گیا: آپ نے ان میں کون سی عجیب چیز دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا: ہم طریق مکہ میں کئی دن رہے لیکن ہم کو کھانا میسر نہ آیا، پھر ہم کوفہ میں داخل ہوئے اور وہاں ایک ویران مسجد میں پناہ

❶ شعب الایمان للبیهقی: 251/12.   ❷ حلية الأولياء: 394/7.

لی، ابراہیم رحمہ اللہ نے میری طرف دیکھا اور کہا: میں تم پر بھوک کے اثرات دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا: الشیخ آپ نے جو دیکھا ہے وہی ہے، انھوں نے کہا: دوات اور کاغذ میرے پاس لاؤ، میں ان کے پاس لایا تو انھوں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر حال میں تو ہی مقصود ہے اور ہر معنی میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور انھوں نے شعر لکھا:

أنـــا حـــامـدٌ أنـــا شـــاكـرٌ أنـــا ذاكـرٌ
أنـــا جـــائـعٌ أنـــا ضـــائـعٌ أنـــا عـــاری
هـــی ستةٌ وأنـــا الـضـمـيـن لـنـصـفـهـا
فـكـن الـضـمـيـن لـنـصـفـهـا يـا بـاری
مَـدحـی لـغـيـرك لهـبُ نـارٍ خـضـتُهـا
فـأجِـرْ عبيـدَك مـن دخـول الـنـار
والـنـارُ عـنـدی كـالسـؤال فهل تـرى
أنْ لا تـكـلـفَـنـی دخـول الـنـار

’’میں حامد ہوں، میں شاکر ہوں، میں ذاکر ہوں، میں بھوکا ہوں، میں غریب ہوں، میں نہتا ہوں، یہ چھ چیزیں ہیں، ان میں سے نصف کا میں ضامن ہوں، اے باری تعالیٰ ان میں سے نصف کا تو ضامن ہو جا۔ میرا تیرے سوا کسی اور کی مدح سرائی کرنا آگ کا شعلہ ہے میں جس میں غوطہ زن ہوں، پس اپنے ادنی سے غلام کو آگ میں جانے سے بچالے۔ آگ میرے نزدیک سوال کی طرح ہے تو کیا تو دیکھتا ہے کہ تو مجھے آگ میں داخل کرنے کی تکلیف نہیں دے گا۔‘‘

پھر انھوں نے وہ رقعہ میرے حوالے کیا، اور کہا: جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دل نہ لگانا، اور جو شخص تمھیں سب سے پہلے ملے اسے رقعہ دے دینا، پس میں باہر نکلا، جو پہلا شخص مجھے ملا وہ ایک خچر پر تھا، میں نے وہ رقعہ اس کے حوالے کر دیا، اس نے وہ رقعہ لیا، جب وہ اس سے واقف ہوا تو رونے لگا اور اس نے کہا: اس رقعے والے کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: وہ فلاں مسجد میں ہیں، اس شخص نے ایک تھیلی میرے حوالے کی اس میں چھ سو دینار تھے، پھر میں ایک دوسرے شخص سے ملا تو اس سے خچر سوار شخص کے متعلق پوچھا، اس نے کہا: یہ نصرانی شخص ہے! میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس آیا تو انھیں یہ قصہ بیان کیا، انھوں نے کہا: اسے ہاتھ نہ لگاؤ، کیوں کہ کسی وقت وہ

آئے گا، اگلی گھڑی وہ نصرانی آیا اور جھک کر ابراہیم رحمہ اللہ کے سر کو بوسہ دیا اور اسلام قبول کر لیا۔ ❶

بہترین کھانا اپنے ساتھیوں پر ایثار کر دینا:

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے کہا: ابراہیم رحمہ اللہ اپنے نفس کی تربیت کرتے رہتے تھے، حتی کہ ان کے نزدیک عمدہ کھانے ترک کرنا ان کے کھانے کی نسبت زیادہ لذیذ تھا۔ ❷

ایک بار ان کے ہاں عمدہ کھانے کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز زیتون کے ساتھ باسی روٹی سے زیادہ عمدہ ہو۔ ❸

انھیں کھجور اور گھی سے بنا ہوا حلوہ پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے قبول نہ کیا اور کہا: یہ بچوں کا کھانا ہے اور انھوں نے اسے نہ کھایا۔ ❹

وہ کہا کرتے تھے: مجھے اندیشہ ہے کہ میرے ان عمدہ کھانوں کو ترک کرنے پر ثواب نہ ملے کیوں کہ مجھے ان کی خواہش نہیں۔ ❺

جب وہ ایسے دستر خوان پر بیٹھتے جہاں بہترین کھانا ہوتا تو وہ اپنے سامنے پڑا ہوا کھانا اپنے ساتھیوں کی طرف کر دیتے اور خود روٹی اور زیتون کھاتے تھے۔ ❻

ابو حفص عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا: میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس آیا ان کے دوستوں میں سے کسی آدمی نے انھیں دعوت ولیمہ پر بلایا، میرے اور اس کے درمیان ایک آدمی تھا پھر ہمارے پاس ثرید اور گوشت کا پیالہ لایا گیا، میں نے دیکھا کہ ابراہیم رحمہ اللہ ثرید کھا رہے ہیں گوشت نہیں کھاتے، ابو اسحاق نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اس طرح تب کرتے تھے جب کھانا کم ہوتا تھا، وہ اپنے ساتھیوں کے لیے باقی رکھتے تھے۔ ❼

ابو عثمان الصیاد رحمہ اللہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو -ایک دعوت پر- مدعو کیا، ان میں ابن مبارک اور مخلد بن حسین رحمہما اللہ بھی تھے، ابراہیم رحمہ اللہ اُنگلی سے کھانا اُٹھاتے تھے، پھر جب وہ حضرات چلے گئے، تو وہ میزبان ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے گھر آئے اور انھیں بیٹھا ہوا پایا اور انھوں نے ثرید بنایا اور اسے کھانے لگے، اس (میزبان) نے انھیں کہا: ابو اسحاق! آپ اُنگلی کے ساتھ کھانا اُٹھاتے تھے، انھوں نے کہا: جب تم کھانا بناؤ تو

---

❶ إحياء علوم الدين للغزالى : 366/3.
❷ شعب الايمان : 482/2.
❸ حلية الاولياء : 32/8.
❹ الجوع لابن ابى الدنيا : 46/1.
❺ تاريخ دمشق لابن عساكر : 299/6.
❻ تاريخ دمشق لابن عساكر : 299/6.
❼ تاريخ دمشق لابن عساكر : 299/6.

زیادہ بناؤ اور کم لوگوں کو دعوت دو۔ ❶

طعام میں اسراف نہیں:

ابراہیم رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں پر بہت خرچ کرنے والے او راپنے مہمان کا اکرام کرنے والے تھے، جب انھیں مال میسر آتا تو ان کے لیے بہترین کھانا خریدتے، اور ان کی پسند کا کھانا تیار کرتے تھے، ان واقعات میں سے جو ان سے مروی ہے کہ انھوں نے مکھن، شہد اور میدے کی روٹی خریدی، ان سے کہا گیا: یہ سب؟ تو انھوں نے کہا: جب ہمیں کھانا مل جاتا ہے تو ہم کامل مردوں کے کھانے کی طرح کھاتے ہیں، اور جب نہیں ملتا تو ہم کامل مردوں کی طرح صبر کرتے ہیں۔ ❷

اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ انھوں نے ایک دن بہت زیادہ کھانا تیار کیا، اور تھوڑے سے لوگوں کو مدعو کیا، امام اوزاعی اور امام ثوری رحمہما اللہ بھی ان میں شامل تھے، امام ثوری رحمہ اللہ نے انھیں کہا: ابواسحاق! کیا تم ڈرتے نہیں کہ یہ اسراف ہو؟ تو انھوں نے کہا: کھانے میں اسراف نہیں ہوتا، اسراف تو لباس اور آرائشی سامان وغیرہ میں ہوتا ہے۔ ❸

ابن عجیبہ رحمہ اللہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے اس قول: ''کھانے میں اسراف نہیں۔'' پر اپنی تفسیر ((البحر المدید)) میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ تب ہے کہ اگر اس نے اس کھانے کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے بھائیوں کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پیش کیا ہے، اور اگر اس نے فخر و غرور کی خاطر پیش کیا ہے، تو پھر یہ اسراف ہے۔

امام القشیری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا:

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کیا جائے تو پھر جتنا بھی خرچ کر لیا جائے وہ اسراف نہیں۔ لیکن اگر وہ نفس کے اسباب کی خاطر خرچ کیا جائے تو وہ اسراف ہے خواہ ایک فلس (بطور مثال ایک روپیہ) ہی کیوں نہ ہو۔

آپ رحمہ اللہ چیز خریدنے میں تکلف سے کام نہیں لیتے تھے جسے خریدنے کی طاقت نہ ہوتی اسے نہ خریدتے، اور حسب استطاعت جو کچھ میسر ہوتا تو اسے بطور ضیافت اپنے دوستوں کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے، اور جو چیز مہنگی ہوتی اسے اس کی قیمت کم ہونے کی رغبت کے پیش نظر ترک کر دیتے تھے، ایک دن ان سے کہا گیا:

❶ حلیة الأولیاء: 389/7.
❷ تفسیر القرطبی: 345/10.
❸ إحیاء علوم الدین: 296/2.

گوشت مہنگا ہو گیا ہے! تو انھوں نے کہا: اسے نہ خریدو۔ ❶

اور انھوں نے کہا:

فـــاذا غـــلا شـــئٌ عـلَـــیَّ تـــرکتُـــہ
فیـــکـــونُ ارخـــصَ مـــــا یـــکـونُ إذا غـلا

جب کوئی چیز مجھے مہنگی محسوس ہوتی ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ تو وہ مہنگی ہونے سے پہلے جس قیمت پر تھی اس سے بھی سستی ہو جاتی ہے۔ ❷

طعام وضیافت کے آداب:

ابراہیم رحمہ اللہ نے صور مقام پر کھانا تیار کیا اور انھوں نے اپنے اخوان کو مدعو کیا، پھر خلاد الصقیل نامی شخص کو بلایا، وہ بیٹھا اور کھانا کھایا، پھر کہا: الحمد للہ، پھر اُٹھ کھڑا ہوا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اس کے کھڑا ہونے کے بعد کہا:

اس نے دو برے کام کیے ہیں، بغیر اجازت کھڑا ہو گیا، اور اپنے ساتھیوں کو شرمندہ کیا ہے۔ ❸

انھوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ساتھیوں سے پہلے کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا باعث ملامت ہے۔ ❹

علی بن بکار رحمہ اللہ نے ذکر کیا اور کہا: ابراہیم رحمہ اللہ نے مجھے، مخلد اور متعدد حضرات کو مدعو کیا، تو انھوں نے کہا: میں ان کی فقاہت میں سے شمار کرتا ہوں کہ انھوں نے دن کے وقت یا عشاء کے بعد ہمیں مدعو کرنا ناپسند کیا، انھوں نے ہمیں شام کے بعد مدعو کیا تا کہ ہماری نماز نہ ضائع ہو جائے، انھوں نے ہمیں دو پیالے پیش کیے ان میں عمدہ گوشت تھا، وہ اور ان کے ساتھی ہمیں پانی پلانے کے لیے ہمارے پاس ہی موجود رہے، پھر انھوں نے ہمیں تربوز پیش کیا، علی رحمہ اللہ نے بیان کیا، یہ دعوت بکر بن خنیس رحمہ اللہ کے گھر میں تھی، اس دعوت کی وجہ سے دنیا کے حوالے سے مجھ سے زیادہ کوئی اور خوش نہیں تھا، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کھانے کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ❺

ابراہیم بن قدید رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ایک دن ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس گھر میں بیٹھا ہوا تھا، ان کی

❶ الرسالة القشيرية : 43/1. ❷ تفسير الشعراوى، تفسير سورة البقرة : 155.
❸ حلية الأولياء : 391/7.
❹ محض الصواب فى فضائل امير المؤمنين عمر بن خطاب، لإبن المبرد: 67، 731/2.
❺ حلية الأولياء : 390/7.

خدمت میں کوئی پھل پیش کیا گیا اس وقت ہم گھر میں ایک پورا گروہ تھا، انھوں نے کہا: ابن قدید! اسے چھوڑ دو اس میں سے میں کچھ کھاؤں گا نہ آپ، ہمارے ساتھی اسے کھائیں گے، انھوں نے بیان کیا، پس ہمارے ساتھیوں نے اسے کھایا، اور ہم نے اسے چکھا بھی نہیں تھا۔ ❶

روٹی سے پہلے گوشت:

ان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کچھ لوگوں کی ضیافت کی، جب وہ دسترخوان پر بیٹھ گئے تو وہ (غیر موجود) آدمیوں کا ذکر کرنے لگے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: ہم سے جو پہلے لوگ تھے وہ گوشت سے پہلے روٹی کھاتے تھے، جبکہ تم نے تو روٹی سے پہلے گوشت سے ابتدا کی ہے۔ ❷

انھوں نے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے ذریعے اس طرف اشارہ فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ؗ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحجرات: 12)

''ایمان دارو! بہت زیادہ گمان کرنے سے اجتناب کرو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہیں، ٹوہ نہ لگاؤ، اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تم اسے ناپسند کرتے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

سفیان رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ کا طریقہ اختیار کیا:

جب انھیں کھانے پر مدعو کیا جاتا اور وہ روزے سے ہوتے تو کھانا کھا لیتے تھے، اور وہ یوں نہیں کہتے تھے: میں روزہ دار ہوں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک دن ابو اسحاق الفزاری رحمہ اللہ کے ہاں گئے، انھوں نے انھیں ایک پیالہ پیش کیا، اس میں کھجور اور گھی سے تیار کیا ہوا حلوہ تھا، انھوں نے کہا: اگر میں روزہ دار نہ ہوتا تو میں تمھارے ساتھ کھاتا، الفزاری رحمہ اللہ نے کہا:

---

❶ حلية الأولياء: 392/7.

❷ شرح النيل و شفاء العليل، لمحمد بن يوسف الطفيش: 85/33.

آپ کے بھائی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ میرے ہاں آئے، وہ آپ کی اسی جگہ پر بیٹھ گئے، میں نے اس پیالے میں انھیں اسی قسم کا حلوہ پیش کیا۔ تو انھوں نے کھا لیا، جب جانے کا ارادہ کیا تو کہا: میں روزے سے تھا لیکن میں نے پسند کیا کہ آپ کے ساتھ کھاؤں اور اس طرح آپ کو خوش کروں۔ یہ سن کر ثوری رحمہ اللہ نے کھانے میں ہاتھ رکھا اور کھانے لگے، اور انھوں نے ابراہیم رحمہ اللہ کا طریقہ اختیار کیا۔ ❶

بھوک اور شکم سیری کے بارے میں ان کے اقوال:

بھوک دل کو نرم کرتی ہے۔ ❷

جس نے اپنے پیٹ پر قابو پالیا اس نے اپنے دین پر ضبط کر لیا، جس نے اپنی بھوک پر اختیار حاصل کر لیا اس نے اخلاق صالحہ پر اختیار حاصل کر لیا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت بھوکے شخص سے دور ہے جب کہ شکم سیر کے قریب ہے، شکم سیری دل کو مردہ کر دیتی ہے، اور اس سے فرح، اترانا اور بے مقصد ہنسنا جیسی عادات پیدا ہوتی ہیں۔ ❸

تم اپنے نفس کے مجاہدہ کے لیے شام کے کھانے سے جو لقمہ چھوڑتے ہو، وہ تمھارے لیے رات کے قیام سے بہتر ہے۔ ❹

اپنا کھانا پاکیزہ کر لو پھر تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم تہجد پڑھو نہ دن کو (نفلی) روزہ رکھو۔ ❺

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی اطاعت میں حقیر بن جاتا ہے اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بھوک کے وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے سامنے حقیر اور بے وقعت ہو جائے، پس وہ ایسے شخص کے ساتھ اُمید وابستہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی کفایت میں دخل اندازی کرتا ہے۔ ❻

اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں سردار قوم ہوتا:

❶:...... دوپہر کی پیاس۔

❷:...... سردیوں کی لمبی رات۔

---

❶ قوت القلوب فی معاملة المحبوب، لأبی طالب المکی: 497/2.

❷ شعب الإیمان للبیهقی، ج: 2، رقم: 5465.

❸ جامع العلوم والحکم، لابن رجب الحنبلی: 427/1.

❹ تفسیر حقی: 424/3.   ❺ الرسالة القشیریة: 43/1.

❻ البدایة والنهایة: 142/10.

3 :......اور تہجد میں اللہ عزوجل کی کتاب کی تلاوت کرنا۔ [1]

اور وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وما هي إلّا جوعةٌ سددتُها
وكلُّ طعامٍ بين جَنبَيَّ واحدٌ

''وہ صرف ایک بھوک ہی تھی جسے میں نے روک رکھا۔ جب کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان انواع واقسام کے کھانے ایک ہی مقام رکھتے ہیں۔'' [2]

ان کی شادی میں عدم رغبت اور فضائل نفقہ وعیال پر مشقت کے بارے میں ان کے اقوال

شادی کی فضیلت:

اسلام میں شادی کے بارے میں مکمل ترغیب دی گئی ہے، اور اس پر آمادگی کے لیے بڑی تاکید سے آمادہ کیا گیا ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے جو کہ انسانی طبیعت میں مرکوز ہے، انسان فطرت کی ادائیگی کرنے والے کے طور پر اس کی طرف سعی کرتا ہے، اس زندگی میں حاجت اصلیہ کے حوالے سے بہت اہم اور بڑا حصہ ہے، ذات کی تکمیل، پیدائش اولاد، بقاء نسل نوع انسانی اور جہاں کی آباکاری کے لیے ثابت شدہ ہے۔

الشرع الحنیف نے ایسے شخص کے لیے جو زنا سے ڈرتا ہو نکاح کے متعلق بڑا تاکیدی حکم دیا ہے، بعض ائمہ فقہاء نے اسے عبادات کی قسم میں سے شمار کیا ہے، اس لیے کہ صالح نسل کو وجود بخشنے کا استمرار اسی پر مرتب ہوتا ہے، آباء سے اسلام اور اس کی تعلیمات حاصل کی جاتی ہیں اور انھیں اولاد تک پہنچایا جاتا ہے، اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا حتی کہ زمین اور اس پر جو کچھ ہے اس کا وارث اللہ تعالیٰ بن جائے گا (قیامت آجائے گی)، نیز انسان کے اس کی عفت وعصمت، اس کے دین کے کمال اور اس کے نفس کے استقرار اور اس کے تصورات کی سلامتی پر بڑے پاکیزہ آثار مرتب ہوتے ہیں۔

---

1 حلية الاولياء: 23/8.

2 مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، لملا على قارى: 80/15.

اسی طرح جب شہوت کی جبلت غیر شادی شدہ شخص میں بیدار ہوتی ہے تو وہ اس کی فکر و رائے کو منتشر کر دیتی ہے، اس کی نظر اور نفس مضطرب ہو جاتا ہے، وہ اسے سیدھے راستے اور استقامت سے روک دیتی ہے، اور اسے رزیلت و ہلاکت کے گہرے کنویں میں گرا دیتی ہے۔

اسی لیے شادی زندگی میں امر اساسی اور حاجات انسانی میں سے اصلی حاجت ہے، اس سے الگ رہنا مشکل ہے صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ ایسا شوق سوزاں ہو جو بہت زیادہ غالب آنے والا ہو، یا ایسا شدید تعلق ہو جو نفس پر انتہائی غالب ہو جو جس کا تعلق شادی سے فائق تر ہو، اس پر مزید یہ کہ وہ دل پر قابو پالے اور تصور پر غالب آجائے، مثلاً بعض علماء میں طلب علم، بعض مجاہدین کے نزدیک جہاد کا اہتمام کرنا اور بلند خیال نفوس کے نزدیک اعلیٰ مقام اور بلند آرزو کی تحصیل۔ (یہ ایسی چیزیں ہیں جو شادی کرنے میں رکاوٹ ہو سکتی ہیں)۔

ترک دنیا اور عدم زواج:

یہ آسان ہے کہ ہم یہ ادراک کرلیں کہ ترک دنیا اور شادی سے انقطاع اختیار کرنا دنیا میں انسانی زندگی میں سب سے بڑی مشکل ہے، اس کی وجہ سے اُنس روحانی اور سکون نفس مفقود ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسے شادی نہ کرنے کی صورت میں کھانے پینے، صفائی ستھرائی، بیت و مسکن کے معاملات میں مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے، اور اس وجہ سے وہ بیماری کی صورت میں اور مزید یہ کہ بڑھاپا اور اس کی تھکاوٹ کے وقت عورت کی توجہ اور اس کی مہربانی سے محروم ہو جاتا ہے۔ نیز یہ اکٹھی مشکلات اور بڑی بڑی مشقتیں انھیں صرف وہی برداشت کرسکتا ہے اور صبر کرنا اس کے لیے آسان تر ہو سکتا ہے جس کے نزدیک اپنے علم کو بڑھانا، اس کی تحصیل اور اس کی نشر و اشاعت کی اہمیت ان مصائب و مشکلات کے پیش آنے سے زیادہ ہو، اور وہ اس کو جسے وہ زیادہ فائدہ مند اور عظیم تر سمجھتا ہے اس پر ترجیح دیتا ہے جسے وہ زیادہ لذیذ اور زیادہ نعمت سمجھتا ہے، جیسا کہ بہت سے غیر شادی شدی علماء، علم و دین کے بڑے ائمہ کا معاملہ ہے جو کہ مفسرین، قراء، محدثین، فقہاء، قاضی، مفتی، ادباء، مؤرخین، نحوی، لغت کے ماہرین، زہاد اور عباد ہیں جن کی فضیلت معروف ہے اور ان کا دین و علم مشہور ہے، انھوں نے اپنی ساری زندگی علم کے لیے وقف کر دی، انھوں نے اس اعلیٰ مقصد کی خاطر کنوارہ رہ کر زندگی گزار دی، انھوں نے ازدیاد علم، خدمت دین اور مسلمانوں کے نفع و فائدے کی خاطر اپنے آپ کو انتہائی قیمتی مشروع مقصد، شادی، نسل اور اولاد کے فائدے سے محروم رکھا، ان علماء میں سے چند درج ذیل ہیں:

المفسر المحدث عبداللّٰہ بن ابی نَجیح المکی رحمہ اللّٰہ۔

المحدث المقرئ الزاهد حسين بن على الجُعفى الكوفى رحمه الله .

المحدث الفقيه الزاهد بشر الحافى المروزى رحمه الله .

الامام المفسر المؤرخ العالم ابن جرير الطبرى رحمه الله .

المفسر الأديب الحافظ ابوبكر بن الانبارى البغدادى رحمه الله .

المفسر الفقيه الأديب الحجة اللغوى ابو القاسم الزمخشرى الخوارزمى رحمه الله .

الفقيه الامام الزاهد ابواسحاق الشيرازى البغدادى رحمه الله .

امـام الـعـربية والتـفسيـر والـقراء ات والحديث والأدب ابن الخشاب البغدادى رحمه الله .

امام العلماء وعلم الأولياء الامام النووى الدمشقى رحمه الله .

شيـخ الاطبـاء الـفقيه الأصولى على بن أبى حزم الدمشقى المشهور بابن النفيس رحمه الله .

شيخ الاسلام وعلم الأعلام ابن تيميه الحرانى الدمشقى رحمه الله .

الامام ذوالفنون وأستاذ الزمان محمد بن أبى بكر ابن جماعة المصرى رحمه الله .

العلامة الجليل المفسر المقرئ الفقيه الأصولى عبدالحكيم الأفغانى رحمه الله .

المفسر المحدث المؤرخ المتقن طاهر الجزائرى الدمشقى رحمه الله .

الـعـلامة الـمـجـاهد المعذب الصابر الداعية الكبير بديع الزمان سعيد النورسى الكردى التركى رحمه الله .

اوران کے علاوہ بہت سے دیگر۔

وہ کون سا سبب جواز ہے جس کی وجہ سے یہ علماء ائمہ رحمہم اللہ شادی سے اعراض کر کے غیر شادی شدہ زندگی گزارنے پر آمادہ ہو گئے؟ حالانکہ وہ احکام زواج، اس کی فضیلت اور کنوارہ رہنے کے خطرات و مشکلات کا علم رکھتے تھے، خصوصًا یہ کہ شارع کی طرف سے ایسی کوئی صحیح نص وارد نہیں جو کنوارہ رہنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہو، تو پھر وہ کون سی چیز ہے جس نے انھیں ترک زواج پر آمادہ کیا ہو؟ بایں ہمہ کے وہ احکام نکاح اور اس کے مرغبات سے لاعلم نہیں تھے، بلکہ ان میں سے بعض فقہاء نے انھیں اپنی کتب اور مؤلفات میں ثابت کیا ہے۔

ان کے اس حال کا جواب -واللہ اعلم- یہ شخصی و انفرادی مسلک ہے جسے انھوں نے اپنے لیے اختیار کیا، انھوں نے اپنی خاص بصیرت کے ذریعے خیر زواج اور خیر علم کے درمیان جس کا انھوں نے اہتمام کیا تمیز کی تو انھوں نے خیر علم کو خیر زواج پر اپنے ہاں ترجیح دی، انھوں نے ایک مطلوب کو ایک دوسرے مطلوب پر مقدم رکھا، انھوں نے اس مسلک میں کسی ایک کو اپنی اقتداء کرنے کی دعوت نہیں دی، اور انھوں نے لوگوں کو یہ بھی نہیں کہا: علم وعبادت کے لیے ترک دنیا اور شادی نہ کرنا شادی کرنے سے افضل ہے، اور یہ بھی نہیں کہ ہم جس حالت میں وہ اس حالت سے بہتر ہے جس پر تم ہو۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اپنے قول سے اسی طرف اشارہ کیا کرتے تھے: بچے کا اپنے باپ کے سامنے روٹی طلب کرنے کے لیے رونا اتنے اتنے سالوں کی عبادت سے افضل ہے، غیر شادی شدہ عبادت گزار عیال دار شخص کے مقام کو کہاں مل سکتا ہے۔ [1]

ان علماء حضرات کو فطرت میں مرکوز زواج سے جس چیز نے منع کیا اور غیر شادی شدہ حالت پر ثابت رکھا جس کی مشکلات معلوم ہیں، وہ ان کا علم کے لیے بہت زیادہ شوق ہے جس نے انھیں تعلق، حب، تحصیل، جمع و تدوین اور نشر و اشاعت کے ساتھ ان کے ارادوں کو مشغول رکھا حتی کہ ان کے ساتھ علم کا رشتہ اس طرح ہو گیا جس طرح روح و جسم، سبز لکڑی اور پانی اور حیات انسانی میں ہوا کا ہوتا ہے، وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتے تھے، وہ اس سے کم مرتبہ چیز کے حصول کے لیے جس کا حصول ان کے لیے ممکن تھا اس اعلیٰ مرتبے سے نیچے نہیں آ سکتے تھے، پس ان کے لیے علم غذاء و دواء کا مجموعہ بن گیا۔

انھوں نے سمجھا کہ شادی اس بلند اور عظیم مقصد کے حصول سے غافل کر دینے کا سب سے بڑا سبب ہے، اور انھوں نے سمجھا کہ یہ علم جیسے محبوب مقصد کے حصول میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، پس انھوں نے اپنے اجتہاد سے اس خیر عام کو اپنے خاص ذاتی حصے اور ذاتی خوشی پر ترجیح دی کہ اس کا حصول ان کے لیے زیادہ نفع مند اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے باعث فضیلت ہے، انھوں نے دوسروں کے نفع کو اپنی ذاتی خوشی اور لذت پر ترجیح دی، انھوں نے اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کا رخ اسلام، علم اور دین کی خدمت کی طرف کر دیا، اور اس کے ذریعے شریعت اور مسلمانوں کی خدمت کو ترجیح دی، انھوں نے اپنے ذاتی فائدے، اپنے اجسام کی پیاس اور اپنے ابدان کی راحت اور اپنے لیے حصول زوجہ و اولاد اور نسل و ذریت پر ہمیں ترجیح دی، اللہ تعالیٰ انھیں علم و

[1] الأمر بالاتباع و النهی عن الابتداع، للسیوطی: 23/1.

دین، اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، اور انھیں اپنے قرب میں حور عین کے ساتھ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ عزت و اکرام سے نوازے اور یہ بہترین ساتھ اور رفاقت ہے۔ ❶

ابراہیم رحمہ اللہ ان بہت بڑے علماء میں سے وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے علم و عبادت، اللہ تعالیٰ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کو زوجہ و اولاد پر ترجیح دی حالانکہ وہ شادی شدہ تھے، اور ان کی اولاد بھی تھی، انھوں نے انھیں چھوڑا، اپنی ساری بادشاہت ترک کی، اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو خوب جانتا ہے جو ان کے دل میں پیدا ہوئی اور ان کے جوارح پر غالب آ گئی اور اس نے ان کے احساسات اور جذبات پر قابو پالیا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر اس کی طرف چل نکلے۔

اس موضوع پر طوالت کا سبب ان بعض لوگوں کا ہمارے ان غیر شادی شدہ علماء کے بارے میں ان کے عدم زواج یا ان کے اہل و وطن کے ترک کرنے اور ان کے اللہ تعالیٰ ہی کے ہو جانے اور بلاد میں سیاحت کو اختیار کرنے کے متعلق سوءِ فہم اور ان کا باتیں کرنا ہے، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ پر بھی اس حوالے سے زیادتی کی گئی اور ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی۔

شادی کے بارے میں ان کا کلام:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: جس نے شادی کی تو اس نے سمندر میں سفر کیا، جب اس کی اولاد ہو جاتی ہے تو اس کی کشتی ٹوٹ جاتی ہے۔ ❷

یہ اس لیے کہ آدمی عیال و اولاد کے نان و نفقہ برداشت کرتا ہے تو زندگی کے یہ تفکرات اسے طلب علم اور عبادت کے لیے فارغ ہو جانے سے غافل کر دیتے ہیں۔ ان سے کہا گیا: آپ بھی اگر شادی کر لیتے، تو انھوں نے کہا: اگر میرے لیے ممکن ہو کہ میں اپنے آپ کو آزاد رکھوں تو میں اسے آزاد رکھوں گا۔ ❸

میں کسی عورت کو اپنی وجہ سے بے جا اُمید نہیں دلاؤں گا، اور ان کی مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں (یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی کی فکر اور ان کے نان و نفقہ کی تگ و دو)، اور میں اس سے عاجز ہوں۔ ❹

عیال کے معاملے کا اہتمام:

کسی شخص نے انھیں کہا: آپ کو سعادت نصیب ہو، آپ نے اپنی عمر عبادت میں ختم کر لی، آپ نے دنیا

❶ العلماء العزاب الذين آثرو العلم على الزواج، للشيخ عبدالفتاح ابوغده، 16-34.

❷ الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع : 73/1.

❸ البداية والنهاية : 138/10. ❹ إحياء علوم الدين : 387/1.

اور زوجات کو ترک کیا، تو انھوں نے اسے کہا: کیا تمھارے بچے ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: بندے کو اپنے بچوں کے فاقے کا خوف اتنے اور اتنے سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ❶

ان کی اس بات میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے:

((إِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَلَا الصِّيَامُ وَلَا الْحَجُّ وَلَا الْعُمْرَةُ))

''کچھ گناہ ایسے ہیں جو نماز، روزہ، حج اور عمرے سے معاف نہیں ہوتے۔''

عرض کیا گیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کس طرح مٹتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الْهُمُوْمُ فِي طَلَبِ الْمَعِيْشَةِ))❷

''طلب معیشت میں پیش آنے والے غم۔''

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے بیان کیا، میری ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: حدیث کی خاطر، انھوں نے کہا: تم نے مجھے کب دیکھا؟ کیوں کہ میں حدیث پسند کرتا ہوں، میں نے کہا: میرے لیے ایک حدیث کا اضافہ کر دیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے فائدہ پہنچائے، انھوں نے کہا: ابوثابت نے مجھے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَسْبِي خَالِقِي مِنْ خَلْقِهِ، حَسْبِي دِيْنِي مِنْ دُنْيَايَ))

''میرا خالق اپنی مخلوق سے، میرا دین میری دنیا سے میرے لیے کافی ہے۔''

پھر انھوں نے کہا:

ابو محمد! کیا تمھاری اولاد ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، انھوں نے کہا: تمھاری بیٹی یا تمھاری زوجہ یہ کہہ کر جو خوف دلاتی ہے (کہتی ہے) روٹی، جب کہ روٹی ٹوکری میں ہے، اور تم وہاں سے روٹی لے کر جو اسے دیتے ہو تو وہ تمھارے لیے میری اس حالت سے جو تم دیکھ رہے ہو اجر کے حوالے سے عظیم تر ہے، میں نے کہا: آپ کو کون سی چیز مانع ہے؟ انھوں نے کہا: ضعف۔ ❸

اسماعیل بن عبداللہ الشامی رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے بقیہ رحمہ اللہ کو مسجد حمص میں حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ میرے پاس بیٹھے، تو میں نے کہا: آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟

---

❶ البداية والنهاية: 138/10. ❷ الطبرانی، رقم: 233. حدیث ضعیف ہے۔

❸ النفقة على العيال، لابن ابى الدنيا: 29/1.

انھوں نے کہا: تمھاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کسی مسلمان خاتون کو بے جا اُمید دلائے اور اسے دھوکہ دے، میں نے کہا: یہ مناسب نہیں۔ انھوں نے کہا: میں ان کی تعریف کرنے لگا، تو انھوں نے کہا: کیا تمھاری اولاد ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، انھوں نے کہا: وہ خوف جو تمھاری اولاد تمھیں دلاتی ہے وہ اس حالت سے افضل ہے جس پر میں ہوں۔ ❶

ایک روایت میں ہے: بچے کا اپنے باپ کے سامنے رو کر روٹی طلب کرنا اتنے اور اتنے عمل سے افضل ہے، غیر شادی شدہ عابد عیال دار کو یہ درجہ کہاں مل سکتا ہے؟ انھوں نے عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ کے نام خط لکھا:

اما بعد، بھائی! اگر میں ساحل سمندر پر مسلمانوں کے دفاع میں رات بسر کروں تو یہ مجھے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ختم کر دینے سے زیادہ محبوب ہے، جب ان کا خط ان کے پاس آیا تو انھوں نے جواب تحریر کیا:

سلام علیک، اما بعد، بھائی! اگر میں اپنے عیال کے معاملات کرتے ہوئے ایک رات بسر کرلوں تو یہ مجھے اپنی ساری عمر اللہ عزوجل کی راہ میں ختم کر دینے سے زیادہ پسندیدہ ہے، جب ان کے پاس خط پہنچا تو انھوں نے کہا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے۔'' ❷

عباد بن کثیر رحمہ اللہ کو مکہ میں خط لکھا تو یہ تحریر بھیجی۔

اپنا طواف اور حج وسعی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی نیند کی طرح قرار دے تو تو عباد بن کثیر رحمہ اللہ نے انھیں جواب لکھا: اپنے اس سرحدوں پر چوکس رہنے، وہاں پہرہ دینے اور اپنے جہاد کو اپنے عیال کے لیے حلال کے حوالے سے محنت کرنے والے کی نیند کی طرح قرار دے لو۔ ❸

غم خواری مومنوں کا اخلاق ہے:

ان کے ساتھی ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا: ایک رات شام کے وقت ہم ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ تھے، ہمارے پاس افطار کے لیے کوئی چیز تھی، نہ کوئی حیلہ، انھوں نے مجھے غمگین اور رنجیدہ دیکھا تو کہا: ابراہیم بن بشار! اللہ تعالیٰ نے فقراء اور مساکین پر دنیا وآخرت میں نعمت وراحت کا جو انعام کیا ہے، وہ قیامت کے دن ان سے زکاۃ، حج، صدقہ، صلہ رحمی اور غم گساری کے متعلق سوال نہیں کرے گا۔ اس سے ان مساکین کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور حساب لیا جائے گا، دنیا میں اغنیاء آخرت میں فقراء، دنیا میں عزت والے قیامت

❶ حلیة الأولیاء : 21/80.
❷ المجالسة وجواهر العلم، لابی بکر الدینوری : 348/6.
❸ حلیة الأولیاء : 19/8.

کے دن ذلیل ہوں گے، غم کر نہ رنجیدہ ہو، اللہ تعالیٰ کا جو رزق ہے اس کی ضمانت دی گئی ہے وہ تمھیں مل جائے گا، ہم - اللہ کی قسم - مال دار بادشاہ ہیں، ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا میں جلد راحت حاصل کر لی، جب ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو پھر ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہماری صبح اور شام کیسی ہے، پھر وہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں بھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آٹھ روٹیاں اور بہت سی کھجوریں لے کر آ گیا، اور انھیں ہمارے سامنے رکھ دیا، اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے کھاؤ، انھوں نے سلام پھیرا اور کہا: اے غم زدہ شخص! کھاؤ، ایک سائل آیا تو اس نے کہا: ہمیں کوئی چیز کھلاؤ، ابراہیم رحمہ اللہ اُٹھے اور کھجوروں کے ساتھ تین روٹیاں اسے دے دیں، اور تین مجھے دے دیں، دو روٹیاں خود لے لیں، اور کہا: غم خواری مومنوں کا اخلاق ہے۔ ❶

آج اپنے معاشروں میں ہمیں اسی غم خواری اور اُلفت و محبت کی کس قدر ضرورت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کس قدر محتاج ہیں!

دیوان الفقراء:

ایک آدمی دس ہزار درہم لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے انھیں قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس آدمی نے ان کی بہت منت سماجت کی، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان دس ہزار درہموں کی خاطر اپنا نام دیوان فقراء سے ختم کرا لوں؟ میں یہ کبھی بھی نہیں کروں گا۔ ❷

کپڑے خریدنے کی ضرورت:

خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے کہا: ہم بلاد روم میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ تھے، انھوں نے ایک پوستین لگا کپڑا پہنا ہوا تھا، انھوں نے اسے اُتار کر اپنی بغل کے نیچے دبا لیا، زخم ان کے دونوں پہلوؤں میں شروع ہو چکا تھا، اس بارے میں ان سے کہا گیا، تو انھوں نے کہا: وہ میرے پہلو میں ہوگا میرے پوستین لگے کپڑے میں نہیں ہوگا، پھر کہا: میں کب آٹھ درہم پاؤں گا کہ ان سے پوستین لگا کپڑا خریدوں گا۔ ❸

شیاطین کا گھر:

ابراہیم رحمہ اللہ نے حمام میں داخل ہونا چاہا تو اس حمام والے نے انھیں منع کر دیا، اور کہا: آپ اجرت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے، اس پر ابراہیم رحمہ اللہ رو پڑے اور کہا: مجھے مفت میں شیاطین کے گھر میں جانے نہیں دیا گیا تو پھر

❶ شعب الایمان، ج: 3، رقم: 1362. ❷ إحياء علوم الدين، الغزالی: 283/3.
❸ المجالسة و جواهر العلم، لأبی بكر الدينوری: 233/3.

انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے گھر میں مفت میں کس طرح جانے دیا جائے گا۔ ❶

کسی فقیر کی تحقیر نہ کرو:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کسی کھیت میں بیس دینار کے عوض کٹائی کی، وہ اذنہ (شہر کا نام) چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا ایک ساتھی تھا، ابراہیم رحمہ اللہ نے سر منڈوانے اور پچھنے لگوانے کا ارادہ کیا، پس وہ ایک پچھنے لگانے والے کے پاس آئے اور اس کے سامنے بیٹھ گئے، جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو اس نے انھیں حقیر جانا، اور کہا: میرے نزدیک دنیا میں ان سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کوئی نہیں، انھیں میرے سوا کوئی نہیں ملا جو ان کی خدمت کرتا؟ اس نے کچھ لوگوں کی خدمت کی جب کہ ابراہیم رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی کو معمولی اور حقیر سمجھا، جب کہ ابراہیم رحمہ اللہ خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہے، جب سب لوگ چلے گئے تو اس پچھنے لگانے والے نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا:

میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا سر مونڈلوں اور پچھنے لگالوں، اس پچھنے لگانے والے نے ان دونوں کو جو معمولی سمجھا اس پر ابراہیم رحمہ اللہ کے ساتھی نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا، تو اس نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں سر کے بال مونڈوں گا نہ پچھنے لگاؤں گا، پس ابراہیم رحمہ اللہ نے سر کے بال مونڈے اور پچھنے لگائے، جب وہ فارغ ہوئے تو اپنے ساتھی سے کہا: تمھارے پاس جو دینار ہیں وہ لاؤ، پس انھوں نے وہ اس پچھنے لگانے والے کے حوالے کر دیے جو کہ پورے بیس دینار تھے، ان کے ساتھی نے انھیں کہا: آپ نے کھیتی کی کٹائی سے جو اجرت لی وہ اس کے حوالے کر دی؟ تو انھوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ، میں نے اسے ترک کر دیا، وہ پچھنے لگانے والے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کبھی کسی فقیر کی تحقیر نہ کرنا۔ ❷

صالحین کا درجہ:

ابراہیم رحمہ اللہ نے طواف میں ایک آدمی سے کہا:

جان لیجیے! آپ صالحین کا درجہ نہیں پا سکتے حتی کہ تم چھ گھاٹیاں عبور کر لو:

پہلی: نعمت کا دروازہ بند کر کے سختی کا دروازہ کھول لو۔

دوسری: طاقت و غلبے کا دروازہ بند کر کے پستی کا دروازہ کھول لو۔

تیسری: راحت کا دروازہ بند کر کے جہد و مشقت کا دروازہ کھول لو۔

---

❶ تفسیر اسماعیل حقی: 392/2.
❷ تاریخ دمشق: 311/6.

چوتھی: نیند کا دروازہ بند کر کے بیداری اور جاگنے کا دروازہ کھول لو۔

پانچویں: تونگری کا دروازہ بند کر کے فقر کا دروازہ کھول لو۔

چھٹی: اُمید کا دروازہ بند کر کے موت کی تیاری کا دروازہ کھول لو۔ ❶

اللہ تعالیٰ کی بعض کتب میں مکتوب ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی بعض کتب میں مکتوب ہے:

''جو دنیا پر غم زدہ ہو گیا، وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو گیا۔''

مصیبت آنے پر جو شکوہ شکایت شروع کر دیتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ جو فقیر کسی مال دار شخص کے پاس بیٹھ کر اس کی دنیا کی خاطر اس کی چاپلوسی کرتا ہے تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے۔

جو قرآن پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات کا تمسخر اُڑاتا ہے اسے آگ میں داخل کیا جائے گا۔ ❷

فقر کے بارے میں ان کا کلام:

فقر اللہ تعالیٰ کے ہاں شہادت کے برابر آسمان میں جمع شدہ ہے، وہ اسے صرف اسے ہی عطا کرتا ہے جو پسند کرتا ہے۔ ❸

ہمیں کیا ہے کہ ہم اپنے فقر کی شکایت اپنے جیسے ہی سے کرتے ہیں اور اس کا دور ہونا اپنے رب سے طلب نہیں کرتے، اس شخص کو اس کی ماں گم پائے جو کسی شخص سے اس کی دنیا کی خاطر محبت کرتا ہے اور اس کے مولا کے خزانوں میں جو کچھ ہے وہ اسے بھول جاتا ہے۔ ❹

ہم نے فقر طلب کیا تو تونگری نے ہمارا استقبال کیا، جب کہ لوگوں نے تونگری کو طلب کیا تو فقر نے ان کا استقبال کیا۔ ❺

جو فقر طلب کرتا ہے غنا اس کا استقبال کرتا ہے، جو غنا طلب کرتا ہے تو فقر اس کا استقبال کرتا ہے، غنا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذریعے بے نیاز ہو جائے۔ ❻

سخاوت، مہربانی، جود وسخا اور غم خواری جاتی رہی، جو شخص اپنے مال اور اپنے کھانے پینے کے ذریعے لوگوں

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر :311/6 .
❷ حلية الأولياء : 23/8 .
❸ حلية الأولياء : 15/8 .
❹ الزهد الكبير للبيهقى ، ج : 1 ، رقم : 275 .
❺ الرسالة القشيرية : 123/1 .
❻ إيقاظ الهمم شرح متن الحكم ، لابن عجيبة : 186/1 .

کے ساتھ غم خواری نہیں کرتا تو وہ خندہ پیشانی اور حسن خلق کے ذریعے ان کے ساتھ غم خواری کرے۔

اپنے اموال کی کثرت میں ایسے نہ ہو جاؤ کہ اپنے فقراء پر تکبر کرو، اپنے ضعفاء کی طرف میلان نہ رکھو اور تم اپنے مساکین سے خندہ پیشانی سے نہ ملو۔ ❶

حلال کے لیے ان کا عمل اور طلب

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ (المؤمنون : 51) .))

''بے شک اللہ تعالیٰ طیب و پاکیزہ ہے وہ صرف طیب چیز ہی قبول کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں (علیہم السلام) کو حکم دیا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسولوں (علیہم السلام) کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''

((ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ، يَا رَبِّ ، يَا رَبِّ ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لَهُ .)) ❷

''پھر اس شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، پاؤں گرد آلود ہیں، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے، رب جی! رب جی! (میری دعا قبول فرما)، جب کہ اس کا کھانا، اس کا پینا اور اس کا لباس حرام کا ہے، اسے حرام کی غذا دی گئی ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، مَايُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ ايْنَ أَصَابَ الْمَالَ ، مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ)) ❸

''لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی پروا نہیں ہوگی کہ اسے مال کہاں سے ملا ہے،

❶ حلية الأولياء : 389/7. ❷ صحيح مسلم : 2393.

❸ سنن النسائی، رقم : 4454.

حلال سے یا حرام سے؟''

اللہ تعالیٰ نے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام، جنھیں اس نے زمین پر حکومت و خلافت عطا کی، کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اپنے لیے صنعت وحرفت کا انتخاب کیا جس سے وہ کھاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝﴾ (الانبياء : 80)

''ہم نے اس کو تمھارے فائدے کے لیے زرہ بنانے کی صنعت سکھائی تا کہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے، پھر کیا تم شکر گزار ہو۔''

آدمی جب اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے تو یہ کوئی عیب نہیں، عیب تو یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں پر بوجھ ہو، جب کہ وہ کام کر سکتا ہو، داؤد علیہ السلام زرہیں اور ٹب بناتے تھے، آدم علیہ السلام کسان تھے، نوح علیہ السلام بڑھئی تھے، لقمان علیہ السلام درزی، طالوت علیہ السلام رنگ ساز، عیسیٰ علیہ السلام طبیب اور زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ))

''اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی (علیہ السلام) کو مبعوث فرمایا انھوں نے بکریاں چرائیں۔''

انھوں نے عرض کیا: وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَعَمْ قَدْ رَعَيْتُهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ .))[1]

''ہاں میں نے کچھ قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔''

تمام انبیاء علیہم السلام اور سلف صالح کام کرتے اور محنت کرتے تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ بزاز - کپڑا بیچتے - تھے، اور اسی طرح عثمان، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم عمر رضی اللہ عنہ بائع اور مشتری کے درمیان کمیشن کا کام کرتے تھے، اسی طرح ان کے علاوہ اور بہت سے حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین - صنعت وحرفت کے ذریعے انسان اپنے آپ کو لوگوں سے (سوال کرنے سے) روک لیتا ہے، اور اس کے ذریعے ضرر دور کرتا ہے۔

وہ اپنے دین کے ذریعے نہیں کھاتے تھے اور وہ عزت نفس کا خیال رکھتے تھے:

بشر الحافی رحمہ اللہ نے کہا: میں وہیب بن الورد، ابراہیم بن ادہم، یوسف بن اسباط اور مسلم الخواص رحمہم اللہ کے

[1] صحيح البخاری، رقم : 2262.

علاوہ کسی عالم کو نہیں جانتا جس نے اپنے دین کے بدلے میں نہ کھایا ہو۔

اور وہ یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت اور پیشانی کے پسینے کی کمائی سے کھاتے تھے، وہ امراء اور سلاطین کے دروازوں پر جاتے تھے نہ لوگوں سے مانگتے تھے وہ انھیں دیں یا نہ دیں، وہ کہا کرتے تھے: لوگ ہمیں ملامت کرتے ہیں کہ ہم ان سے قبول نہیں کرتے، ممکن ہے کہ ہم ان سے قبول کریں اور ہم ان کے ہاں بے وقعت ہو جائیں اور قریب ہے کہ ہم ان سے سوال کریں اور وہ ہمیں عطا نہ کریں۔ ❶

ابراہیم رحمہ اللہ کا نام:

ابراہیم رحمہ اللہ بہت زیادہ کمائی کرتے تھے، وہ اس میں سے اپنی ضرورت کے تحت خرچ کرتے تھے اور باقی صدقہ کر دیتے تھے، باغات کی حفاظت کرنا، ان کے پھل چننا اور ان کی خدمت کرنا انھیں زیادہ پسند تھا، کیوں کہ اس میں انھیں مکمل خلوت حاصل ہو جاتی تھی۔ ❷

علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ کو زمین سے گرے ہوئے خوشے اُٹھانے کی نسبت درخت پر لگے ہوئے پھل زیادہ پسند تھے، سلیمان الخواص رحمہ اللہ زمین سے گرے ہوئے پھل اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے اور وہ اُٹھا لیتے تھے، ان دونوں کی عمر قریب قریب تھی، جب کہ ابراہیم رحمہ اللہ زیادہ فقیہ تھے، وہ عرب کے بنو عجل قبیلے سے معزز حسب والے تھے، جب وہ کام کرتے تو وہ رجز یہ اشعار کہتے تھے، انھوں نے کہا:

اتخذ اللّٰہ صاحبا

ودع الناسَ جانبا

قَلِّبِ الناسَ کیف شئتَ

تجدهم عقاربا

''اللہ تعالیٰ کو ساتھی بناؤ اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو تم جس طرح چاہو لوگوں کی چھان بین کر لو تم انھیں بچھو ہی پاؤ گے۔''

وہ سردیوں میں پوستین لگا ہوا کپڑا پہنتے تھے جس کے نیچے قمیض نہیں ہوتی تھی: وہ موزے پہنتے تھے نہ عمامہ، وہ گرمیوں میں چار درہم کی چادریں پہنتے تھے، ایک کو ازار بناتے تھے جب کہ دوسری کو اوپر والی چادر بناتے تھے،

❶ شرح تهذيب كتاب الاعتصام للشاطبى : 95/1 .

❷ تطريز رياض الصالحين ، الفيصل بن عبدالعزيز آل مبارك .

سفر وحضر میں روزہ رکھتے تھے، رات کو نہیں سوتے تھے، غور وفکر کرتے تھے، جب فصل کاٹ لیتے تو اپنے کسی ساتھی کو بلا بھیجتے، پس کھیتی کا مالک حساب لگاتا، درہم لاتے تو انھیں ہاتھ نہ لگاتے، اور اپنے ساتھیوں سے کہتے: جاؤ، ان کے ذریعے اپنی خواہشات پوری کرو۔

اگر کھیتی کی کٹائی نہ ہوتی تو باغات اور کھیتوں کی حفاظت میں اپنے آپ کو اجرت پر لگا دیتے تھے، وہ بیٹھتے اور ایک ہاتھ سے دہ مُد (تقریباً اڑھائی کلو) گندم پیستے تھے، ایک ٹانگ کھلی ہوتی جب کہ دوسری بند، وہ اس کھلی کو بند نہ کرتے اور اس بند کو کھولتے نہیں تھے حتی کہ دونوں مُد سے فارغ ہو جاتے تھے، جب وہ مُد سے فارغ ہوجاتے تو اس (بند) کو کھولتے نہیں تھے حتی کہ دونوں مُد سے فارغ ہو جاتے تھے، جب دو مُد سے فارغ ہو جاتے تھے تو اس (بند) کو کھول دیتے، اور اس کو بند کر دیتے تو پھر دو مُد اور پیستے تھے۔ [1]

طلب حلال کے لیے ان کا سفر:

شقیق بلخی رحمہ اللہ کو ابراہیم رحمہ اللہ کے بلاد شام آنے کی اطلاع ملی جب کہ وہ خود وہیں تھے، انھوں نے ان سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا، پس وہ اہل شام کے معزز لوگوں کی معیت میں ان کے پاس گئے تاکہ ان سے ان کے احوال و مقامات کے متعلق پوچھیں، شقیق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: ابواسحاق! آپ کو خراسان سے کوچ کرنے اور اپنے خاندان کے افراد کو چھوڑنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: مجھے زندگی گزارنا شام میں اچھا لگا، میں اپنا دین لے کر ایک بلند ٹیلے سے دوسرے ٹیلے پر گیا، ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر گیا، میں حلال تلاش کرتا تھا، جو بھی مجھے دیکھتا وہ کہتا: مسکین ہے، اور جو کوئی دیکھتا تو کہتا: قُلی ہے، پھر انھوں رحمہ اللہ نے کہا: شقیق! ہمارے نزدیک وہ شخص شریف اور معزز نہیں جو حج اور جہاد کے ذریعے معزز بنتا ہے، ہمارے نزدیک معزز وہ ہے جو اپنے پیٹ میں داخل کرتے وقت یہ جانتا ہے کہ یہ حلال ہے، پھر انھوں نے کہا: شقیق! اللہ تعالیٰ نے فقراء پر کیا انعام کیا ہے؟ وہ قیامت کے دن ان سے زکاۃ، حج، جہاد اور صلہ رحمی کے بارے میں سوال نہیں کرے گا بلکہ یہ مساکین - اغنیاء سے - سوال کریں گے، پس شقیق رحمہ اللہ اور وہ لوگ جو ان کے آس پاس تھے رونے لگے، تو شقیق رحمہ اللہ نے کہا:

قریب ہے کہ آپ جس شہر سے کوچ کر آئے ہیں وہاں بارش نہ ہو، جہاں سے آپ تشریف لے آئے لوگوں کے لیے تنگ حالی ہے وہ آپ کے آثار کے ذریعے کسی طرح بارش طلب نہیں کریں گے۔ [2]

---

[1] حلية الأولياء: 383/7.
[2] تاريخ دمشق: 294/6.

وہ رات اور دن فصل کاٹتے لیکن ایک آدمی کی اجرت حاصل کرتے تھے: خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو شام میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا: آپ کو کس چیز نے یہاں بھیجا؟ انھوں نے کہا مجھے جہاد کے لیے مجبور کیا گیا نہ سرحدوں کی پہرہ داری کے لیے، بلکہ اس لیے کہ میں حلال کی روٹی سے پیٹ بھر سکوں۔ ❶

میں نے کہا: آپ کب سے یہاں سرزمین شام میں ہیں؟ انھوں نے کہا: چوبیس سال سے، اور انھوں نے کہا: میں عرب نوجوانوں کے پاس پہنچا وہ کھیتی کاٹتے تھے اور انھوں نے اپنے لیے خیمہ لگایا تھا، انھوں نے کہا: نوجوان! آجاؤ ہمارے ساتھ کٹائی کرو، میں نے ان کے ساتھ کٹائی کی، وہ مجھے اتنی اجرت دیتے تھے جتنی وہ اپنے کٹائی کے ماہرین میں سے کسی ایک کو دیتے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا:

میں نہیں سمجھتا کہ یہ میرے لیے جائز ہو، یہ استاذ (ماہرین) ہیں جب کہ اچھی طرح کٹائی نہیں جانتا، میں انھیں چھوڑ دیتا حتی کہ جب وہ لیٹ جاتے اور سو جاتے، تو میں درانتی لیتا اور کٹائی شروع کر دیتا، میں کچھ بہترین کٹائی کرنے لگا، میں نے انھیں سنا کہ وہ آپس میں تشویش کا شکار ہو کر کہتے: کیا یہ کل کھیتی کھڑی نہیں تھی؟ اسے کس نے کاٹ دیا؟ پھر وہ ایک دوسرے سے کہتے: یہ جو ہے، ہم اسے دیکھتے ہیں کہ یہ رات کو اُٹھ کر کٹائی کرتا ہے، میں انھیں سنتا کہ وہ کہتے: یہ ہمارے لیے جائز نہیں، وہ رات اور دن کٹائی کرتا ہے جب کہ وہ اجرت صرف ایک آدمی کی لیتا ہے۔ ❷

طلب حلال میں بے وقعت کر دینے والا موقف:

ذکر کیا جاتا ہے کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ رزق حلال کے لیے سترہ سال تک لکڑیاں اُٹھاتے رہے تھے، اوزاعی رحمہ اللہ نے ایک دن انھیں بیروت میں دیکھا کہ ان کی گردن پر لکڑیوں کا گٹھا ہے، تو انھوں نے انھیں کہا:

ابواسحاق! یہ کب تک؟ تمھارے بھائی تمھیں کفایت کریں گے، انھوں نے کہا: ابوعمرو! مجھے میرے حال پر رہنے دیں، کیوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جو شخص طلب حلال میں اپنے آپ کو تھکاتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ❸

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے:

ابراہیم اور شقیق بلخی رحمہما اللہ کی مکہ میں ملاقات ہوئی، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے شقیق رحمہ اللہ سے کہا: آپ جس مقام پر

---

❶ فيض القدر، للمناوى: 356/1. ❷ حلية الأولياء: 378/7.

❸ المجالسة وجواهر العلم، لابى بكر الدينورى: 396/1.

ہیں اس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ تو شقیق رحمہ اللہ نے کہا: میں نے کسی جنگل میں سفر کیا، تو میں نے جنگل بیابان میں ایک پرندہ دیکھا جس کے دونوں پر ٹوٹے ہوئے تھے، تو میں نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اس کا رزق کہاں ہے؟ میں اس کے پاس ہی بیٹھ گیا، پس میں نے ایک پرندہ دیکھا کہ وہ اپنی چونچ میں ایک چھلکا لایا اور اسے اس پرندے کی چونچ میں رکھ دیا جس کے پر ٹوٹے ہوئے تھے، میں نے اپنے آپ سے کہا: اے نفس! جس ذات نے اس تندرست پرندے کو اس ٹوٹے ہوئے پروں والے پرندے کے لیے جنگل بیاباں پر مقرر کر رکھا وہ مجھے بھی رزق عطا کرنے پر قادر ہے خواہ میں کہیں بھی ہوں، پس میں نے کام کاج کرنا ترک کر دیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: شقیق! تم وہ تندرست پرندے کیوں نہ بنے جس نے اس علیل پرندے کو کھلایا تا کہ تم اس سے افضل ہوتے؟

کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا:

((الیدُ العُلیا خَیرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی .)) ❶

''اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

مومن کی علامت میں سے ہے کہ وہ اپنے تمام اُمور و معاملات میں اعلیٰ درجہ طلب کرے تا کہ ابرار کے مقامات پر پہنچ جائے، پس شقیق رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ کا ہاتھ تھام کر اسے بوسہ دیا اور انھیں کہا: ابو اسحاق! آپ ہمارے استاد ہیں۔ ❷

ہر مخلوق کو اس کا رزق پہنچتا ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: میں کسی کے ہاں مہمان تھا، اس نے کھانا پیش کیا، تو ایک کوا آیا اور ایک روٹی اچک کر لے گیا، میں نے تعجب کے طور پر اس کا پیچھا کیا، وہ ایک گڑھے میں اُترا، وہاں ایک مقید آدمی تھا اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے، پس اس کوے نے وہ روٹی اس کے چہرے پر ڈال دی۔ ❸

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کوے کو اس قیدی شخص کے لیے تیار کیا،

﴿ اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَ ہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ﴾ (الملك : 14)

''کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا جب کہ وہ باریک بین باخبر ہے۔''

---

❶ صحیح البخاری، صحیح مسلم : 1033.

❷ المجالسة وجواهر العلم، لابی بکر الدینوری : 41/8. ❸ تفسیر الرازی : 212/1.

خراسان کے قریب ان کی وفات کا وقت قریب آیا اور انھوں نے بڑا مال چھوڑا، تو انھوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا: ہمیں باہر لے چلو، پس وہ دونوں باہر چلے گئے، انھوں نے وضو اور ناشتے کا ارادہ کیا جب کہ وہ ساحل سمندر پر تھے، ابراہیم رحمہ اللہ نے ایک اندھا پرندہ سمندر کی ریت پر کھڑا دیکھا، تھوڑی دیر میں پانی میں حرکت پیدا ہوئی، انھوں نے ایک کیکڑا دیکھا اس کے منہ میں کھانا تھا، جب پرندے کو اس کا احساس ہوا تو اس نے اپنی چونچ کھولی، تو کیکڑے نے اس کے منہ میں کھانا ڈال دیا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ دیکھو، پھر انھوں نے کہا: تیرا بُرا ہو، یہ جو پرندہ ہے اس کے لیے سمندر میں ایک کیکڑا ہے جو اس کا رزق لاتا ہے، جب کہ ہم ہیں کہ میراث تلاش کرتے ہیں جب کہ ہم نے دنیا چھوڑ جانا ہے، ہمیں واپس لے چلو، پس وہ بیٹھ گئے اور شام میں کام کرتے رہے اور پھر باہر نہ نکلے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے اس کے متعلق حسن ظن:

غروب آفتاب کے وقت انجیر کی ایک تھیلی ان کی خدمت میں پیش کی گئی، تو انھوں نے اسے اپنے ہمسایوں اور فقہاء پر تقسیم کر دیا، ان کے بعض اصحاب نے انھیں کہا: کیا آپ ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑیں گے؟ انھوں نے کہا: کیا تم روزہ دار نہیں ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، روزہ دار ہیں، انھوں نے کہا: سبحان اللہ! کیا تمھارے لیے محبت نہیں؟ کیا تمھارے لیے امانت نہیں؟ کیا تمھیں اللہ تعالیٰ کے متعلق سوء ظن اور شام تک لمبی اُمید رکھنے سے اللہ تعالیٰ سے عقوبت کا ڈر نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر حسن ظن رکھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (النحل: 96)

''جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

ابراہیم رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں کے لیے خیر خواہی کا منبع تھے، اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جو فضل و کرم ہے اس کے متعلق انھیں یاد دہانی کرانے والے تھے، ان کے ساتھی ان سے اُنس رکھتے تھے اور وہ اپنے مسائل اور پریشانیوں میں ان سے تعاون لیتے تھے حتی کہ ان کا کلام ان پر زخموں پر مرہم کی طرح اور پیاسے پر ٹھنڈے پانی کی طرح اثر کرتا۔

---

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر: 424/6.

کسی آدمی نے ان سے اپنے کثرت عیال کا شکوہ کیا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: میرے بھائی! ''تمھارے گھر میں جس جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہیں ہے اسے میرے گھر بھیج دو۔''❶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ﴾

(العنکبوت : 60)

'' کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے، اللہ تعالیٰ انھیں رزق فراہم کرتا ہے، اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

صاحب عمل (آجر) کے ساتھ ان کا تقوی و احتیاط:

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھے کھانے کی دعوت دی، میں ان کے پاس آیا، تو وہ اس طرح بیٹھے، اپنا بایاں پاؤں اپنی سرینوں کے نیچے رکھا اور دائیں ٹانگ کھڑی کی، اور اپنی کہنی اس پر رکھی، پھر کہا: ابومحمد! تم بیٹھنے کی اس کیفیت کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی کیفیت ہے، آپ غلام کے بیٹھنے کے طرز پر بیٹھتے تھے، غلام کے کھانا کھانے کے طرز پر کھاتے تھے، بسم اللہ پڑھ کر، کھانا شروع کرو، جب ہم کھا چکے تو میں نے ان کے دوست سے کہا: آپ جب سے ان کی صحبت میں ہیں تب سے آپ کے ساتھ پیش آنے والے کسی سب سے زیادہ سخت واقعے کے متعلق مجھے بتائیں، اس نے کہا:

جی ہاں! ہم ایک دن روزہ سے تھے، جب رات کا وقت ہوا تو ہمارے پاس افطار کے لیے کوئی چیز نہ تھی، جب صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا: ابواسحاق! کیا آپ کوئی رغبت رکھتے ہیں کہ آپ الرستن (شہر کا نام) کے باب پر جائیں؟ اور ہم فصل کی کٹائی کرنے والے ان حضرات کے ساتھ اپنے آپ کو اجرت پر کام پر لگائیں؟

انھوں نے کہا: وہیں چلیں، انھوں نے بیان کیا: ہم الرستن کے دروازے پر پہنچے، تو ایک آدمی آیا اس نے ایک درہم پر مجھے کرائے پر لے لیا، میں نے کہا: میرے ساتھی، اس نے کہا: تمھارا ساتھی! مجھے تمھارے ساتھی کی کوئی ضرورت نہیں، میں اسے ضعیف سمجھتا ہوں، میں اسے کہتا رہا حتی کہ اس نے انھیں چار واثق پر مزدوری پر رکھ لیا، ہم نے اس دن کٹائی کی، میں نے اپنی مزدوری لی، بازار آیا، اپنی ضرورت کی چیزیں خریدیں، اور باقی رقم صدقہ کر دی، میں نے اس سے کھانا تیار کیا اور اسے انھیں پیش کیا، جب انھوں نے میری طرف دیکھا تو رو پڑے،

---

❶ شعب الایمان، حدیث رقم : 1325.

میں نے کہا: آپ کیوں رو پڑے؟ انھوں نے کہا: ہم نے اپنی پوری پوری اُجرت لے لی، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ہم نے تمھارے اس ساتھی کا کام پورا پورا کیا ہے یا نہیں؟ پس میں ناراض ہو گیا، انھوں نے کہا: تم ناراض کیوں ہوتے ہو؟ کیا تم مجھے ضمانت دیتے ہو کہ ہم نے اپنے ساتھی کا پورا پورا کام کیا ہے یا نہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے کھانا پکڑا اور اسے صدقہ کر دیا، پس میں جب سے ان کے ساتھ ہوں یہ وہ سب سے سخت معاملہ ہے جو میرے ساتھ پیش آیا۔ ❶

مومن اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں:

ابراہیم رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے طے کیا کہ وہ کسی اُجرت پر انگور کے باغ میں کام کریں گے، اس (آدمی) نے کہا: تم نے میرا انگور کا باغ خراب کر لیا ہے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: کون سی چیز زیادہ ہے میری اُجرت یا وہ جو میں نے تمھارا نقصان کیا ہے؟ اس نے کہا: تمھاری اُجرت نقصان سے زیادہ ہے، انھوں نے کہا: میں نے جو تمھارا نقصان کیا ہے اس کے مطابق اجرت سے چھوڑ دیتا ہوں، تو اس آدمی نے کہا: جی ٹھیک ہے، ابراہیم رحمہ اللہ واپس مڑے، تو ایک آدمی اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: یہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ہیں، وہ ان کے پاس آیا تو اس نے انھیں کہا: اپنی پوری اُجرت لے لو اور تم نے جو نقصان کیا ہے اس کے بقدر اُجرت بھی تمھارے لیے حلال ہے۔ تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: مومن اپنی شروط کا لحاظ رکھتے ہیں، اور انھوں نے کوئی بھی چیز لینے سے انکار کر دیا۔ ❷

جماعت میں کسب:

ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ میں بازار میں روزی کماتا ہوں، جب میں کام کرتا ہوں تو نماز باجماعت کا وقت فوت ہو جاتا ہے، آپ کے نزدیک کون سی چیز زیادہ پسندیدہ ہے؟ میں باجماعت نماز پڑھوں یا روزی کماؤں؟ انھوں نے کہا، حلال روزی کماؤ تم جماعت ہی میں ہو۔ ❸

رمضان میں ان کا عمل اور عبادت:

ابو یوسف الغسولی یعقوب بن المغیرہ رحمہ اللہ نے کہا:

ہم ماہ رمضان میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ کٹائی میں مصروف تھے، تو ان سے کہا گیا: ابواسحاق! کاش کہ آپ ہمیں مدینہ لے چلیں، ہم آخری عشرہ مدینہ میں روزہ رکھ لیں گے، ہوسکتا ہے کہ ہم شب قدر پالیں،

---

❶ شعب الايمان للبيهقى، رقم: 5537. ❷ المجالسة وجواهر العلم: 123/5.

❸ قوت القلوب فى معاملة المحبوب، لأبى طالب المكى: 471/2.

انھوں نے کہا: یہیں رہو، اچھے طریقے سے کام کرو، تمھیں ہر رات کے بدلے شب قدر کے برابر ثواب ملے گا۔ ❶

آپ رمضان میں اپنے ساتھیوں کو وقت عمل کی طرف بہت زیادہ رہنمائی کرتے تھے، وہ انھیں کہا کرتے تھے: دن کے وقت اپنا کام اخلاص سے کروتا کہ تم حلال کھاؤ، اور رات کو تہجد نہ پڑھو، تمھیں باجماعت نماز پڑھنے اور تہجد پڑھنے والوں کے برابر ثواب ملے گا۔ ❷

وہ اپنے ساتھیوں کو ان پر شفقت کی خاطر یہ نصیحت کیا کرتے تھے تا کہ وہ اپنے کام میں کوتاہی نہ کریں، اور وہ نہ جانتے تھے کہ ان کے جسم رات کے وقت عبادت کی مشقت کی طاقت نہیں رکھتے، پھر یہ کہ روزے کی حالت میں دن کے وقت کٹائی کا کام کرنا، اس اثنا میں کہ تم انھیں اپنے نفس پر سختی کرتے ہوئے دیکھو گے، وہ رات کو تہجد پڑھتے اور دن کے وقت روزہ رکھتے اور کام بھی کرتے تھے۔

آپ اپنے کام میں مخلص اور اپنے رزق کے مصدر اور اپنے کھانے پینے میں بہت محتاط تھے، وہ اپنے پیٹ میں اپنے کام اور ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا حلال رزق ہی داخل کرتے تھے۔ وہ جو بھی کام کرتے تھے اس میں برکت حاصل ہوتی تھی، اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اس کے صالح متقی بندوں سے محبت کی وجہ سے تھا۔

مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے رملہ میں انگور کی بیلیں دیکھیں، تو مجھے بتایا گیا: یہ وہ بیلیں ہیں جنھیں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کاشت کیا تھا، ان میں آج تک برکت معلوم ہوتی ہے۔

مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے 215ھ میں وفات پائی۔ ❸

کام اور کسب حلال کے بارے میں ان کے اقوال:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: جس نے جو مقام حاصل کیا وہ اس کو صرف اس وجہ سے حاصل ہوا کہ اس نے جان لیا کہ وہ اپنے پیٹ میں کیا داخل کر رہا ہے۔ ❹

میزان میں سب سے بھاری عمل وہ ہوگا جو ابدان پر سب سے بھاری ہوگا، جس نے پورا پورا عمل کیا اسے پورا پورا اجر دیا جائے گا، اور جس نے عمل نہ کیا وہ دنیا سے آخرت کی طرف قلیل و کثیر کے بغیر ہی کوچ کرتا ہے۔ ❺

---

❶ حلیة الاولیاء : 378/7.

❷ قوت القلوب فی معاملة المحبوب : 471/2.

❸ مختصر تاریخ دمشق، لابن منظور : 3404/1.

❹ إحیاء العلوم الدین : 437/1.

❺ الزهد الکبیر للبیهقی : 732/2.

انھوں نے اپنے کسی دوست سے کہا: کمائی کرنا نہ چھوڑنا، کیوں کہ جب تم کمائی کرو گے تو مشغول رہو گے، اور جب تم کمائی نہیں کرو گے تو ناکارہ ہو جاؤ گے۔ ❶

کمائی کرو، اگر تم نہیں کرو گے تو تم طمع و حاجت کے لیے لوگوں کے سامنے مداہنت اختیار کرو گے، تب تم حق اور اپنے اہل کی مخالفت کرو گے۔

اور انھوں نے کہا: تم جب تک لوگوں سے بے نیاز رہو گے معزز رہو گے۔ ❷

کسی شخص کے اہل خانہ پر طول کمد سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں، کمد ایسا زخم ہے جو موت کے سوا کبھی مندمل نہیں ہوتا۔ ❸

کسی حکیم (دانا شخص) نے ان سے سوال کیا آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ انھوں نے کہا: اس کا علم میرے پاس نہیں، لیکن میرے رب سے پوچھو کہ وہ کہاں سے مجھے کھلاتا ہے۔ ❹

ان کی صحبت اور اپنے اخوان کے لیے خیر خواہی

صالح صحبت:

سیّدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً)) ❺

''اچھے ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، خوشبو والا یا تو تمھیں ہدیہ دے دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، یا تم اس سے بہترین خوشبو پاؤ گے، جب کہ بھٹی دھونکنے والا یا تو تمھارے کپڑے جلا دے گا، یا تم اس سے بُری بُو پاؤ گے۔''

❶ الحث على التجارة والصناعة، لابن بكر بن الخلال: 29/1.
❷ بغية الطلب فى تاريخ حلب، لابن العديم: 418/3.
❸ المجالسة وجواهر العلم، لابى بكر الدينورى: 519/4.
❹ شرح النيل و شغار العليل، محمد بن يوسف اطفيش: 184/3.
❺ صحيح البخارى: 2101.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے، اگر تم اس کی ہم نشینی اختیار کرو گے تو تمھیں فائدہ دے گا، اگر اس سے مشورہ کرو گے تو تمھیں فائدہ دے گا، اگر تم اس کے پاس بیٹھو گے تو نفع دے گا اس کی ہر حالت ہی نفع مند ہے، اسی طرح کھجور کا درخت ہے، اس کی ہر حالت ہی نفع مند ہے۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ نے کہا: تمھارا ایک ایسا دوست کہ جب بھی وہ تم سے ملاقات کرے تو تمھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے حصے کی یاد دہانی کراتا ہے، یہ اس بھائی سے بہتر ہے کہ جب بھی تم اس سے ملو تو وہ تمھارے ہاتھ میں ایک دینار رکھ دے۔

احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابو سلیمان رحمہ اللہ نے ہمیں بتایا کہ بھائی تو وہ ہے کہ جو اپنی رؤیت (دیدار) کے ذریعے تمھیں وعظ و نصیحت کرتا ہے اس سے پہلے کہ وہ تمھیں اپنے کلام کے ذریعے سے وعظ و نصیحت کرے، میں عراق میں اپنے ایک بھائی کی طرف دیکھا کرتا تھا، تو میں اس کی رؤیت پر مہینہ بھر عمل کرتا تھا۔

ابو علی الدقاق رحمہ اللہ نے بیان کیا: جس کا دیکھنا تمھیں وعظ و نصیحت نہ کرے تو اس کے الفاظ بھی تمھیں وعظ و نصیحت نہیں کر سکتے۔

وما بقيتْ من اللذاتِ إلّا
محادثةُ الرجال ذوی العقول
وقد كُنّا نعُدُّهُم قليلاً
فقد صاروا أعَزَّ من القليل

''لذتوں میں سے صرف عقل مند حضرات کی گفتگو ہی باقی بچی ہے، ہم تو انھیں قلیل شمار کرتے تھے۔ مگر وہ تو قلیل سے بھی کم ہو گئے۔''

مشہور ہے کہ دوستوں سے ملاقات غموں کا مداوا ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ایک شخص کی دشمنی کے بدلے میں ہزار کی دوستی نہ خریدنا۔ [1]

کسی شخص نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے کہا: دونوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ یا مسلم الخواص رحمہ اللہ؟ انھوں نے کہا: ابراہیم رحمہ اللہ مجھے زیادہ پسند ہیں، کیوں کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتے ہیں اور ان سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ [2]

---

[1] البيهقی فی شعب الإيمان .
[2] حلية الأولياء : 10/8 .

دوستی کے بارے میں ابراہیم رحمہ اللہ کی شروط:

ابراہیم رحمہ اللہ اپنے اخلاق کے ذریعے لوگوں سے الفت و محبت رکھتے تھے، ان کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے، بسااوقات ان کے لیے بھنا ہوا گوشت، جوذبان (حلوے کی ایک قسم)، کھجور اور گھی سے تیار شدہ حلوہ اور بہترین کھانا تیار کرتے، کبھی وہ اور وہ جن سے یہ اُنس و محبت رکھتے تھے فارغ ہوتے تھے، وہ دو آدمیوں جتنا کام کرتے تھے، جب وہ اکیلے کھانا کھاتے تو معمولی نوعیت کا کھانا کھاتے تھے، وہ کریم النفس تھے جب کوئی انسان ان کے ساتھ بھلائی کرتا تو وہ اس کا اکرام کرنے اور اس سے بڑھ کر بھلائی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ❶

کئی بار ایسے ہوا کہ وہ اپنے کپڑے فروخت کر کے اپنے دوستوں پر خرچ کر دیتے تھے، ان کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت تھی، جب کوئی شخص ان سے دوستی کی درخواست کرتا تو وہ اس پر تین چیزوں کی شرط لگاتے تھے: یہ کہ خدمت اور اذان اس (ابراہیم رحمہ اللہ) کا حق ہوگا، اللہ تعالیٰ دنیا کی جو بھی چیزیں اسے عطا کرے گا ان سب پر تصرف کا حق انھیں حاصل ہوگا، ایک دن ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے انھیں کہا: میں اس پر قدرت نہیں رکھتا، تو انھوں نے کہا: تمھاری سچائی نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ ❷

دوسرے شخص نے انھیں کہا: ابواسحاق! میں آپ کی ہم نشینی اختیار کرنے کے لیے خراسان سے آپ کے ہاں آیا ہوں، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اس شرط پر کہ میں تمھارے مال کا تم سے زیادہ حق دار ہوں گا، اس نے کہا: نہیں، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تم نے سچ کہا ہے، تم بہترین ساتھی ہو۔ ❸

وہ اپنے آپ کا بہت زیادہ محاسبہ کرتے تھے، اسے ناگوار گزرنے والے کاموں پر آمادہ کرتے تھے، جو شخص دوستی کی شروط کا التزام کرتا تھا صرف وہی ان کی دوستی کی طاقت رکھتا تھا، وہ سب سے پہلے ان کے اموال کے بارے میں ان کا امتحان لیتے تھے کیوں کہ مال نفس کو بہت عزیز ہوتا ہے، آسانی کے ساتھ اس سے جدائی نہیں ہو سکتی۔ ایک آدمی آیا وہ آپ سے دوستی چاہتا تھا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: تمھارے پاس کیا کچھ ہے؟ اس نے درہم نکالے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے ان میں سے کچھ درہم لیے اور کہا: جاؤ اس سے کیلے خرید لاؤ، اس آدمی نے کہا: ان سب کے لیے؟! تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اپنے درہم لے اور چلتا بن، تم ہمارے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتے۔ ❹

اس سب کے باوجود ان کے بعض اصحاب ان سے ملاقات اور دوستی کا اشتیاق رکھتے تھے، اس لیے کہ وہ ان

---

❶ تاريخ دمشق : 307/6.
❷ الرسالة القشيرية، باب الصحبة : 134/1.
❸ حلية الأولياء : 28/8.
❹ حلية الأولياء : 11/8.

کی حسن صحبت، رزق کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے حال وتعلق کا مشاہدہ کر چکے تھے، یہ محمد بن عجلان رحمہ اللہ ہیں کہ انھوں نے جس وقت انھیں دیکھا تو قبلہ رخ ہو کر سجدہ ریز ہو گئے، پھر کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے سجدہ کیوں کیا ہے؟ میں نے جو آپ کا دیدار کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا۔ ❶

میں نے تو تمھیں محبّ کی نظر سے دیکھا ہے: ایک آدمی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ہم نشینی اختیار کی، جب اس نے ان سے جدا ہونا چاہا تو اس آدمی نے ان سے کہا: اگر آپ نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا ہے تو وہ مجھے بتا دیں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے تم میں کوئی عیب نہیں دیکھا، میں نے تو تمھیں محبّ کی نظر سے دیکھا ہے، میں نے تو تمھاری اچھائیاں تلاش کی ہیں، اپنے عیب کے متعلق کسی اور سے پوچھ لو۔ ❷

ان کا اپنے بھائیوں کی عیادت کرنا:

ابراہیم رحمہ اللہ اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، تو وہ سانس لینے اور افسوس کرنے لگا، انھوں نے اسے کہا: تم کس چیز پر افسوس کرتے ہو؟

اس نے کہا: میں دنیا میں باقی رہنے پر افسوس نہیں کرتا، مجھے تو اس رات پر افسوس ہے جو میں نے سو کر گزار دی، اس دن پر جس دن میں نے روزہ نہیں رکھا اور اس گھڑی پر جسے میں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہ کر گزار دیا۔ ❸

ان کا اپنے ساتھیوں پر بوجھ:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ایک چیز کے سوا اپنے ساتھیوں یا کسی اور پر کبھی بوجھ نہیں بنا، ان کے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے ان سے پوچھ لیا: ابواسحاق! وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں کٹائی کرنے والوں میں اپنے آپ کو بہتر اجرت پر دینے والا نہیں تھا، پس انھیں ضرورت ہوتی تھی کہ وہ مجھے مزدوری پر لگائیں اور میرے لیے اجرت لیں، پس میرا ان پر یہ بوجھ تھا۔ ❹

وہ فقراء سے تحائف یا مال قبول نہیں کرتے تھے:

کسی شخص نے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا: ابو اسحاق! مجھے پسند ہے کہ آپ میری طرف سے یہ جبہ/ چوغہ قبول

❶ تاریخ دمشق لابن عساكر :288/6.　❷ الرسالة القشيرية، باب الصحبة : 133/1.
❸ الزهر الفائح فى ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح : 3/1.
❹ حلية الأولياء : 381/7.

فرمائیں اور آپ اسے پہنا کریں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اگر تو تم مال دار ہو تو میں تمھاری طرف سے اسے قبول کرتا ہوں، اور اگر تم فقیر ہو تو میں اسے تمھاری طرف سے قبول نہیں کروں گا، اس نے کہا: میں مال دار ہوں، انھوں نے کہا: تمھارے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: دو ہزار، انھوں نے کہا: تمھیں یہ پسند ہے کہ تمھارے پاس چار ہزار ہو جائیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: تم تو فقیر ہو، میں انھیں قبول نہیں کروں گا۔ ❶

کسی دوسرے شخص نے ان سے کہا: میں اپنے مال کے ذریعے آپ کی غم خواری کرنا چاہتا ہوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تمھاری ملکیت میں کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: ایک لاکھ یا اس سے زائد، انھوں نے کہا: تمھیں اس کے علاوہ کی بھی طلب ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! انھوں نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، تم تو فقیر ہو، ہمیں حکم نہیں دیا گیا کہ ہم فقراء سے کچھ بھی لیں۔ ❷

ان کی اپنے اخوان (دوستوں) کے لیے غم خواری:

ابراہیم رحمہ اللہ ایک شخص کے پاس سے گزرے اس کے چہرے پر غم و حزن کے آثار تھے، ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: اے شخص! میں تجھ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں، پس مجھے جواب دو، اس آدمی نے انھیں کہا: جی ہاں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: کیا اس جہاں میں کوئی ایسا کام ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نہ چاہتا ہو؟ اس نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمھاری جتنی زندگی لکھ دی ہے کیا تمھاری اس زندگی میں سے کوئی لمحہ کم کیا جا سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے جو رزق مقدر کر دیا ہے کیا تمھارے اس رزق میں سے کوئی چیز کم کی جا سکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تو پھر یہ غم کس چیز پر ہے؟ ❸

انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو مال و متاع کی پریشانی میں مبتلا تھا اور اس کی دُکان میں آگ لگ گئی تھی، اس کی بے چینی بہت زیادہ ہو گئی حتی کہ اس کی عقل میں خرابی پیدا ہو گئی تو انھوں نے کہا: عبداللہ (اللہ تعالیٰ کے بندے)! مال تو اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس نے جب چاہا اس کے ذریعے تمھیں فائدہ پہنچایا۔ اور جب چاہا اسے تم سے لے لیا، پس اس کے امر پر صبر کر اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کر، عافیت پر اللہ تعالیٰ کے مکمل شکر میں سے ہے کہ آزمائش پر صبر کیا جائے، جس نے آگے بھیج دیا وہ پالے گا اور جو پیچھے چھوڑ جائے گا وہ نادم ہوگا۔ ❹

---

❶ تاريخ دمشق: 30/7.
❷ تاريخ دمشق لابن عساكر: 30/6.
❸ أرشيف ملتقى أهل الحديث: 109/22.
❹ حلية الأولياء: 33/8.

بُرے ہم نشین سے بہتر:

ان میں سے بعض نے کہا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ -یا ان جیسے کسی اور شخص- کو لیٹے ہوئے دیکھا جب کہ ان کے سر کے پاس ایک کتا سویا ہوا تھا، میں نے اس کتے کو کھڑا کرنے کا ارادہ کیا، تو انھوں نے کہا: اسے چھوڑ دو (سونے دو)؛ کیوں کہ وہ بُرے ہم نشین سے بہتر ہے۔ ❶

اپنے دوستوں کو نصیحت کرنا:

بھائیوں اور دوستوں کے درمیان عدم تناصح اور غصے کی حالت میں ایک دوسرے کی بات کو برداشت نہ کرنا شیطان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس میں سے داخل ہو کر وہ دو۔دوستوں کے درمیان جدائی پیدا کر دیتا ہے، حتی کہ ان دونوں کے درمیان جدائی اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا، ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے کہا: جب تم غصے میں ہو گی تو میں تمھیں راضی کروں گا، جب میں ناراض ہوں گا تو تم مجھے راضی کرو گے، اگر تم یہ نہیں کرو گی تو ہم بہت جلد جدا ہو جائیں گے۔ ❷

پھر ابراہیم رحمہ اللہ نے بقیہ رحمہ اللہ سے کہا: میرے بھائی! دوست اس طرح ہوتے ہیں، اگر وہ اس طرح نہیں ہوں گے تو پھر وہ بہت جلد جدا ہو جائیں گے۔

وہ صحبت میں رہنے والے اپنے دوستوں کے بارے میں بھرپور کوشش کرتے رہتے کہ وہ انھیں کسی بھی حوالے سے پیدا ہونے والے شبہات سے دور رکھیں۔

ہارون بن معروف رحمہ اللہ نے بیان کیا، ضمرہ رحمہ اللہ نے ہمیں بیان کیا کہ ہم صور کے مقام پر ابراہیم رحمہ اللہ کے گھر میں ان کے ساتھ تھے، وہ کھیتی کی کٹائی کرتے تھے، سلیمان ابوالیاس دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے اونی چوغہ پہن رکھا تھا، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: سلیمان! اندر آ جاؤ، جو شخص تمھارے پاس سے گزرے گا وہ سمجھے گا کہ آپ سائل ہیں تو وہ کوئی چیز آپ کو عطا کرے گا۔ ❸

عیسٰی بن حازم رحمہ اللہ نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے صحبت و دوستی اور ان کے ساتھ دوران سفر جو واقع ہوا اس کے بارے میں روایت کیا ہے، انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم، ابراہیم بن طہمان اور

---

❶ زهر الأكم في الأمثال والحكم، للسيوطي: 104/1.

❷ تاريخ دمشق لابن عساكر: 151/70. ❸ حلية الأولياء: 380/7.

سفیان ثوری رحمہ اللہ طائف کی طرف روانہ ہوئے، ان کے پاس توشہ دان تھا جس میں کھانا تھا، پس انھوں نے توشہ دان رکھا تا کہ کھانا کھائیں، ان کے قریب ہی کچھ اعرابی تھے، ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ نے انھیں آواز دی، دوستو! آؤ (کھانا کھاؤ)، تو سفیان رحمہ اللہ نے انھیں کہا: دوستو! اپنی جگہ پر رہو، پھر انھوں نے ابراہیم سے کہا: اس میں سے ہمارا پسندیدہ کھانا لو اور ان کے پاس لے جاؤ، اگر وہ شکم سیر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں سیر کیا، اگر وہ سیر نہ ہوئے تو وہ زیادہ جانتے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آئیں اور وہ ہمارا سارا کھانا کھا جائیں تو ہماری نیت بدل جائے اور ہمارا ثواب جاتا رہے۔

پھر وہ بیت المقدس پہنچے، تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد اقصی کی طرف چلے گئے، جب انھوں نے مسجد میں نماز پڑھی اور صحن میں آ گئے سفیان رحمہ اللہ الگ ہو گئے وہ صخرہ جانا چاہتے تھے، ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: ابوعبداللہ! واپس آ جاؤ، کیوں کہ تم آزمائے گئے اور ہمارے امام بن گئے، پس لوگ جو تمھیں دیکھیں گے تو وہ اسے حتمی تصور کریں گے، پس سفیان رحمہ اللہ واپس آ گئے اور انھوں نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے، پس وہ دونوں نکل آئے اور سفیان رحمہ اللہ صخرہ کی طرف نہیں گئے۔ [1]

ماہ رمضان میں بوڑھوں اور ضعفاء کی خدمت:

یزید بن خالد رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ شعبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے:

تم نے اپنے ضعفاء دوستوں کے لیے کیا تیار کیا تھا؟ جس نے جو تیاری کی ہوتی تھی وہ بتا دیتا، انھوں نے ان میں سے ایک شخص سے کہا: تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: ابواسحاق! اللہ کی قسم! میں نے تو صرف اتنی تیاری کی ہے کہ میں پورا ماہ رمضان بوڑھوں اور ضعیفوں کے لیے پانی کا انتظام کروں گا، انھوں نے کہا: تم نے جو تیاری کی ہے تم سے بہتر کسی نے تیاری نہیں کی۔ یزید رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ماہ رمضان میں غزہ کے مقام پر ابراہیم رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، اللہ کی قسم! میں نے انھیں سحری میں پانی کے علاوہ کوئی اور چیز کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ [2]

اپنے ساتھیوں کے لیے نصائح وارشادات:

ابراہیم السائح رحمہ اللہ نے بیان کیا، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھے کہا: ابواسحاق! مخفی طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تا کہ تم قیامت کے دن لوگوں کے سامنے پوشیدہ حالت میں آؤ۔ [3]

---

[1] حلية الأولياء، لأبى نعيم: 50/8. [2] الأمالى الشجرية، لإبن الشجرى: 282/1.

[3] الجوهر النقى الملتقط من زهد البيهقى: 27/1.

انھوں نے دوسرے شخص سے کہا: کسی معزز آزاد شخص کی صحبت اختیار کرنا وہ سنتا ہے، کلام نہیں کرتا۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے تم پر انعامات کیے تم اس کی نعمتوں کے وقت شکر گزار نہ تھے، اس کا حلم تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے، اپنا قبروں کی طرف جانا یاد کرو، بھائی اپنے آج کے لیے مرنے کے قریب ہونے سے پہلے پہلے عمل کر لو۔ ❷

جان لیجیے! قلیل خیر کثیر ہے جب کہ قلیل شر کثیر ہے، حمد غنیمت ہے جب کہ ذم تاوان ہے۔ ❸

کسی چیز کی فضیلت کی معرفت:

جب تم کسی چیز کی فضیلت جاننا چاہو تو اس کی متضاد چیز سے بدلو، عافیت کو آزمائش، امانت کو خیانت، صدق کو جھوٹ اور ایمان کو کفر سے اُلٹ کر کے دیکھو تو پھر تمھیں اس چیز کی فضیلت معلوم ہوگی جو تجھے دی گئی ہے، پس محتاط رہو، محتاط رہو۔ ❹

بخل:

انھوں نے اپنے دوستوں کو بخل کے انجام سے متنبہ کیا اور اس سے نفرت دلاتے ہوئے کہا:

کمینے شخص کے لیے تعجب ہے کہ وہ دنیا کے معاملے میں اپنے دوستوں سے بخل سے کام لیتا ہے، جب کہ اپنے دشمنوں سے جنت کے معاملے میں سخاوت کرتا ہے۔ ❺

بخل سے بچو، ان سے کہا گیا، بخل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: دنیا والوں کے نزدیک بخل یہ ہے کہ آدمی اپنے مال میں بخل کرتا ہو، جب کہ آخرت والوں کے نزدیک بخیل وہ شخص ہے جو اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخل کرے، سنو! بندہ جب اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے لیے سخاوت کرتا ہے تو وہ اس کے دل کو ہدایت اور تقویٰ عطا کر دیتا ہے، اور اسے سکینت ووقار، راجح علم اور کامل عقل عطا فرماتا ہے۔ ❻

اپنے دوستوں کے لیے ان کی بعض مواعظ:

ابن بشار رحمہ اللہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی اپنے دوستوں کے لیے نصیحتیں ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے تم پر احسان کیا ہے، اس نے تمھیں بدنصیبی سے سعادت کی طرف، سختی سے

---

❶ الرسالة القشيرية : 100/1 .
❷ حلية الأولياء : 30/8 .
❸ حلية الأولياء : 35/8 .
❹ فيض القدير للمناوى : 404/3 .
❺ مواعظ الإمام ابراهيم بن ادهم ، محمد عامر ياسين .
❻ صفة الصفوة ، لابن الجوزى : 334/4 .

نرمی کی طرف، تاریکیوں سے ضیاء کی طرف نکالا ہے، تم نے اپنے اوپر ہونے والی نعمتوں کو ناشکری کے ذریعے خراب کر لیا، خطاؤں کے ذریعے حلاوت ایمان کو ختم کر لیا، گناہوں کے ذریعے ایمان کی کڑیوں کو کمزور کر لیا، عصیان کے ذریعے اطاعت کو منہدم کر دیا، تم آفات کی گھات کی جگہوں کے پاس سے گزرتے ہو، مہلک پلوں کے اوپر سے گزرتے ہو، تم لغزشوں کی ڈاٹوں پر عمارت بناتے ہو، شبہات کے محاصن پر قلعے تعمیر کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کے معاملے میں دھوکے میں مبتلا ہو، اسی کی مخالفت کرتے ہو، اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتے ہو، انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔ ❶

اور انھوں نے بیان کیا: اللہ تعالیٰ نے جن اُمور سے تمھیں متنبہ کیا اور ڈرایا تم نے ان میں اس کی مخالفت کی، اس نے جن اُمور سے تمھیں منع کیا اور جن کا حکم دیا ان میں تم نے ان کی نافرمانی کی، اس نے جن اُمور میں تم سے وعدہ کیا اور بشارت دی ان میں تم نے اس کی تکذیب کی، اس نے تم پر جو انعامات کیے ان میں تم نے اس کی ناشکری کی، تم جو کاشت کرتے ہو وہی کاٹو گے، جو پودے لگاتے ہو انھی کا پھل چنو گے، جو کرتے ہو اس کا پورا پورا صلہ پاؤ گے، جو عمل کرتے ہو اس کی جزا پاؤ گے، جان لو اگر تم عقل مند ہو، تم اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ ان ارواح اور ضعیف ابدان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بچو، بچو اور محنت کوشش کرو، اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو، اللہ کی قسم! اس نے پردہ پوشی کی اور مہلت دی، اس نے سخاوت کی اور بہترین سخاوت کی گویا کہ اس نے اپنے کرم سے اپنی مخلوق کو بخش دیا۔

یاد کرو جو تم اس کی طرف جا رہے ہو اور ایسے یاد کرو جس طرح اسے یاد کرنے کا حق ہے، تمھاری جتنی عمر گزر چکی ہے اس بارے میں غور و فکر کرو کیا تمھیں اس پر اعتماد اور اُمید ہے کہ تم اپنے رب کے عذاب سے نجات پا جاؤ گے، اگر تمھاری یہی حالت ہے تو پھر تم نے اہتمام کے ساتھ اپنے دل کو طریق نجات پر مشغول رکھا اور ایسے لوگوں کے طریق سے دور رکھا جو غافل ہیں، بے خوف اور مطمئن ہیں، جنھوں نے اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگایا، انھیں ہلاکت کے راستوں میں مبتلا کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عنقریب جان لیں گے، عنقریب افسوس کریں گے اور عنقریب نادم ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾ (الشعراء : 227)

''وہ ظالم لوگ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔'' ❷

❶ حلیة الأولیاء ، لأبی نعیم : 20/8. ❷ حلیة الأولیاء : 35/8.

ان کا اپنے دوستوں کی خدمت کرنا:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ......)) ❶

’’جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کر دے گا، جو کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔‘‘

ابراہیم رحمہ اللہ اپنے دوستوں کی خدمت میں اس قدر منہمک تھے کہ کوئی شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔

دروازے کی جگہ کھڑے رہنا:

ابراہیم رحمہ اللہ سفر پر روانہ ہوئے تین افراد بھی ان کے ساتھ تھے، وہ کسی صحراء میں ایک مسجد میں داخل ہوئے، سردی بہت زیادہ تھی، جب کہ مسجد کا دروازہ نہیں تھا، جب وہ حضرات سو گئے تو ابراہیم رحمہ اللہ اُٹھے اور صبح تک دروازے پر کھڑے رہے، ان سے پوچھا گیا: آپ نہیں سوئے؟ انھوں نے کہا: مجھے ڈر تھا کہ کہیں تمھیں سردی نہ لگ جائے، لہٰذا میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ ❷

رات کے وقت پہرہ دینا:

احمد بن فضیل رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں ابراہیم رحمہ اللہ کے ساتھ ایک موٹی دیوار پر چڑھا، وہ دیوار پر دو کناروں پر اس طرح سوار ہوئے جس طرح آدمی اپنی سواری پر سوار رہوتا ہے، پھر انھوں نے مجھے کہا: سو جاؤ، میں سو گیا، لیکن مجھے نیند نہ آئی، پھر میں قریب ہوتا گیا تا کہ میں سن سکوں کہ اس میں کیا چیز ہے، تو میں نے صرف ان کے پیٹ کی آواز ہی سنی، وہ اس طرح گڑ گڑا رہے تھے جیسے شہد کی مکھی

❶ صحیح مسلم، رقم: 7028.
❷ التبصرة، لابن الجوزی: 302/2.

کی بھنبھناہٹ ہو، وہ شب جمعہ کو پہرہ نہیں دیتے تھے، میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ شب جمعہ کو پہرہ نہیں دیتے؟ انھوں نے کہا: لوگ شب جمعہ کی فضیلت کی ترغیب رکھتے ہیں وہ اپنی حفاظت خود کرتے ہیں، جب وہ اپنی حفاظت خود کرتے ہیں تو ہم سو جاتے ہیں، اور جب وہ سوتے ہیں تو ہم ان کا پہرہ دیتے اور حفاظت کرتے ہیں۔ ❶

اپنے کام اور دوستوں کی خدمت میں انہماک:

علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں، ابو اسحاق فزاری، ابراہیم بن ادہم اور مخلد بن حسین رحمہم اللہ دوست تھے، ہم سیحان کے کنارے اپنے جانور چراتے تھے، ہمارے تھیلے اور ہمارا اسلحہ ہمارے ساتھ تھا، ابراہیم رحمہ اللہ ہمارے خادم تھے، جب وہ موجود ہوتے تو ان کی ہیبت کی وجہ سے ایسے ہوتا جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں، اور جب وہ ہمارے پاس نہ ہوتے تو ہم بے تکلف ہو جاتے تھے، ہم میں سے کوئی بھی یہ جرأت نہیں کرتا تھا کہ وہ خدمت کرے، جب وہ آٹا پیستے تھے تو ایک ٹانگ سمیٹ لیتے تھے جبکہ ایک کو دراز کر لیتے تھے، پس وہ ایک مُد (تقریباً نصف کلو) پیستے، پھر اس کو سمیٹ لیٹے اور دوسرے کو دراز کر لیتے تھے اور پھر دوسرا مُد پیستے تھے، جب وہ وضوء کرنے کا ارادہ کرتے اپنے کپڑوں کے ساتھ جھکتے، انھیں اپنے سر پر لپیٹ لیتے، پھر سیحان میں تیرتے ہوئے اسے عبور کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر پہنچ جاتے، وضوء کرتے اور اپنا کام کرتے، پھر متوجہ ہوتے جب کہ ان کے کپڑے ان کے سر پر لپٹے ہوئے تھے، پھر آتے۔ ❷

ان کے ایک ساتھی نے بیان کیا، بسا اوقات ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ دن کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک بیٹھے صنوبر (چلغوزے) توڑتے تو ہمیں کھلاتے تھے، ابراہیم رحمہ اللہ اور ان کے ایک ساتھی دونوں چکی پیستے تھے، وہ لکڑی، جس کے ساتھ ان کے ساتھی پیستے تھے، اس میں ایک گرہ (گھنڈی) تھی، انھوں نے اپنا ہاتھ لکڑی پر گرہ والی جگہ پر رکھا اور صاف لکڑی اپنے ساتھی کے لیے چھوڑ دی اور جس وقت پیسا تو اپنی ٹانگیں دراز کیں اور انھیں نہ سمیٹا حتی کہ پسائی کے عمل سے فارغ ہو گئے۔ ❸

جب وہ عشاء کی نماز پڑھتے تو گھر کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارتے: کون آٹا پسوانا چاہتا ہے؟ عورت اور بوڑھا آدمی زنبیل نکالتے، ابراہیم رحمہ اللہ چکی اپنے پاؤں کے درمیان رکھ لیتے، اور کسی اجرت کے بغیر سونے سے پہلے اسے پیس دیتے تھے، پھر اپنے دوستوں کے پاس آتے تھے۔ ❹

---

❶ حلية الأولياء: 372/7.
❷ تاريخ دمشق: 314/6.
❸ حلية الأولياء: 358/7.
❹ حلية الأولياء: 372/7.

ایک خراسانی سے ان کی دوستی:

ابراہیم رحمہ اللہ دیماس میں تھے، وہ ایک دن بازار تشریف لے گئے، بازار کے صحن میں ایک غیر شادی شدہ ابو سلیمان خراسانی تھا، انھوں نے اسے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: بیت المقدس، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: ابو سلیمان! اللہ کی قسم! میں بھی بیت المقدس جانا چاہتا ہوں، اس نے کہا: ابواسحاق! ہم نشینی چاہیے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ابوسلیمان ان کے ساتھ ان کے گھر کی طرف گئے، انھوں نے ایک صراحی نکالی اس میں روٹی کے ٹکڑے تھے، اور اس کا منہ بند تھا، انھوں نے اسے اپنے توبرے (تھیلے) میں رکھا، اور صراحی واپس رکھ دی، دروازہ بند کر دیا، اور کہا: ہمارے ساتھ چلو، پس ہم چلے گئے حتی کہ جب وہ بازار کے بیرون کے قریب پہنچے تو ابراہیم نے کہا: ابو سلیمان! میں چاہتا ہوں کہ میں پچھنے لگوالوں، ابراہیم رحمہ اللہ اکیلے نے پچھنے لگوائے، جب پچھنے لگانے والا فارغ ہوا تو ابراہیم رحمہ اللہ نے ابوسلیمان سے کہا: تمھارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: تمھارے پاس کیا ہے؟ انھوں نے ایک تھیلی نکالی اس میں اٹھارہ درہم تھے، انھوں نے کہا: یہ اس پچھنے لگانے والے کو دے دو، میں نے کہا: ابواسحاق! یہ سارے کے سارے اس پچھنے لگانے والے کو دے دوں؟ انھوں نے کہا: ہاں، جیسے میں کہہ رہا ہوں یہ سب اس کے حوالے کر دو۔ ابراہیم رحمہ اللہ کسی چیز کو واپس نہیں لیتے تھے، پس میں نے وہ درہم اس کے حوالے کر دیے، اور ہم باہر نکل آئے، جب ہم ایک میل یا دو میل کا سفر طے کر چکے، میں نے کہا: ابواسحاق! وہ جو درہم تھے وہ تو ہم نے اس لیے ساتھ رکھے تھے کہ ہم بیت المقدس سے کوئی چیزیں خریدیں گے جو ہم بچوں اور عیال کے لیے لے کر جائیں گے، آپ نے تو کہہ دیا کہ یہ سب کے سب پچھنے لگانے والے کو دے دو، وہ ہم نے اسے دے دیے، میں تو آپ سے ڈر گیا تھا، اللہ کی قسم! ان کے سوا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں، وہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا، میں نے دوبارہ وہی بات دہرائی اور درہموں کا ذکر کیا، لیکن وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

راستے کی ایک جانب ایک بستی نظر آئی، انھوں نے کہا: ابواسحاق! میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اس بستی میں رات بسر کر لیں، انھوں نے کہا: اس بات نے مجھے خوش کر دیا، ہم اس طرف مائل ہو گئے، ہم اس بستی میں پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا، مؤذن بیٹھا ہوا تھا اور وہ اذان دینا چاہتا تھا، پس ہم نے سلام کیا اور مسجد میں داخل ہو گئے، ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: تم کون ہو؟ مقامی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! انھوں نے کہا: اس بستی میں کہیں کٹائی کا کام ہو تو ہمیں بتاؤ ہم کٹائی کریں گے؟ اس نے کہا: لوگ کٹائی کر چکے ہیں، اس الشیخ نے کہا: بستی والے تو

کٹائی مکمل کر چکے ہیں، البتہ میں یہاں ایک نصرانی شخص کے دو بڑے کھیت جانتا ہوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: جب نماز پڑھ چکو تو ہمیں اس کے پاس لے چلو، ہم دونوں بزرگ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کٹائی کرنے والے ہیں اور بہترین کام کرتے ہیں، پس جب اس الشیخ نے نماز مغرب پڑھائی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھ لی، تو ابراہیم اس الشیخ کے پاس آئے تو کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا فرمائے ہمیں اس نصرانی کے پاس لے چلو اور ہمارے بارے اس سے بات کرو، اس نے کہا: چلو، پس ہم اس کے ساتھ چلے حتیٰ کہ اس نے اس نصرانی کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر آیا تو اس الشیخ نے اسے کہا: یہ دو اجنبی بزرگ ہیں، یہ بہترین کٹائی کرتے ہیں، میں نے ان دونوں سے تمھارے دونوں کھیتوں کی بات کی ہے، جب کہ بستی والوں نے تو ان دونوں کے بارے میں تم سے انکار کر دیا ہے، مجھے ان دونوں بزرگوں سے اُمید ہے کہ یہ دونوں ں تیری پسند کے مطابق کٹائی کر دیں گے، انھیں اپنے کھیت دکھاؤ اور انھیں کام پر لگا لو، اس نے کہا: جیسے آپ چاہیں، پس وہ نصرانی چل پڑا اور ہم بھی اس کے ساتھ چل پڑے، اس الشیخ نے اپنے گھر یا مسجد کی طرف جانا چاہا تو ابراہیم نے انھیں کہا: مجھے تو آپ سے یہی پسند ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں آپ کو یقیناً اجر ملے گا: پس وہ ہمارے ساتھ آئے، نصرانی داخل ہوا اور اس نے انھیں وہ دونوں کھیت دکھا دیے - چاندنی رات تھی - ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: ہم نے دیکھ لیا ہے، ہم ان شاء اللہ آپ کی خاطر اس کا کام بہترین انداز میں کریں گے، تمھیں جو پسند ہو وہ دے دینا، اس نے کہا: مانگو، انھوں نے کہا: ہم کچھ نہیں مانگیں گے، تم جو چاہو بس اپنے آپ کو دیکھ لو، تم جو بھی دینا چاہو وہ اس مؤذن بزرگ کو دے دینا وہ انھی کے ہاتھوں پر ہوگا، اگر تم ہمارا کام دیکھو اور تمھیں پسند آئے تو اسے کہنا کہ وہ ہمیں ہمارا حق دے دے، اور اگر پسند نہ آئے تو پھر تمھیں اختیار ہے، اور تمھارا حق تمھارے لیے، نصرانی نے کہا: میں تمھیں ایک دینار دوں گا، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: ہم راضی ہیں، اس الشیخ کو دے دینا، ہم ان شاء اللہ رات کے وقت تمھارا کام شروع کر دیں گے، پس وہ نصرانی ایک دینار لے کر آیا اور وہ اس الشیخ کے حوالے کر دیا، جب کہ ہم اس الشیخ کے ساتھ مسجد واپس آ گئے، جب ہم نماز عشاء پڑھ چکے تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اس الشیخ سے کہا: ہم تو بھول چکے کہ ہمارے پاس تو درانتیاں نہیں ہیں، آپ نصرانی کے پاس کسی کو بھیجیں کہ وہ ہمیں دو درانتیاں دے دے، الشیخ نے کہا: میرے پاس ہیں، میں تمھیں دے دوں گا، الشیخ نے اپنے گھر پیغام بھیجا اور دو بہترین درانتیاں آ گئیں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں کھیت کی طرف روانہ کرو، پس ہم چل پڑے اور کھیت میں داخل ہو گئے، اس میں پانی تھا، ابراہیم رحمہ اللہ نے اس کھیت میں چار رکعتیں پڑھیں، پھر کہا: ابوسلیمان ! ہم سے بُرا کیا ہوگا کہ دو مسلمان شخص

نصرانی کا کام کرتے ہوئے رات گزار دیں، اور ہم اس جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز نہ پڑھیں، میں نہیں سمجھتا کہ یہاں کسی نے کبھی نماز پڑھی ہو، دیکھو تمھیں کون سا کام پسند ہے ابوسلیمان! تم اس جگہ نماز پڑھو اور میں جا کر کٹائی کرتا ہوں، یا تم جا کر کٹائی کرو اور میں یہاں جو مقدر ہے نماز پڑھتا ہوں، انھوں نے کہا: ان کی بات مجھے پسند آئی، میں نے کہا: میں یہاں ٹھہرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں، آپ جائیں اور کٹائی کریں، پس انھوں نے اپنا کپڑا سمیٹا اور اسے وسط میں باندھ لیا، درانتی پکڑ کر چلے گئے، میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، پھر میں سر رکھ کر سو گیا، پھر رات کے آخری حصے میں ابراہیم میرے پاس آئے تو مجھے کہا: ابوسلیمان! میں سمجھتا ہوں کہ تم سوئے ہوئے ہو، اُٹھو صبح ہو گئی، فجر طلوع ہونے والی ہے، میں نے نصرانی کا کام کر دیا ہے، میں نے کہا: آپ دونوں کھیتوں سے فارغ ہو گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی ہے، پس ہم نے وضوء کیا، اور تھوڑی دیر بیٹھے حتی کہ جب صبح ہوئی تو ہم آئے اور الشیخ کے ساتھ نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابراہیم رحمہ اللہ اس الشیخ کے پاس گئے اور انھیں سلام کیا، پھر کہا: ہم نصرانی کے کام سے فارغ ہو چکے ہیں، ہم نے اس کے کھیت کی مکمل کٹائی کر دی ہے، اور جس طرح کام ہونا چاہیے تھا ویسے ہی کر دیا ہے، الشیخ تو سوچ میں پڑ گئے اور پھر اپنا سر اُٹھا کر بولے، جناب میرا خیال ہے کہ آپ نے نصرانی کو، اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو ہلاک کر ڈالا، وہ تو ایسا کام تھا جس سے پانچ دنوں اور پانچ راتوں میں فارغ ہونا تھا، جب کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک ہی رات میں فارغ ہو گئے ہیں، یہ کیا معاملہ ہے؟ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: سبحان اللہ! یہ کوئی جھوٹ نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے اس نصرانی تک ہمارے ساتھ چلیں حتی کہ وہ اپنے کھیتوں میں جائے، اگر وہ دیکھے کہ کام بہترین ہوا ہے تو پھر آپ پر واجب ہے کہ آپ ہمیں ہمارا حق دے دیں، اگر وہاں خرابی ہو تو پھر ہم اپنا حق چھوڑ دیں گے، اور اگر تاوان بنتا ہوا تو وہ بھی دیں گے، پس اس الشیخ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نام سے چلو، پس ہم نصرانی کے پاس گئے، تو اس الشیخ نے اسے کہا: یہ بزرگ دعوی کرتے ہیں کہ وہ تمھارے سارے سارے کام سے فارغ ہو گئے ہیں اور انھوں نے بہترین انداز میں کٹائی کی ہے اور جس طرح چاہیے تھا ویسے ہی کام کیا ہے، نصرانی تو اس الشیخ کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا، تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور وہ اس سے ناگواری کا اظہار کرنے لگا، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اے نصرانی! ایسے نہ کرو، تم ہمارے ساتھ چلو ملامت وغیرہ کرنے میں جلدی نہ کر، اگر تم نے دیکھ لیا (کہ کام ہو گیا ہے تو ٹھیک) ورنہ تمھیں اختیار ہے، ابراہیم رحمہ اللہ کی بات نے اس کے غصے اور حسرت میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بیٹھ گیا، اس نے کہا: تم نے مجھے

اور میرے عیال کو ہلاک کر دیا، اس بستی کا ایک آدمی گزرا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: پس اس آدمی کو اپنی طرف سے ایک درہم پر اجرت پر رکھتا ہوں حتی کہ وہ کھیت میں جائے، میں اسے کاشت کار سمجھتا ہوں، اگر یہ کٹائی میں کوئی کمی کوتاہی دیکھے تو آ کر تجھے بتائے، اگر وہاں بہتری دیکھے تو آ کر تجھے بتائے، ورنہ سارے ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم دیکھ لیں، اس الشیخ نے کہا: میرا خیال ہے کہ تم نے انصاف ہی کیا ہوگا، ہمارے ساتھ چلو، اس نے نصرانی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اُٹھایا، ہم سب آئے، پہلے کھیت میں داخل ہوئے، اس کو بہترین کٹائی ہو چکی تھی، اور بہترین طریقے سے باندھ کر ڈھیر لگا دیا گیا تھا، پھر ہم دوسری جانب سے کھیت میں داخل ہوئے وہ بھی اسی طرح تھا، وہ الشیخ اور نصرانی خوش ہو گئے، اور نصرانی نے الشیخ سے کہا: ان دونوں کو دینار دے دو، اور میں انھیں ایک دینار مزید دیتا ہوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: کیا تمھیں کوئی چیز ناپسند ہے؟ اس نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: تم نے جو زیادہ کا ذکر کیا ہے تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، دینار دو، اس نے وہ دینار ابراہیم رحمہ اللہ کے حوالے کیا، ابوسلیمان نے کہا: ابراہیم رحمہ اللہ نے مجھے کہا: ابوسلیمان! یہ دینار لے لو، اور میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ بیت المقدس تک نہیں جا سکتے، یا تو میں عسقلان واپس چلا جاتا ہوں اور تم بیت المقدس چلے جاؤ، یا پھر میں جاتا ہوں اور تم عسقلان واپس چلے جاؤ، انھوں نے کہ: میں رو پڑا اور کہا: ابواسحاق! مجھے آپ کی مصاحبت چاہیے، انھوں نے کہا: نہیں، تم نے بار بار درہموں کا ذکر کیا، یہ دینار پکڑو، اور اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے، انھوں نے کہا: میں نے دینار لیا اور عسقلان واپس آ گیا، جبکہ وہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ [1]

ان کی اپنے دوستوں کو وصیت:

یونس بن سلیمان ابومحمد بلخی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے عبدالملک کے نام ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا خط پڑھا وہ اس میں بیان کرتے ہیں: اما بعد، میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، تمھارا خط میرے پاس پہنچا- اللہ تعالیٰ تمھیں ملائے- ہمارے درمیان ہونے والے معاملات کو یاد رکھو، پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے حق کا خیال رکھا اس کا نصیب زیادہ ہو جاتا ہے، لوگ اس سے محفوظ ہو جاتے ہیں، جس نے اس کا حصہ ترک کر دیا اور اس کے حق کی حفاظت نہ کی تو لوگ اس سے اذیت پاتے ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، قوت و توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پھر یہ کہ قوم بھی تو تمھارے جیسے لوگ ہیں، وہ ناراض ہوتے ہیں اور راضی ہوتے ہیں، پس جو ان کا خیال رکھے گا وہ اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اسی سے مطمئن ہوتے ہیں، اس

[1] حلية الأولياء: 378/7.

سے لیتے ہیں اور اسی کے ذریعے دیتے ہیں، ان کی بہترین تعریف کرو، ان کے آثار و افعال کی اقتدا کرو، حتی کہ تم ان کی ملت پر ہو، تم ان کے مقامات کی تمنا کرتے ہو، پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہم سایوں کے بعد ہمیں باقی رکھا، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا باقی رکھنا شر کے لیے ہو، کیوں کہ اس کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا، ان اعمال کا اعتبار ہوگا جو زندگی کے خاتمہ کے وقت ہوں گے۔

جو اس سے ڈرتا ہے وہ من پسند کام نہیں کرتا، اپنی خواہش کے مطابق کلام نہیں کرتا، دین دار شخص کو چاہیے کہ وہ فعل میں جو اُمید رکھتا ہے کلام میں بھی وہی اُمید رکھے، اور فعل میں جس چیز سے ڈرتا ہے اسی بارے میں کلام سے ڈرے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اگر تمھیں استطاعت ہو کہ تمھارے پاس کوئی ایسا نہ ہو کہ جسے تو اللہ تعالیٰ پر ترجیح دیتا ہو تو غضب و رضا میں اس کا دھیان کر کیوں کہ وہی پوشیدہ اور مخفی چیزیں جانتا ہے، وہ بخش دیتا ہے اور سزا دیتا ہے، صرف وہی جائے پناہ ہے، اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم ایسی چیزوں سے باز رہو جو تمھارے متعلق نہیں، اور یہ کہ تم اپنا خیال رکھو، کیوں کہ ہمارے لیے کوئی اور کوشش نہیں کرے گا۔

لوگوں نے تو غضب و رضا میں دنیا کو طلب کیا ہے، وہ اس سے اپنی ضروریات کو پا نہیں سکے، جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو لوگ اس سے راحت و آرام میں ہوتے ہیں، اس کی بے وقعتی سے دھوکہ نہیں کھایا جا سکتا، اور وہ غلبے کی صورت میں ان سے جھگڑا نہیں کرتا، وہ اپنی ذات میں مشغول رہتا ہے، لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور راست روی اختیار کرو، جو لوگ جا چکے ہیں وہ اپنے اعمال کی طرف بھیج دیے گئے ہیں، وہ عزت و شہرت اور ناموری کے صلہ کی طرف نہیں گئے، اللہ تعالیٰ صرف عدل ہی پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس مقصد کے لیے تخلیق فرمایا ہے اس پر ہماری اور تمھاری مدد فرمائے، اور جو باقی عمر رہ گئی ہے اس میں ہمارے اور تمھارے لیے برکت فرمائے، اور مزید جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

تم نے جو بے بسی کا ذکر کیا ہے تو اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو، اگر تو عافیت کا معاملہ پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اگر کوئی آزمائش ہو تو اسے سلامتی کے برابر قرار نہ دو، کیوں کہ جس نے اپنا کوئی امر ترک کیا جو کہ ترک نہیں کرنا چاہیے تھا تو وہ تم میں سے جزع کا زیادہ حق دار ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ لوگ دوسرے لوگوں کے حقوق نہیں مار سکتے، اللہ تعالیٰ ہر حق دار کو اس کا حق عطا کرنے والا ہے، لوگ اپنے حق میں کوشش کرتے ہیں یا اپنے خلاف، جزا کل (قیامت کے دن) ملے گی، اگر استطاعت

ہوتو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تمھارے ذمے کسی کا حق باقی نہ ہو، اور تمھاری جو حق تلفی ہوئی ہے تو تمھیں غلبے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی، جو یہ جانتا ہے کہ اُمور اسی طرح ہیں تو اسے چاہیے کہ وہ ان کو اہمیت دے اور جو اس کے ذمے ہے اسے ادا کرے، کیوں کہ آنے والا کل بہت سخت اور زیادہ تکلیف دہ ہے، ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، اور جو ہم سائے باقی بچے ہیں انھیں سلام کہنا بہت وقت بیت گیا ہے۔ ❶

اپنے کسی دوست کو نصیحت کرتے ہوئے خط لکھا:

اما بعد، اللہ تعالیٰ کے تقوی کو لازم پکڑو وہ اللہ تعالیٰ کہ جس کی معصیت جائز نہیں، اس کے علاوہ کسی سے اُمید نہیں کی جاسکتی، اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، کیوں کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرجاتا ہے وہ قوی ہوجاتا ہے اور سیر و سیراب ہوجاتا ہے، اس کی عقل وفہم دنیا سے بالاتر ہوجاتی ہے، وہ دنیا والوں کے ہاں منظورنظر ہوجاتا ہے، اس کا دل آخرت کا نظارہ کرتا ہے، اس کی آنکھیں جو حب دنیا کا نظارہ کرتی ہیں وہ ان سے دل کی آنکھ کو بند کر لیتا ہے، وہ اس کے حرام سے نفرت کرتا ہے، اس کی شہوات سے کنارہ کش رہتا ہے، اس کے خالص حلال سے بھی اتنا ہی لیتا ہے جس کے بغیر گزارا نہ ہو اور جس کے ذریعے وہ اپنی کمر مضبوط کرسکے، یا اتنا سا موٹا کپڑا لیتا ہے جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے، وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اُمید ورجاء رکھتا ہے، وہ مخلوق کی ہر چیز سے اپنی اُمید کی وابستگی ختم کر لیتا ہے، وہ خوش حالی اور بدحالی ہر حال میں اپنی اُمید خالق کائنات سے وابستہ رکھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے بدن کو لاغر کر لیتا ہے، اس کی آنکھیں دھنس جاتی ہیں، ہڈیاں نظر آنے لگتی ہیں اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی عقل وفہم اور اس کے دل کی قوت میں اضافہ کر دیتا ہے، اور اس کے لیے آخرت میں جو ذخیرہ کر دیا جاتا ہے تو وہ بہت زیادہ ہے۔

میرے بھائی! دنیا سے کنارہ کش ہوجا، کیوں کہ دنیا کی محبت بہرا اور اندھا کر دیتی ہے اور ذات انسانی بے وقعت ہوجاتی ہے، یوں نہ کہنا کل یا اس کے بعد کے روز (نیک کام کروں گا)، اُمیدوں کے محل بنانے والے ہلاک ہوگئے حتی کہ موت نے انھیں اچانک آدبوچا جب کہ وہ غافل و بے خبر تھے، پس وہ اپنے اصرار پر ہی تنگ و تاریک قبروں میں مشکل کر دیے گئے، اس کے اہل خانہ اور اولاد نے انھیں سپرد کر دیا، پس قلب منیب اور عزم صمیم کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کا ہوجا، والسلام۔ ❷

❶ حلیة الاولیاء: 15/8.
❷ حلیة الأولیاء: 19/8.

عمرو بن منہال مقدسی رحمہ اللہ نے رملہ سے انھیں خط لکھا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں جسے میں آپ سے یاد کر لوں۔ انھوں نے انھیں خط لکھا: اما بعد، دنیا پرحزن طویل ہے، موت انسان کے قریب ہے، نفس کے لیے اس میں سے ہر وقت نصیب ہے، آزمائش کے لیے اس کے جسم میں ایک دبیب (رینگنے والا کپڑا) ہے، گزرگاہ کے گھر میں عمل کرنے میں جلدی کر اس سے پہلے کہ تم جائے قرار کی طرف کوچ کر جاؤ۔) ❶

انھوں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کے نام خط لکھا: جس نے اپنے مطلوب کی معرفت حاصل کر لی تو جو وہ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لیے بے وقعت ہوجاتا ہے، جو اپنی نظر کو آزاد چھوڑ دیتا ہے اس کے افسوس کی مدت دراز ہوجاتی ہے، جو اپنی اُمید کو بے لگام کر دیتا ہے تو اس کا عمل بُرا ہوجاتا ہے اور جو اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا وہ اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔ ❷

ان کا اخوت و دوستی کے بارے میں کلام:

میں بیس سال سے ایسے دوست کی تلاش میں ہوں کہ جب وہ غصے میں ہو تو وہ صرف حق بات کہے لیکن مجھے ایسا کوئی ملا نہیں۔ ❸

اپنے بھائی کے لیے ستر دروازوں سے عذر تلاش کرو، اگر اس کے لیے عذر نہ پاؤ تو تم اسے عذر پیش کردو۔ ❹

کسی معزز آزاد شخص کو دوست بناؤ وہ سنتا ہے کلام نہیں کرتا۔

معزز آزاد شخص دنیا سے نکل جاتا ہے اس سے پہلے اسے اس سے نکالا جائے۔ ❺

آخری دور میں تین چیزیں سب سے زیادہ مشکل و نایاب ہوں گی: کسی بھائی سے اُنس رکھا جائے، حلال طریقے سے درہم کمانا اور طاقت ور شخص کے سامنے حق بات کرنا۔ ❻

اپنے بھائی سے اس کے روزے کے متعلق نہ پوچھو، اگر اس نے کہا: میں روزے سے ہوں تو اس سے بھی وہ خوش ہوگا، اگر اس نے کہہ دیا میرا روزہ نہیں ہے تو وہ غمگین ہوگا، یہ دونوں ریا کی علامتیں ہیں، اس میں مسئول کے لیے رسوائی اور سائل کا اس کی مخفی چیزوں پر مطلع ہونا ہے۔ ❼

❶ حلية الأولياء : 18/8 .
❷ شعب الايمان : 1601/4 .
❸ نثر الدر ، لأبی سعد الآبی : 122/4 .
❹ ربيع الأبرار للزمخشری : 115/1 .
❺ الرسالة القيشرية : 100/1 .
❻ تهذيب الكمال ، للحافظ المزی : 35/2 .
❼ الاخلاص لمن اراد الخلاص : 16/1 .

ان کا حلم وتواضع

حلم وتواضع:

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: حلم سے مراد عقل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے: وہ غصے کے وقت اطمینان ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے نوجوان طالب علم سے فرمایا: بھتیجے! علم سے پہلے حلم سیکھو۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: بندہ رائے ومشورہ کی منتہی کو نہیں پہنچ سکتا حتی کہ اس کا حلم اس کی جہالت پر اور اس کا صبر اس کی شہوت پر غالب نہ آجائے، وہ اس مقام تک قوت علم ہی کے ذریعے پہنچ سکتا ہے۔

تم پر لازم ہے کہ حلم و برداشت کو اختیار کرو حتی کہ فرصت وموقع تم پر غالب آجائے، جب وہ تم پر غالب آجائے، تو پھر درگزر کرنا تم پر لازم ہے، کیوں کہ وہ تم سے اُمور ومعاملات کو دشواریاں دور کر دے گا اور قابل احتراز چیزوں کی ہلاکتوں سے بچائے گا۔

انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے اس میں سے بہترین چیز حلم ہے، میرے پاس جو کچھ ہے میں نے غصے کے گھونٹ کو سب سے لذیذ پایا ہے اور وہ نادانی جسے میں حلم کے ذریعے ختم کرتا ہوں یہ مجھے بہت لذیذ ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بیان کیا: کہ علم اور حلم نیز عفو درگزر اور قدرت کے اقتران و ملاپ سے بہتر کوئی اقتران نہیں۔ ❶

قریش کے ایک شخص سے کہا گیا - وہ ان کے دانا لوگوں میں سے تھے - چچا جان! ہمیں تعلیم دیں (سکھائیں) تو انھوں نے انھیں کہا: بھتیجو! حلم جو ہے وہ بے وقعت ہونا ہے، پس اس پر صبر کرو۔

وقار اور حلم علم کی زینت ہے، عالم جس قدر تواضع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر رفعت میں زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ .)) ❷

''جو اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے وہ اسے رفعت عطا کرتا ہے، اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پستی میں دھکیل دیتا ہے۔''

---

❶ المنتقى من بطون الكتب لمحمد المحمد : 104/2 .

❷ مسند احمد : 11724 .

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے بیان کیا: اللہ تعالیٰ متواضع عالم کو پسند فرماتا ہے، متکبر عالم کو ناپسند فرماتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو وہ اسے حکمت ودانائی عطا فرماتا ہے۔

کسی عارف (معرفت رکھنے والے) نے کہا ہے: جیسے جیسے تم اپنے نفس کو زمین کے ساتھ پست کرتے چلے جاؤ گے ویسے ویسے تمھارا دل آسمان کی طرح بلند ہوتا چلا جائے گا۔ ❶

حلم اور غضب:

ابراہیم رحمہ اللہ نے ایک ایسے شخص سے، جسے دوسرے آدمی پر غصہ آیا تو اس نے اس سے قبیح الفاظ سے کلام کیا، کہا: اے شخص! اللہ سے ڈر جاؤ، تم خاموشی، حلم اور غصہ پی جانا اختیار کرو، پس وہ آدمی رک گیا، پھر انھوں نے اسے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ احنف بن قیس رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم قیس بن عاصم رحمہ اللہ کے پاس آتے جاتے تھے، ہم حلم سیکھتے تھے جس طرح ہم علم حاصل کرنے کے لیے علماء کے پاس آتے جاتے تھے، تو اس آدمی نے انھیں کہا: میں آئندہ ایسے نہیں کروں گا۔ ❷

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: تین قسم کے لوگوں کی تین مواقع پر معرفت حاصل ہوتی ہے، حلم وبردبار شخص غصے کے وقت، شجاع کی میدان کارزار میں اور تمھارے دوست کی جب تمھیں اس سے کام ہو۔ ❸

جب بچے انھیں کنکریاں مار رہے تھے:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں کسی ساحل پر تھا، وہ مجھ سے خدمت لیتے تھے اور اپنے کام کاج کے لیے مجھے بھیجتے تھے، بسا اوقات بچے میرے پیچھے لگ جاتے حتی کہ وہ میری پنڈلیوں پر کنکریاں مارتے تھے، اور اس اثنا میں میرے کچھ دوست آ گئے، انھوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا اور میرا اکرام کیا، جب انھوں نے ان کا میری عزت کرنا دیکھا تو انھوں نے بھی میری عزت کی، اگر وہ مجھے اس وقت دیکھتے جب کہ بچے مجھے کنکریاں مار رہے تھے تو یہ میرے دل میں اس سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا جب کہ انھوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا تھا۔ ❹

سر کو مارو جب تک اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ انگوروں کے باغ کی حفاظت کرتے تھے تو ایک فوجی میرے پاس سے گزرا

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: 417/48.
❷ شعب الایمان للبیهقی، رقم: 8272.
❸ حلیة الاولیاء: 389/7.
❹ حلیة الاولیاء: 371/7.

تو اس نے کہا: مجھے انگور دو، انھوں نے کہا: اس کے مالک نے مجھے اس کا اختیار نہیں دیا، وہ تو انھیں کوڑے سے مارنے لگا، انھوں نے اپنا سر جھکا دیا اور کہا: سر کو مارو جب تک اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے، پس اس نے فوجی کو تھکا دیا اور وہ چلا گیا۔ ❶

ابراہیم رحمہ اللہ کو تین مواقع پر خوشی ہوئی:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: مجھے اپنے اسلام میں صرف تین مواقع پر خوشی ہوئی ہے: میں ایک کشتی میں تھا اس میں ایک ہنسانے والا مسلمان شخص تھا، وہ کہتا ہے: ہم بلادِ تُرک میں علج کو بالوں سے اس طرح پکڑتے تھے، وہ میرے سر کے بال پکڑ کر مجھے ہلاتا ہے، مجھے اس سے خوشی ہوئی، کیوں کہ اس کشتی میں اس کی نگاہوں میں مجھ سے زیادہ حقیر شخص کوئی اور نہ تھا۔ میں مسجد میں بیمار پڑا تھا میرا پیٹ خراب تھا، مؤذن مسجد میں آیا تو اس نے کہا باہر نکلو، مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی، اس نے مجھے ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹ باہر کیا۔ میں شام میں تھا، مجھ پر پوستین لگا کپڑا تھا، میں نے اسے دیکھا تو میں اس کے بالوں اور جوؤں میں تمیز نہ کر سکا تو مجھے خوشی ہوئی۔ ❷

ماموں کے قاتل کو معاف کر دیا:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے اپنے ماموں کے قاتل کو مکہ میں دیکھا - اس نے انھیں حالت سجدہ میں قتل کیا تھا - میرے دل میں اس کے خلاف خیال آیا، تو میں اپنے دل کو دوسرے خیالات میں لگا تا رہا حتی کہ اس نے جواب دیا، پس جب میں اسے ملا تو میں نے اسے سلام کیا، اس کے لیے تحائف کی ایک ٹرے خریدی اور اسے تحفہ میں دی۔ اس نے میرے دل سے دشمنی نکال دی۔ ❸

حلم، تواضع اور حسن اخلاق کے بارے میں ان کا کلام:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: تکبر سے بچو، اعمال پر اترانے سے بچو، اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھو۔ اپنے سے اوپر والے شخص کی طرف نہ دیکھو، جو اپنے آپ کو بے وقعت سمجھتا ہے تو اس کا مولا اسے رفعت عطا کرتا ہے، جو اس کی خاطر عاجزی اختیار کرتا ہے تو وہ اسے عزت وغلبہ عطا کرتا ہے، جو اس سے ڈرتا ہے تو وہ اسے بچا لیتا ہے، جو اس کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اسے نجات دیتا ہے، جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتا ہے، جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کفایت کرتا ہے، جو اس سے

❶ الرسالة القشيرية : 43/1.   ❷ إحياء علوم الدين ، الغزالى : 464/2.

❸ حلية الاولياء : 14/8.

مانگتا ہے وہ اسے عطا کرتا ہے، جو اسے قرض دیتا ہے تو وہ اس کی ادائیگی کرتا ہے، جو اس کا شکر بجالاتا ہے تو وہ اسے جزا دیتا ہے، پس بندے کو چاہیے کہ وہ اپنا وزن کرے اس سے پہلے کہ اس کا وزن کیا جائے، اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ اس کا محاسبہ کیا جائے، اللہ بلند و برتر کے حضور پیش ہونے کے لیے زینت اختیار کرے اور تیاری کرے۔ ❶

جو شخص اپنے ظالم کے لیے دعا کرتا ہے تو شیطان اس کے سائے سے ڈرتا ہے، جو شخص اپنے ساتھ بُرا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو اس کی وجہ سے زمین قائم ہے، جو شخص عزت دار ہو اور وہ تواضع اختیار کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو جان لیا۔ ❷

آدمی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جسے وہ اپنے مال سے حاصل نہیں کر سکتا، کیوں کہ مال پر تو زکاۃ ہے، صلہ رحمی ہے اور دیگر اشیاء واجب ہیں، جب کہ اس کے اخلاق پر تو کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔ ❸

آدمی کو اپنے مقام و مرتبے سے زیادہ اپنے آپ کو بلند کرنا چاہیے نہ اپنے درجے سے نیچے گرانا چاہیے۔ ❹

دم (ہر چیز کا پچھلا حصہ) بن جا، سر نہ بن، کیوں کہ سر کچلا جاتا ہے جب کہ دم بچ جاتی ہے۔ ❺

ان کا ورع وتقویٰ:

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ ، وَ بَیْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ ، لَا یَعْلَمُهَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَی الشُّبْهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِعِرْضِهٖ وَدِیْنِهٖ ، وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ ، کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی ، یُوْشِكُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْهِ ، أَلَا وَ إِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی ، أَلَا وَ إِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ ، أَلَا وَ إِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ ، أَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ)) ❻

❶ حلیة الاولیاء : 40/8 . ❷ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر : 309/6 .
❸ فیض القدیر ، لعبدالرؤف المناوی : 702/2 . ❹ تاریخ دمشق لابن عساکر : 309/6 .
❺ الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ، للخطیب البغدادی : 209/2 .
❻ صحیح البخاری ، باب فضل من استبرأ لدینه .

''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان مشتبہ اُمور ہیں، انھیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، جو مشتبہ امور سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور دین کو بچالیا، جو مشتبہ اُمور میں واقع ہو گیا وہ حرام میں واقع ہو گیا، اس چرواہے کی طرح جو ممنوعہ چراگاہ کے آس پاس مویشی چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ اس (ممنوعہ چراگاہ) میں چرنے لگیں، سنو! ہر بادشاہ کی ایک خاص چراگاہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی مخصوص چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، سنو، جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب اس میں بگاڑ ہو تو سارا جسم بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے، سنو وہ (ٹکڑا) دل ہے۔''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس اندیشے کے پیش نظر کہ ہم حرام کے دروازے میں نہ چلے جائیں ہم حلال کے ستر دروازے چھوڑ دیتے تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم دس میں سے نو حصے حلال حرام میں واقع ہونے کے اندیشے کے پیش نظر چھوڑ دیتے تھے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ورع و زہد والے کل اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے، حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک لڑکے سے پوچھا تو اسے کہا: دین کی اصل اور اس کا جوہر کیا ہے؟ اس نے کہا: ورع وتقوی، انھوں نے کہا: اس کی آفت کیا ہے؟ اس نے کہا: طمع، پس یہ اس سے خوش ہوئے۔ [1]

حسن بصری رحمہ اللہ نے بیان کیا، ذرہ برابر ورع ہزار مثقال صوم وصلوۃ سے بہتر ہے۔

ابوسلیمان الدارانی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ورع زہد کی ابتدا ہے جیسا کہ قناعت رضا کی ابتدا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے بیان کیا، جو شخص ورع کے دقیق معاملات نہیں دیکھتا وہ عطاء کے جلیل حصے تک نہیں پہنچ سکتا۔

ورع، حرام میں وقوع کے خوف سے مشتبہ اُمور سے بچنے کا نام ہے، اور وہ زیادہ قابل اعتماد چیز کو اخذ کرنا ہے، نفس کو زیادہ مشکل چیز کو برداشت کرنے پر آمادہ کرنا ہے، جس چیز میں کوئی مضائقہ اور حرج نہ ہو اسے حرج والی چیز کے اندیشے کے پیش چھوڑ دینا ورع ہے، ہر شبہ سے خروج اور ہر لحظہ نفس کا محاسبہ کرنے کا نام ورع ہے۔ [2]

---

[1] مدارج السالكين، لابن القيم : 22/2.

[2] مدارج السالكين، لإبن القيم : 22/2.

میٹھا انار:

ابراہیم رحمہ اللہ سرزمین شام میں ایک باغ میں محافظ تھے اس میں کئی انواع کے پھل تھے، ایک دن باغ کا مالک اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تو اس نے کہا: کوئی میٹھا سا انار لے کر آؤ، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے ترش و شیریں کا کوئی علم نہیں، اس نے کہا: سبحان اللہ! آپ ایک ماہ سے اس باغ میں ہیں اور آپ کو ترش و شیریں کی کوئی پہچان ہی نہیں؟! انھوں نے کہا: نہیں؟ انھوں نے کہا: تو مجھے اس کی حفاظت کرنے کے لیے ملازم رکھا ہے۔ ❶

جانے کے لیے سواری کرائے پر لی ہے واپسی کے لیے نہیں:

ابراہیم رحمہ اللہ نے عمان جانے کے لیے کرائے پر سواری لی، اس اثنا میں کے وہ سفر کر رہے تھے کہ ان کا کوڑا گر گیا، وہ سواری سے اُترے اسے باندھا دور پیدل چل کر گئے، کوڑا اُٹھایا اور واپس آئے، ان سے کہا گیا: کاش آپ سواری کا رخ موڑ لیتے، انھوں نے کہا: میں نے تو اسے صرف جانے کے لیے کرائے پر لیا تھا، واپس جانے کے لیے کرائے پر نہیں لیا تھا۔ ❷

مساکین کی ان کے معاش پر مزاحمت:

ابراہیم رحمہ اللہ مساکین کے ساتھ زمین سے غلہ اُٹھایا کرتے تھے، انھوں نے ایک بالی دیکھی تو مساکین کے ساتھ اس کی طرف لپکے اور ان سے پہلے پہنچ گئے، انھوں نے اس بارے میں انھیں کہا: تو ان کے پاس جو تھا اسے پھینک دیا اور کہا: میں دنیا داروں کے ساتھ ان کی دنیا پر نہیں ٹکرایا، میں مساکین سے ان کے معاش پر ٹکراؤں گا؟! تو اس کے بعد وہ صرف چوپایوں کے ساتھ زمین سے غلہ اُٹھایا کرتے تھے۔ ❸

ظالموں کو راہ نہ بتلانے میں ان کا ورع وتقوی:

ہارون رحمہ اللہ -ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے دوست- نے بیان کیا: ہم ابراہیم رحمہ اللہ کے ساتھ غزہ میں فصل کی کٹائی کرتے تھے، انھوں نے کہا: ہارون! ہم اس جگہ سے دور چلے جائیں، میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ افریقہ کی طرف ایک قافلہ روانہ کیا گیا ہے، میں نے کہا: اس قافلے کی روانگی آپ کو کیا نقصان ہے؟ انھوں نے کہا: وہ جس راستے سے آ رہے ہیں وہ ہمارے قریب ہے، اور ہم اس سے بچ نہیں سکتے کہ ان میں سے کوئی ہمارے پاس آئے اور کہے: ہم فلاں فلاں مقام تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں، تو ہم اس کی راہنمائی کریں

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: 316/6. ❷ بریقة محمودیة، مرقع الاسلام: 235/6.

❸ الورع لابن ابی الدنیا: 205/1.

گے، کیا اس میں ہمارے لیے خیر نہیں کہ ہم دور چلے جائیں، ہم انھیں دیکھیں نہ وہ ہمیں دیکھیں۔ ❶

علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا: مصر کی طرف جانے والا ایک لشکر گزرا۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں دیکھا جب کہ وہ پانی پلا رہے تھے، انھوں نے ڈول کاٹ دیا اور اسے کنویں میں پھینک دیا تھا کہ وہ انھیں پانی نہ پلائیں، وہ ان کے سر پر مارتے تھے اور ان سے راستہ پوچھتے تھے وہ مصنوعی گونگا بن گئے تا کہ ان کی راہنمائی نہ کریں، علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا: یہ وہ ورع ہے جس کی میں اور آپ استطاعت نہیں رکھتے۔ ❷

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ امر و معاملہ بعض صالحین سے بھی بار بار ہوا ہے اور یہ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس معاملے کا نقصان دیگر لوگوں کے لیے ظلم و زیادتی کا باعث بنتا ہے، یہ عثمان بن زایدہ الرازی رحمہ اللہ ہیں ایک فوجی ان سے راستہ پوچھتا ہے تو وہ خاموش رہتے ہیں اور وہ اس اندیشے کے پیش نظر کہ وہ ظلم کی راہ اختیار کرے گا، اور اسے راستہ بتانے کی وجہ سے وہ اس کے معاون بن جائیں گے۔ ❸

ورع کے بارے میں ان کے اقوال:

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: ترک شبہ اور غیر متعلق چیز کو ترک کرنا ورع ہے اور وہ ترک فضلات (غیر متعلق بات میں عدم مداخلت) ہے۔ ❹

قلت حرص و طمع کا نتیجہ صدق و ورع ہے جب کہ کثرت حرص و طمع غم و جزع کا نتیجہ ہے۔ ❺

ان سے پوچھا گیا کہ کس چیز سے ورع مکمل ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: اپنے دل میں ساری مخلوق کے لیے برابری کے جذبات رکھنا، اپنے گناہوں کی وجہ سے ان کے عیوب سے صرف نظر کرنا، رب جلیل کی خاطر قلب ذلیل لفظ جمیل کا التزام کرنا، اپنے گناہوں کے بارے میں غور و فکر کرو، اپنے رب کے حضور توبہ کرو، تمھارے دل میں ورع ثابت ہو جائے گا اور صرف اپنے رب سے طمع و اُمید رکھو۔ ❻

ورع کے بارے میں لوگوں کی چار اقسام ہیں: ان میں سے وہ جس نے قلیل و کثیر سے احتیاط کی، ایک وہ جس نے قلیل سے احتیاط کی، جب اس نے کثیر پر نظر دوڑائی تو اس نے اس سے احتیاط نہیں کی، ان میں سے وہ جس نے کثیر سے تو احتیاط کی لیکن وہ قلیل کے ذریعے اپنے ورع و احتیاط کو خراب کر لیتا ہے، اور ان میں سے

❶ حلية الأولياء: 379/7.
❷ حلية الاولياء: 379/7.
❸ الثقات، لابن حبان: 195/7.
❹ الرسالة القشيرية، باب الورع: 53/1.
❺ الزهد الكبير للبيهقى، ج:1، رقم: 106.
❻ الزهد الكبير للبيهقى، رقم: 846.

ایک وہ ہے جو قلیل سے احتیاط وورع اختیار کرتا ہے نہ کثیر سے۔ [1]

اپنے دوستوں کی غیبت کرنے والے کے متعلق ان کا موقف

غیبت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ؗ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ﴾ (الحجرات : 12)

''ایمان دارو! بہت سارے گمان سے اجتناب کرو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہیں، ٹوہ لگاؤ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یقیناً تم اسے ناپسند کرتے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! غیبت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

''تمھارا اپنے بھائی کا اس چیز سے ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔''

عرض کیا گیا: یہ بتائیں کہ میں جو کہہ رہا ہوں اگر وہ چیز میرے بھائی میں ہو تو پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَ كَانَ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) [2]

''اگر تو وہ چیز اس میں ہے جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی۔ اور اگر وہ چیز جو تم بیان کر رہے ہو اس میں نہیں ہے تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا۔''

بہتان : غیبت کی بدترین صورت ہے، اور وہ کسی شخص پر ایسی چیز کا الزام لگانا ہے جس کا اس نے ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔

غیبت: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان کرنا۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے بیان کیا: غیبت نیکیوں کے لیے مہلک کڑک دار بجلی ہے، غیبت کرنے والا اس شخص کی

[1] تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی : 6/199. [2] صحیح مسلم، حدیث : 6758.

طرح ہے جو منجنیق نصب کرتا ہے اور اس کے ذریعے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب ہر سمت سے اپنی نیکیوں پر سنگ باری کرتا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا: اگر میں کسی کی غیبت کرنے والا ہوتا تو میں اپنے والدین کی غیبت کرتا کیوں کہ وہ میری نیکیوں کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا گیا: فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے، انھوں نے تازہ کھجوروں کا ایک ٹرے اس کی طرف بھیجا اور کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں مجھے ہدیہ کی ہیں، تو میں نے ارادہ کیا میں ان کا تمھیں پورا پورا بدلہ دوں۔ [1]

مجھے تعجب ہے کہ ہم پر کس طرح بارش ہوتی ہے:

بشر بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا: ایک آدمی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا، اس نے ان کے پاس ایک آدمی کی غیبت کی، تو انھوں نے کہا: ایسے نہ کرو اور اسے منع کیا، اس نے دوبارہ کی، تو انھوں نے اسے کہا: چلا جا، اور اسے آواز دی، پھر کہا: مجھے تعجب ہے کہ ہم پر کس طرح بارش ہوتی ہے۔ [2]

انھیں یہ ناپسند تھا کہ کوئی شخص ان کی یا ان کے دوستوں کی غیبت کرے:

عیسیٰ بن حازم رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم ایک گھر میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ تھے اور ان کے دوست بھی ان کے ساتھ تھے، انھیں ایک تربوز پیش کیا گیا، اسے کھانے گئے اور آپس میں مذاق کرنے لگے، کسی آدمی نے دوروازے پر دستک دی، تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: کوئی بھی حرکت نہ کرے، انھوں نے کہا: ابواسحاق! آپ ہمیں ریا کی تعلیم دیتے ہیں؟! ہم پوشیدہ طور پر کوئی کام کریں اور اسے علانیہ نہ کریں! انھوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ؛ میں ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میرے بارے میں اور تمھارے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ [3]

میں ایسی دعوت میں شرکت نہیں کروں گا جس میں کسی مومن کی غیبت کی جائے:

ایک مرتبہ انھیں کھانے کی دعوت دی گئی، جب وہ ان کے ہاں آئے تو انھوں نے کہا:

فلاں شخص نہیں آیا، تو ان میں سے کسی شخص نے کہا: فلاں شخص سست ہے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: یہ صرف میری وجہ سے کہا گیا ہے، اللہ کی قسم! میں ایسی دعوت میں شرکت نہیں کروں گا جس میں مومن کی غیبت کی جائے، پس وہیں سے واپس آ گئے اور تین دن کھانا نہ کھایا۔ [4]

---

[1] الرسالة القشيرية : 73/1 .
[2] حلية الاولياء : 30/8 .
[3] حلية الاولياء : 9/8 .
[4] شرح النبيل وشفاء العليل ، محمد بن يوسف اطفيش : 98/3 .

تم نے روٹی سے پہلے گوشت سے آغاز کیا:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کچھ لوگوں کی اپنے ہاں ضیافت کی، جب وہ دسترخوان پر بیٹھ گئے تو وہ (غیر موجود) آدمیوں کی باتیں کرنے لگے، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے انھیں کہا: ہم سے جو پہلے لوگ تھے وہ گوشت سے پہلے روٹی کھاتے تھے، جب کہ تم نے روٹی سے پہلے گوشت سے آغاز کیا ہے۔ ❶

معروف پر ان کی سخاوت اور بدلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاعْطُوْهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيْبُوْهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْنَهُ فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ.)) ❷

''جو اللہ تعالیٰ کے نام پر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو، جو اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرے اسے عطا کر دو، جو تمھیں دعوت دے تو اسے قبول کرو، جو تمھارے ساتھ نیکی/احسان کرے تو اسے پورا پورا بدلہ دو، اگر تم اسے پورا پورا بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ تم سمجھو کہ تم نے اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا ہے۔''

ابراہیم رحمہ اللہ لوگوں کے درمیان اس طرح رہتے تھے کہ ان کی دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور انھیں ان کی آخرت کی یاد دلاتے تھے، وہ اپنے فقر کے باوجود تمام لوگوں سے زیادہ تونگر تھے، وہ لوگوں کی چیزوں کی طرف نظر اشتیاق سے نہیں دیکھتے تھے، بلکہ وہ تو اس طرح عطا کرتے تھے جسے فقر کا اندیشہ نہ ہو اور اپنے رب پر پورا اعتماد ہو، جب دینے کے لیے ان کی جیب میں کچھ نہ ہوتا یا وہ چیز اس کے لیے کافی نہ ہوتی تو وہ اپنے لباس یا سامان میں سے کوئی چیز اسے دے دیتے، یا جس چیز کی اسے ضرورت ہوتی اور وہ اسے اس کے ضرورت مند کو دے دیتے یا اسے جس نے انھیں عطیہ دیا ہوتا، اس بارے میں ان کے بہت سے کردار ہیں۔

مضاء بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو اپنے ساتھیوں پر صوم و صلوۃ کی وجہ سے فوقیت حاصل

❶ شرح النيل وشفاء العليل، محمد بن يوسف اطفيش: 85/33.

❷ سنن ابوداود: 1674.

نہیں تھی بلکہ صدق وسخاوت کی وجہ سے فضیلت حاصل تھی۔ ❶

ان کے اہل خانہ کی طرف سے بھیجے گئے اموال میں ان کی سخاوت:

اس اثنا میں کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کھیت کی کٹائی کر رہے تھے کہ دو آدمی وہاں آ کھڑے ہوئے ان کے پاس سامان اور قیمتی چیزیں تھیں اور ان دونوں کے پاس نفقہ تھا، دونوں نے انھیں سلام کیا اور کہا: آپ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! ان دونوں نے کہا: ہم دونوں آپ کے والد کے غلام ہیں اور ہمارے پاس مال ومتاع بھی ہے، انھوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو، اگر تم دونوں سچے ہو تو تم دونوں آزاد ہو اور جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ تمھارا ہوا، اور مجھے میرے کام سے غافل نہ کرو۔ ❷

ان کا یہ معمول تھا کہ جب ان کی خدمت میں اموال اور عطیے پیش کیے جاتے تو وہ انھیں صدقہ کر دیتے تھے اور انھیں ان کے مستحقین کے حوالے کر دیتے تھے۔

علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا، ہم مصیصہ میں جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بھی ہم میں موجود تھے، تو خراسان سے ایک آدمی آیا، اس نے کہا: تم میں سے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کون ہیں؟ حاضرین نے کہا: یہ ہیں، یا انھوں نے کہا: میں ہوں، اس نے کہا: آپ کے بھائیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جب انھوں نے اپنے ساتھیوں کا ذکر سنا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دور ہٹایا، تو کہا: کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا: میں آپ کا غلام ہوں، میرے ساتھ ایک گھوڑا، خچر اور دس ہزار درہم ہیں جو تمھارے بھائیوں نے تمھارے لیے بھیجے ہیں، انھوں نے کہا: اگر تم سچے ہو تو تم آزاد ہو، اور جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ بھی تمھارا ہوا، چلے جاؤ اور کسی کو بتانا نہیں۔ ❸

انھوں نے اسے آزاد کر دیا اور وہ جو مال ان کے لیے لے کر آیا تھا وہ اسے عطا کر دیا اور دنیا کے مال ومتاع سے الگ ہو گئے۔

ابویعمر غسانی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ایک آدمی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھتا ہوا ہمارے پاس آیا، تو ہم نے اسے بتایا کہ ہم انھیں جانتے ہیں نہ ہمیں ان کی جگہ، ٹھکانے کا علم ہے، اس نے کہا: ٹھیک ہے، میں ان کے درست احوال کی خبر رکھتا ہوں یہاں تک وہ عسقلان شہر میں داخل ہو گئے، تو لوگوں میں سے کسی آدمی نے کہا:

---

❶ حلیة الاولیاء: 391/7. ❷ حلیة الاولیاء: 383/7.
❸ حلیة الاولیاء: 383/7.

وہ میرے پاس باغ کا محافظ ہے، مجھے اس کا معاملہ عجیب لگا، اس کی ظاہری کیفیت اس طرح اسی طرح کی تھی میں باغ والوں کی ایک جماعت ساتھ روانہ ہوا، میں نے اسے کہا کہ ایک میٹھا سا انار میرے پاس لاؤ، وہ ایک ترش انار میرے پاس لایا، تو میں نے اسے کہا: تم اسی باغ سے کھاتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے متاع سے نہیں کھاتا انھوں نے تو مجھے اس کی حفاظت کے لیے اجرت پر رکھا ہے، اس آدمی نے کہا: اس لائق ہے کہ وہی میرے ساتھ ہوں۔

پس ہم سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے حتی کہ ہم باغ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، ان کے ساتھی نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا، وہ ہمارے پاس تشریف لائے، دیکھا تو وہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ہی تھے، اس آدمی نے انھیں سلام کیا، انھوں نے کہا: کیا کام ہے؟ اس نے کہا: میرے فلاں آقا وفات پا گئے ہیں اور انھوں نے ترکہ میں کچھ چھوڑا ہے وہ میں آپ کے پاس لے کر آیا ہوں، ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنی چادر پھیلائی اور اسے کہا: لاؤ، اس نے اس میں تیس ہزار درہم ڈال دیے، انھوں نے اس آدمی سے کہا: اس کے تین حصے کر دو، اس نے کر دیے، تو انھوں نے ہمیں کہا: دس ہزار درہم لے لو اور انھیں عسقلان کے ضعیف اور مسکین افراد پر تقسیم کر دو، دس ہزار درہم سے باغ کی دیواریں مرمت کر دو میں نے انھیں خراب حالت میں دیکھا ہے، اور اس قاصد سے کہا: تم جو مشقت اُٹھا کر بلخ سے آئے ہو تو دس ہزار درہم تم لے لو، انھوں نے خود ان درہموں کو ہاتھ تک نہیں لگایا، اپنی چادر اُٹھائی اور اسے گردن پر رکھا، اور عسقلان سے چلے گئے، پھر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ وہاں آئے ہوں۔ [1]

اس طرح ہو جا:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے کہا: میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ طرابلس گیا اور میرے پاس دو روٹیاں تھیں، اس کے سوا ہم دونوں کے پاس اور کوئی چیز نہیں تھی، اتنے میں ایک سائل نے سوال کیا، تو انھوں نے مجھے کہا: جو کچھ تمھارے پاس ہے اسے دے دو، میں نے تھوڑی دیر توقف کیا، تو انھوں نے کہا: تمھیں کیا ہے؟ اسے دے دو، پس میں نے اسے دے دیں جب کہ مجھے ان کے فعل سے بڑا تعجب ہوا، انھوں نے کہا: ابن بشار! تم کل جس سے ملو گے اس سے پہلے کبھی کسی سے نہیں ملے ہو گے، جان لیجیے! جو تم آگے بھیجو گے اسی سے ملو گے اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے نہیں ملو گے، پس اپنی ذات کے لیے تیار کر لو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ تیرے رب کا حکم کب اچانک تمھارے پاس آ جائے، انھوں نے کہا: ان کے کلام نے تو مجھے رُلا دیا، اور دنیا مجھ پر بے وقعت کر

[1] حديث ابى الفضل الزهرى : 451/1.

دی، جب انھوں نے مجھے روتے دیکھا تو کہا: پس اس طرح ہو جا۔ ❶

وہ سب سے زیادہ سخی تھے:

سہل بن ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ایک دفعہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا شریک سفر تھا، انھوں نے اپنا سارا نفقہ مجھ پر خرچ کر دیا، پھر میں بیمار ہو گیا، پس مجھے کسی چیز کی زبردست چاہت وخواہش ہوئی، وہ گئے، اپنا گدھا پکڑا اور اسے بیچ دیا، میری وہ پسند کی چیز خریدی اور اسے لے آئے، جب میں صحت یاب ہوا تو میں نے کہا: ابراہیم! گدھا کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے اسے فروخت کر دیا ہے! میں نے کہا: میرے بھائی! ہم کس پر سواری کریں گے؟ انھوں نے کہا: میرے بھائی! میری گردن پر! پس انھوں نے تین منازل مجھے اپنی گردن پر اُٹھایا، انھوں نے بیان کیا: امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: ان فقراء میں سے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے افضل کوئی نہیں، کیوں کہ وہ سب سے زیادہ سخی ہیں۔ ❷

ایک ضرورت مند خاتون کو عطا کرنا جو کہ حالت زچگی میں تھی:

ابراہیم رحمہ اللہ قیساریہ کے پاس سے گزرے، انھوں نے انگوروں سے جلدی میں ایک دینار لیا، انھوں نے ایک عورت کے چیخنے کی آواز سنی، تو انھوں نے کہا: اسے کیا ہے؟ انھوں نے بتایا: حالت زچگی میں ہے، انھوں نے کہا: عورت کے لیے کیا کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: اس کے لیے آٹا، زیتون کا تیل، گوشت اور شہد خریدا جا رہا ہے، انھوں نے اپنا دینار الگ کیا، زنبیل خریدی، اسے آٹے، زیتون کے تیل، گھی، شہد اور گوشت سے بھرا، اور اسے اپنی گردن پر اُٹھا کر اس کے دروازے تک لے گئے، اور انھوں نے کہا: لو، پس انھوں نے وہ سارا مال انھیں دے دیا، پھر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ اہل قیساریہ میں سے سب سے زیادہ ضرورت مند اور سب سے زیادہ عبادت گزار گھرانہ ہے۔ ❸

اے اللہ! اس دن ابراہیم کو نہ بھول جانا:

شقیق بن ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: اس اثنا میں کہ ایک دن ہم ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ایک کاری گر شخص ان کے پاس سے گزرا، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: کیا یہ فلاں شخص نہیں ہے؟ بتایا گیا: جی ہاں، انھوں نے ایک آدمی سے کہا: اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو: ابراہیم تجھے کہہ رہے ہیں کہ تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا:

❶ الزهد الكبير للبيهقي، رقم: 589. ❷ الرسالة القشيرية: 43/1.
❸ حلية الاولياء: 382.

اللہ کی قسم! میری اہلیہ نے بچے کو جنم دیا ہے جب کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں، میں تو دیوانے کی طرح نکلا ہوں، پس میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس واپس آیا اور انھیں بتایا، انھوں نے کہا: انا للہ، ہم اپنے ساتھی سے کس طرح غافل رہے حتی کہ وہ اس مسئلے میں مبتلا ہو گیا؟

انھوں نے کہا: اے فلاں شخص! اس باغ کے مالک کے پاس جاؤ، اس سے دو دینار اُدھار لاؤ، پھر بازار جاؤ اور ایک دینار سے اس کی ضروریات خریدو، اور دوسرا دینار اسے دے آؤ، پس میں بازار گیا، میں نے تو ایک دینار سے ہر چیز خرید لی اور بوجھل ہو گیا پھر میں اس کی طرف گیا، دروازہ کھٹکھٹایا، اس کی بیوی نے کہا: یہ کون ہے؟

میں نے کہا: میں ہوں؟ فلاں سے ملنا ہے، اس نے کہا: وہ یہاں نہیں ہے، میں نے کہا: دروازہ کھولو اور تم ایک جانب ہو جاؤ، میں نے خود دروازہ کھولا، اونٹ پر جو کچھ تھا وہ اندر لے گیا اور اسے گھر کے صحن میں اتار دیا، اور ایک دینار اس عورت کے حوالے کر دیا، اس نے کہا: یہ کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا: انہیں کہنا: یہ تمھارے بھائی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے دیا ہے، اس نے کہا: اے اللہ! آج ابراہیم کو نہ بھول جانا۔ ❶

اس آدمی نے بیان کیا: میں ابراہیم کے پاس آیا تو میں نے انھیں پورا پورا واقعہ سنایا، اس خاتون کی دعا اور گفتگو بیان کی، تو ابراہیم رحمہ اللہ اس قدر خوش ہوئے کہ پہلے اس قدر کبھی خوش نہ ہوئے تھے، جب دن کے آخری پہر وہ آدمی آیا اور اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا، اس نے گھر کے صحن کو دیکھا جو کہ روٹی اور کھانے سے بھرا ہوا تھا اور اس خاتون نے وہ دینار بھی اس کے حوالے کر دیا، اس نے عورت سے کہا: یہ کس نے دیا ہے؟ اس نے کہا: تمھارے بھائی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے، تو اس نے کہا: اے اللہ! آج ابراہیم کو نہ بھول جانا۔ ❷

اپنے ایک ساتھی کا قرض اتارنے کے لیے کوشش کرنا:

خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ کے ایک ساتھی نے مجھے بتایا: ابراہیم رحمہ اللہ نے بحر میں لڑائی کی، انھیں تین دینار دیے گئے - یہ ان کا لڑائی کا حصہ تھا - انھوں نے ایک قاصد سے کہا: انھیں اس چٹائی پر رکھ دو، اس نے انھیں رکھ دیا، پھر انھوں نے مجھے کہا: یہ دینار لو اور ابو محمد درزی کے پاس لے جاؤ اسے کہو: میں نے تجھے یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے کہ تم مقروض ہو، پس اس سے اپنا قرض ادا کر لو، میں وہ دینار لے کر اس کے پاس آیا، میں نے کہا: ابراہیم نے یہ دینار دے کر تمھارے پاس بھیجا ہے تا کہ تم ان کے ذریعے اپنا قرض ادا کر لو، اس نے کہا: یہ انھیں واپس کر دو، میں نے ان پر جوؤوں سے ترس کھایا جنھوں نے انھیں ان کے کپڑوں میں کھا لیا تھا۔

❶ حلية الاولياء: 382/7. ❷ تاريخ دمشق: 306/6.

پس میں وہ دینار لے کر آ گیا اور میں نے کہا: اس (درزی) نے لینے سے انکار کر دیا ہے، انھوں نے کہا: انھیں چٹائی پر رکھ دو، ابراہیم رحمہ اللہ کے دوستوں میں سے ایک بوڑھے شخص نے کہا: ابواسحاق! میرے بچے ہیں یا اس نے کہا: مجھے ان کی ضرورت ہے، انھوں نے کہا: تم انھیں وہاں سے لے لو، پس اس الشیخ نے انھیں لے لیا۔ ❶

ان کا لذیذ کھانے ترک کر دینا اور جو کی روٹی پر اکتفا کرنا:

جامع بن اعین الفراء رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرے بھائی نے مجھے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی طرف بھیجا، جب کہ وہ ملون میں گھوڑے چرا رہے تھے، انھوں نے ستو اور کھجور سے تھیلا بھرا اور مجھے بھنا ہوا گوشت دیا، انھوں نے مجھے کہا: یہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو دے دینا اور انھیں میرا سلام کہنا، انھوں نے بیان کیا، میں عصر کے بعد ان کے پاس پہنچا، تو وہ اس وقت جنگل میں تھے، میں نے اپنے گھوڑے کی طرف دیکھا، اور میں بیٹھ گیا حتی کہ سورج کے زرد ہونے کے وقت ابراہیم تشریف لائے، ان کے کندھوں پر چوغہ تھا اور اونی جبہ تھا، وہ تسبیح کر رہے تھے، انھوں (حاضرین) نے کہا: ابراہیم آ گئے ہیں، انھوں نے ان کے لیے مٹھی بھر جو بھونے اور عجوہ کھجور، انھوں نے اس سے ان کے لیے تین روٹیاں بنائیں، میں کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا، اپنے بھائی کا سلام بھی پہنچایا، انھوں نے ان (حاضرین) سے کہا: اسے اس کے بھائی کا گھوڑا دکھاؤ خوش ہوگا، میں نے کہا: میں اسے دیکھ چکا ہوں، میں نے وہ تھیلا ان کے سامنے رکھ دیا، اور کہا: یہ آپ کے لیے میرے بھائی نے ہدیہ بھیجا ہے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ کب آئے تھے؟ انھوں نے کہا: عصر کے بعد۔ انھوں نے کہا: تم نے انھیں کھانا کیوں نہ کھلایا۔

پھر کہا: عباء بچھاؤ، وہ تھیلا اس پر انڈیل دیا، پھر کہنے لگے: فلاں کو بلاؤ، فلاں کو بلاؤ، پھر انھیں کہا، کھاؤ، جب کہ وہ کھڑے انھیں یہی کہہ رہے تھے: کھاؤ، میں نے ان کے ساتھیوں سے کہا: میرے بھائی نے تو اسے صرف ابراہیم کے لیے بھیجا تھا تاکہ وہ اس میں سے کھائیں، لیکن انھوں نے تو ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا، انھوں نے کہا: ابراہیم تو جو کی صرف تین ٹکیاں نیم پسے ہوئے نمک کے ساتھ کھاتے ہیں، پھر انھوں نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر وہ صبح ہونے تک رکوع وسجود کی حالت میں متفکر رہے، اور پھر ہمیں عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھائی۔ ❷

ابراہیم رحمہ اللہ ہدیہ قبول کرتے تھے اور بدلے میں اس کے مثل اور زیادہ دیتے تھے، وہ احسان کرنے والے کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا برابر سلوک کرتے تھے خواہ یہ انھیں اپنے تن کے کپڑے دینے اور تن پر صرف ستر

❶ حلیة الاولیاء: 368/7. ❷ حلیة الاولیاء: 386/7.

ڈھانپنے کا کپڑا باقی رکھنے پر مجبور کر دے۔ درج ذیل واقعات اس کی وضاحت کرتے ہیں:

بقیہ رحمہ اللہ ایک ہدیہ پر نادم ہوئے جو انھوں نے ابراہیم رحمہ اللہ کو ہدیہ کیا تھا:

بقیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ صور کے ایک باغ کی نگرانی کی، انھوں نے ایک آدمی کے حوالے سے نخعی رحمہ اللہ سے انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ صَبِيٌّ جَارِكَ ضَعِيْ فِيْ يَدِهٖ شَيْئًا ، فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحَقِّقُ لَكَ الْمَوَدَّةَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ .)) ❶

''جب تمھاری ہمسائی کا بچہ تمھارے پاس آئے تو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز دے دیا کرو، یہ عمل ان کے دلوں میں تمھاری محبت پیدا کر دے گا۔''

بقیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے بحری تحفے کا قصد کیا، اور وہ ان کی خدمت میں ہدیہ کیا، پھر اس کے بعد میں نادم ہوا، ان سے کہا گیا: آپ نادم کیوں ہوئے؟ انھوں نے کہا: انھوں نے مجھے اپنی وہ چادر بھیج دی جسے وہ سردیوں میں پہنتے تھے، اور موزہ بھیج دیا جسے وہ جنگ میں پہنتے تھے۔ ❷

پوستین اور زین ایک طشتری میں:

ابوعلی البیروتی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک ہدیہ بھیجا، اس کے بدلے میں مجھے دینے کے لیے ان کے پاس کچھ نہ تھا، پس انھوں نے اپنی پوستین اُتاری اور اسے ٹرے میں رکھا، اور میری طرف بھیج دیا۔ ❸

احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرے بھائی محمد نے مجھے بیان کیا: داود غیر عربی گھوڑے پر زین کے بغیر رملہ داخل ہوئے، ان سے کہا گیا: تمھاری زین کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی سخاوت اسے لے گئی، احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا: ان کی خدمت میں انجیر اور انگور کا ایک ٹرے ہدیہ کیا گیا، تو انھوں نے زین اُٹھائی اور اسے ٹرے میں رکھ دیا، دوسری مرتبہ انھیں ٹوکری کا تحفہ دیا گیا تو انھوں نے اپنی پوستین اُتاری اور اسے ٹوکری میں رکھ دیا۔ ❹

رواد بن جراح رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ایک جنگ کے لیے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ روانہ ہوا، میں

---

❶ الديلمی، رقم: 8630. ❷ تاريخ دمشق لابن عساكر: 305/6.
❸ مكارم الاخلاق، لابن ابی الدنيا: 365/1. ❹ حلية الاولياء: 384/7.

نے اپنی زین نہ پائی، تو میں نے کہا: میری زین کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا گیا۔ انھیں اس کا بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو انھوں نے اس کی زین لی اور اس - ہدیہ دینے والے -کو دے دی، انھوں نے بیان کیا: رواد رحمہ اللہ کو ابراہیم رحمہ اللہ کے اس عمل سے خوشی ہوئی، انھوں نے بیان کیا: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں اور ابراہیم بن ادہم ایک لحاف میں اکٹھے ہیں، پس اس (لحاف) نے مجھے ڈھانپ لیا، جب اس کے بعد کا وقت آیا تو ایک آدمی میرے پاس آیا تو اس نے کہا: ابراہیم رحمہ اللہ تجھے سلام کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: یہ ازار ہے اسے پہن لو، میں نے اسے لے لیا اور اپنے خواب کا ذکر کیا:

اپنا پہننے والا ازار صدقہ کر دیا:

علی بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ہدیہ قبول کیا کرتے تھے، اور بدلے میں اس کے مثل عطا کرتے تھے، ایک دن ہم ان کو رخصت کرنے ان کے ساتھ روانہ ہوئے، وہ شام جانا چاہتے تھے، جب وہ عین النخل کے مقام پر پہنچے اور ہمیں واپس بھیجنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اپنا ازار اُتارا جسے وہ نیچے باندھتے تھے، وہ انھوں نے ابواسحاق کو دے دیا، اور کہا: اسے بیچ کر فلاں فلاں چیز خرید لینا، اور وہ فلاں کو بھیج دینا، تو ابواسحاق نے انھیں کہا: آپ پر ازار ہے نہ آپ کی جلد پر قمیص، بس یہ پوستین ہی ہے! آپ اسے رکھ لیں ہم اسے بدلے میں دے دیں گے، انھوں نے انکار کیا تو ہم نے ان سے لے لیا۔ ❶

اشعث بن شعبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم نے ایک جنگ میں شرکت کی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے، ہمیں اور ہمارے جانوروں کو بھوک لگ گئی، مصیصہ والوں نے یہ بات سن لی، انھوں نے زادراہ سے لدے ہوئے خچر داخلی راستے کی طرف بھیج دیے، تو میں نے ابراہیم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: کس ذمے دار شخص نے لوگوں کو اس کی خبر دی، گویا کہ وہ چاہتے تھے کہ ہم اسی حال پر ہوں حتی کہ ہم شہر میں داخل ہو جائیں، جب وہ داخل ہوئے تو پھر چلتے گئے جیسا کہ وہ تھے، انھوں نے مصیصہ میں قیام نہ کیا، ابواسحاق فزاری رحمہ اللہ نے مجھے کہا: ابراہیم کو تلاش کرو، میں نے انھیں تلاش کیا تو وہ گزر چکے تھے، انھوں نے مجھے کہا: اسے ملو، اور انھوں نے مجھے نفقہ دیا، پس میں انطاکیہ میں ان سے جاملا، جس وقت انھوں نے مجھے دیکھا تو مجھے کہا: آ گئے ہو! میں نے کہا: جی ہاں! ابواسحاق نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، میں نے انھیں وہ نفقہ دیا تو انھوں نے اسے قبول کر لیا، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو انھوں نے مجھے ازار دیا اور کہا: اسے ابواسحاق کے پاس لے جاؤ۔ ❷

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: 303/6. ❷ حلیة الاولیاء: 392/7.

میں نے لوگوں کو اس طرح (تحائف) لیتے اور دیتے ہوئے پایا ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ کا عسقلان میں ازہر نامی ایک دوست تھا، اس نے ابراہیم رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا تو انھیں بتایا گیا کہ وہ ساحل پر ایک محفوظ مقام میں مریض ہیں، پس ازہر رحمہ اللہ نے ایک اونی چادر لی اور اسے اپنی گردن پر رکھا، پھر ساحل پر چلتے رہے حتی کہ وہ ان کے پاس پہنچ گئے اور انھیں مریض پایا، وہ اس وقت کسی بستر کے بغیر ایک چٹیل زمین پر تھے، انھوں نے انھیں کہا: ابواسحاق! میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ چادر لے لیں اس کا نصف نیچے بچھا لیں اور دوسرا نصف اپنے اوپر لے لیں، انھوں نے کہا: میرے متعلق نہ ڈرو، انھوں نے کہا: اگر آپ نے ایسے کر لیا تو مجھے خوشی ہوگی کیونکہ آپ کی حالت نے مجھے غم زدہ کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا اس نے تمھیں غم میں مبتلا کیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! انھوں نے کہا: اسے رکھ دو، پس میں نے اسے رکھ دیا اور چل دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی رائے بدل لیں، ازہر رحمہ اللہ نے بیان کیا: وہ کئی ایام کے بعد آئے، انھوں نے میری چادر اُٹھائی اور اس کے نیچے کوئی چیز چھپائی اور چلے گئے، میں نے چادر اُٹھائی تو اس کے نیچے نیا سوتی عمامہ تھا انھوں نے اسے نئے جوتوں پر لپیٹا ہوا تھا، پس میں چلا اور انھیں شہر کے باہر جا ملا، تو انھوں نے کہا: میں نے لوگوں کو اسی طرح پایا ہے، وہ (تحائف) لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں، تمھارے پاس جو ہے اس کے ساتھ ہی واپس چلے جاؤ، پس میں واپس چلا گیا۔ [1]

نیکی اور احسان کا بدلہ دو خواہ کچھ وقت کے بعد ہو:

علی بن بکار رحمہ اللہ نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے دوست نے ہمیں بتایا، میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ بیت المقدس سے روانہ ہوا، راستے میں ہمارا زاد راہ ختم ہو گیا، تو ہم کیرپ درخت اور درخت کی جڑیں کھانے لگے حتی کہ ہمارے حلق خشک اور کھردرے ہو گئے، ہم بہت اذیت کا شکار ہو گئے، میں نے کہا: ہم اس بستی میں جاتے ہیں اور کوئی کام تلاش کرتے ہیں، اس بستی میں ایک نہر تھی، انھوں نے وضوء کیا اور اپنے دونوں قدم جمائے (یعنی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے)، میں بستی میں گیا تا کہ کام تلاش کروں، میں نے لوگوں سے ایک دیوار کا کام قبول کیا جو کہ گر چکی تھی، اس کی اُجرت چار درہم تھی، میں نے کہا: میں نے ایک کام قبول کر لیا ہے، پس وہ جوان مردوں کی طرح کام کرنے لگے جب کہ میں تھوڑا سا کام کرتا، وہ ہمارے پاس ناشتہ لائے، میں نے اپنے ہاتھ دھوئے کھانے میں جلدی کرنے لگا، تو انھوں نے مجھے کہا: یہ تمھاری شرط میں تھا؟ اس کے بعد کہ دن

[1] حلية الاولياء: 384/7.

چڑھ ہو چکا تھا میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: پھر صبر کرو حتی کہ تم اپنی اُجرت لو اور (کھانا) خریدو، انھوں نے بیان کیا: جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے اپنے درہم لیے، کھانا خریدا اور کھایا، پھر ہم وہاں سے نکلے اور راستے میں پھر بھوک لگ گئی، ہم حمص کی ایک بستی میں آئے، وہاں آب پاشی کی ایک نہر تھی، انھوں نے نماز کے لیے وضوء کیا اور اپنے قدم مضبوط کیے، ہماری ایک جانب ایک گھر تھا اس میں ایک کمرہ تھا، ہم نے جس وقت پڑاوَ ڈالا تھا تو اس کمرے والے نے ہمیں دیکھ لیا تھا کہ ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا، اس نے ہماری طرف ایک بڑا پیالہ بھیجا جس میں ثرید اور عراقی روٹی تھی، میں نے وہ برتن اپنے سامنے رکھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: گھر کے مالک نے، انھوں نے کہا: اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں بن فلاں، پس انھوں نے کھایا اور میں نے کھایا۔

پھر ہم انطاکیہ کی وادی میں آئے اس وقت کٹائی کا موسم تھا، ہم نے تقریباً اَسی درہم کی کٹائی کی، میں نے کہا: میں ان کا نصف (چالیس درہم) لیتا ہوں اور واپس جاتا ہوں، میں ان کے ساتھ نہیں چل سکتا، پس میں نے کہا: میں واپس بیت المقدس جانا چاہتا ہوں، تم میرے ساتھ ہم نشینی اختیار نہیں کرو گے؟ پس وہ انطاکیہ میں گئے، ان درہموں کی دو شالیں خریدیں اور کہا: جب تم فلاں فلاں بستی میں جاؤ گے جہاں ہمیں کھانا کھلایا گیا تھا تو فلاں بن فلاں کے متعلق پوچھنا، اور یہ دو شالیں اسے دے دینا، باقی درہم مجھے دے دیے، جب کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔

جب میں اس بستی میں پہنچا جس میں ہم نے کھانا کھایا تھا تو میں اس آدمی کے پاس گیا اور وہ دو شالیں اس کے حوالے کیں، اس نے کہا: یہ کس نے بھیجی ہیں؟ میں نے کہا: ابراہیم بن ادہم نے، اس نے کہا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کون ہیں؟ میں نے اسے بتایا کہ وہ ان دو آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کے پاس کھانا بھیجا گیا تھا، پس اس نے وہ دونوں وصول کر لیں، اور میں بیت المقدس کی طرف چل دیا، میں کچھ مدت ٹھہرا، پھر واپس آیا تو اس آدمی کے متعلق پوچھا، تو مجھے بتایا گیا: وہ تو فوت ہو گیا ہے اور اسے ان دونوں شالوں میں کفن دیا گیا تھا۔ [1]

ابراہیم رحمہ اللہ ہمارے نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے تمسک اختیار کرتے ہوئے اس انداز سے عطا کرتے تھے کہ فقر کا اندیشہ نہیں رکھتے تھے، انھوں نے جود وسخا میں، انھیں جو تحفہ دیا جاتا اس کے بدلے میں اس سے زیادہ دینے اور فقراء وضرورت مندوں کی مدد کرنے میں بہترین مثالیں رقم کی ہیں۔

[1] حلیة الاولیاء : 274/7.

خطائیں اور گناہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

(النساء : 14)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ اسے آگ میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب : 36)

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو پھر ان کے امر میں انھیں کوئی اختیار حاصل ہو، جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرتا ہے وہ یقیناً کھلی گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔''

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ وَلَا يَرُدُّ الْقَدْرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ الْعُمُرَ إِلَّا الْبِرُّ .))[1]

''آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اور نیکی سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: گناہ اور خطائیں دلوں کے لیے ایسے ہی مضر ہیں جیسے زہر کا جسم میں ان کے نقصان میں اختلاف درجات کے حساب سے نقصان ہوتا ہے، کیا دنیا اور آخرت میں شرور اور بیماری کا سبب گناہوں اور خطاؤں کے علاوہ کچھ اور بھی ہوتا ہے؟

بعض سلف نے کہا ہے: گناہ کفر کے قاصد ہیں جس طرح بوس و کنار جماع، موسیقی زنا، نظر بازی عشق اور

[1] سنن الترمذی، رقم: 2139.

مرض موت کے قاصد ہیں۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ نے بیان کیا: تم گناہ کے چھوٹا ہونے کی طرف نہ دیکھو، بلکہ تم نے جس ذات کی نافرمانی کی ہے اسے دیکھو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے بیان کیا: جس قدر تمھارے نزدیک گناہ چھوٹا ہوگا وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہوگا اور وہ جس قدر تمھارے نزدیک بڑا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا ہوگا، بیان کیا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی: اے موسیٰ (علیہ السلام)! میری مخلوق میں سے سب سے پہلے جو مرا وہ ابلیس ہے، وہ اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے میری نافرمانی کی، اور میری نافرمانی کرنے والوں کے لیے موت تیار ہے۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا: کسی شخص کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ مومنوں کے دل اسے ایسی جگہ سے لعنت بھیجیں جہاں سے اسے معلوم بھی نہ ہو، پھر انھوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کیوں؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: بندہ خلوت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں ایسی جگہ سے اس کے متعلق بغض ڈال دیتا ہے کہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔

سلیمان تیمی رحمہ اللہ نے بیان کیا: آدمی چھپ کر گناہ کرتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو اس کی ذلت و بے توقیری اس پر عیاں ہوتی ہے۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے بیان کیا: جو خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ علانیہ طور پر اس کا پردہ فاش کر دیتا ہے۔ [1]

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا: عطاء السلیمی رحمہ اللہ جب رات کو بیدار ہوتے تو اس اندیشے کے پیش نظر اپنے جسم پر ہاتھ لگاتے کہ کہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے اس پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ [2]

جس طرح اللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کرنا رزق کا باعث ہے اسی طرح ترک تقوی فقر کا باعث ہے، ترک معاصی کے مثل ہی رزق ملتا ہے۔

اکبر الکبائر:

ابراہیم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اکبر الکبائر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی۔ پھر پوچھا گیا کہ خائف کون ہے؟ انھوں نے کہا: جس نے ایسا کام چھوڑ دیا جس سے وہ ڈرتا ہے کہ اس پر اسے کل عذاب

[1] الجواب الکافی، لابن القیم: 35/1. [2] حلیة الاولیاء: 58/8.

دیا جائے گا۔ ❶

لغزش کی وجہ سے ان کا نام بدل گیا:

وہ بیان کرتے ہیں: میں کسی انسان کے کھیت میں چلا تو اس کے مالک نے مجھے آواز دی: اے بیل! تو میں نے کہا: اس نے لغزش کی وجہ سے میرا نام بدل دیا، اگر میں نے لغزشیں زیادہ کیں تو اللہ تعالیٰ میرا تعارف بدل دے گا۔ ❷

اس بارے میں ان کا کلام:

ہم جنتی ہیں، گناہ کی وجہ سے ابلیس نے ہمیں جلاوطن کر دیا، اسیر کے لیے بس یہی راحت ہے کہ وہ وہیں واپس چلا جائے جہاں سے اسے نکالا گیا تھا۔ ❸

اگر میں آگ میں داخل کر دیا جاؤں جب کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہو تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں جنت میں داخل کر دیا جاؤں جب کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو۔ ❹

گناہ قوت میں کمزوری اور دل میں سختی کا باعث ہیں جب کہ نیکیاں بدن میں قوت اور دل میں نور کا باعث ہیں۔ ❺

اللہ تعالیٰ نے جن اُمور میں متنبہ کیا اور ڈرایا ہے ان میں تم نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی، جن اُمور سے منع کیا اور جن اُمور کا حکم دیا ان میں تم نے اس کی نافرمانی کی، جن میں اس نے وعدہ کیا اور بشارت دی ان میں تم نے اس کی تکذیب کی، تم جو بوؤ گے وہی کاٹو گے، جو کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ دیے جاؤ گے، تمھارے اعمال کی تمھیں جزا دی جائے گی، اپنی نیند اور غفلت سے بیدار ہو جاؤ تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ ❻

گناہ کے بعد گناہ:

مومن کا دل آئینے کی طرح سفید صاف اور چمک دار ہوتا ہے، شیطان گناہ کے جس بھی زاویے سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ اسے دیکھ لیتا ہے جس طرح وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ لیتا ہے، جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لے تو وہ نکتہ اس سے مٹا دیا جاتا ہے اور دل صاف ہو جاتا ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے اور پھر دوبارہ بھی گناہ کرے اور لگاتار گناہ کے بعد گناہ کرتا چلا جائے تو اس کے دل پر نکتے لگتے جاتے ہیں حتی کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے، اور یہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

❶ المجالسة وجواهر العلم، للدينوري: 405/6.
❷ تفسير حقى: 234/6.
❸ نثر الدر، لأبى سعد الآبى: 63/7.
❹ ربيع الابرار، للزمخشرى: 268/1.
❺ شعب الايمان للبيهقى، رقم: 6967.
❻ تاريخ دمشق، لابن عساكر: 332/6.

﴿ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾ (المطففین : 14)

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے اس وجہ سے کے جو وہ عمل کرتے تھے۔''

انھوں نے کہا: گناہ کے بعد گناہ حتی کہ دل سیاہ ہوجاتا ہے، ایسے دل پر کثرت مواعظ بھی اثر نہیں کرتے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور اس کے دل کو آئینے کی طرح صاف اور چمک دار بنا دیتا ہے۔ [1]

ابراہیم رحمہ اللہ نے دیکھا کہ گناہ کرنے والا اپنی شہوت وخواہش کا ذلیل غلام ہے فانی دنیا کے مال ومتاع کے پیچھے تھک ہار جانے والا ہے، اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے، حواس باختہ ہوجاتا ہے، اس پر وعظ ونصیحت تب ہی اثر انداز ہوں گے جب وہ گناہوں اور خطاؤں سے دوری اختیار کرے گا، وہ ان اشعار کو بطور مثال پیش کرتے تھے:

رَاَیْتُ الذُّنُوْبَ تُمِیْتُ الْقُلُوْبَ
وَ یُتْبِعُهَا الذُّلَّ إِدْمَانُهَا
وَ تَرْكُ الذُّنُوْبِ حَیَاةُ الْقُلُوْبِ
وَالْخَیْرُ لِلنَّفْسِ عِصْیَانُهَا
وَهَلْ أَهْلَكَ الدِّیْنَ إِلَّا الْمُلُوْكُ
وَ أَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا
وَ بَاعُوْا النُّفُوْسَ فَلَمْ یَزْرَعُوْا
وَلَمْ تَغْلُ بِالْبَیْعِ اَثْمَانُهَا
لَقَدْ وَقَعَ الْقَوْمُ فِیْ جِیْفَةٍ
یُبَیَّنُ لِلْعَاقِلِ إِنْتَانُهَا [2]

''میں نے گناہوں کو دیکھا وہ دلوں کو مردہ کردیتے ہیں، اگر وہ مسلسل کیے جائیں تو پھر وہ انھیں بے وقعت بھی بنا دیتے ہیں۔ترک گناہ حیات قلوب ہے،نفس کے لیے خیر اس کی خواہشات کی نافرمانی کرنا ہے۔ بادشاہوں، علماء سوء اور راہبوں نے دین کو خراب کیا ہے، انھوں نے نفوس کو بیچ دیا لیکن انھوں نے کاشت نہیں کی اور بیع سے ان کی قیمتیں نہیں بڑھیں۔لوگ مردار میں گر پڑے ہیں، عقل

[1] شعب الایمان للبیهقی، رقم: 6952. [2] المجالسة وجواهر العلم: 30/3.

مند کے لیے اس کی بدبو واضح کر دی گئی ہے۔''

انھوں نے بھی کہا ہے:

إِلٰهِيْ عَبْدُكَ الْعَاصِيْ أَتَاكَ
مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاكَ
فَإِنْ تَغْفِرْ فَأَنْتَ لِذَاكَ أَهْلٌ
وَإِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ يَّرْحَمْ سِوَاكَ

''میرے الہٰ (الٰہی) تیرا گناہ گار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ اسے گناہوں کا اقرار واعتراف ہے اور اس حال میں اس نے تجھ سے دعا کی ہے۔ اگر تو بخش دے تو تو اس کا اہل ہے۔ اور اگر تو اسے دھتکار دے تو پھر تیرے سوا کون رحم کرے گا۔''❶

توبہ کی فضیلت اور اس کے بارے میں ان کے اقوال:

ہر گناہ گار وخطا کار کے سامنے جنت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہی ہے کہ وہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے حتی کہ وہ اس کے حضور توبہ کریں اور وہ انھیں بخش دے، اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ (التوبة : 118)

''پھر اس نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور اس کے لیے اپنے حضور رجوع وانابت کے اسباب تیار کرتا ہے۔

ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: توبہ کا مطلب: باطنی صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ❷

جب بندہ اپنی توبہ میں سچا و مخلص ہو تو وہ منیب بن جاتا ہے، کیوں کہ انابت توبہ کا دوسرا درجہ ہے۔ ❸

---

❶ خصائص التركيب، لأبي موسى محمد محمد : 211/1.

❷ شعب الايمان للبيهقي، رقم: 6931.

❸ مواعظ الامام ابراهيم بن ادهم، محمد عامر يسين.

جب آپ پابندی کے ساتھ آئینہ توبہ دیکھتے رہیں گے تو معصیت کی برائی کی قباحت آپ پر واضح ہو جائے گی۔ ❶

جو شخص توبہ کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مظالم سے نکل آئے، اور وہ اپنی مجلس بدلے، ورنہ وہ اپنے ارادے کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ ❷

ان کی دعاء ومناجات

دعا عبادت کا مغز ہے، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور افتقار وعبودیت کا مظہر ہے، ہم نے اس کی طرف توبہ کی تا کہ وہ ہم سے تکلیف دور کر دے اور ناراضی رفع کر دے، شفا لکھ دے اور عذاب کو دور کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۝۱۸۶﴾ (البقرۃ: 186)

''جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں یقیناً قریب ہوں، پکارنے والا جب پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں، پس چاہیے کہ وہ میری بات قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پا جائیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے دعا کرنے پر بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے، آپ ﷺ نے (حدیث قدسی میں) ارشاد فرمایا:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا دَعَانِیْ.)) ❸

''میرا بندہ جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے میں ویسا ہی اس سے سلوک کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ......وَالدُّعَاءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ، وَ إِنَّ الْبَلَاءَ

❶ مواعظ الامام ابراهیم بن ادهم، محمد عامر یسین.

❷ شعب الایمان للبیهقی، رقم: 6930.

❸ صحیح البخاری، صحیح مسلم: 4005.

لَيَنْزِلُ فَيَلْقَاهُ الدُّعَاءُ، فَيَعْتَلِجَانِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''احتیاط تقدیر سے بے نیاز نہیں کر سکتی (تدبیر تقدیر کو ٹال نہیں سکتی)، دعا نازل ہونے والی مصیبتوں اور جو ابھی نازل نہیں ہوئیں دونوں صورتوں میں فائدہ دیتی ہے، بلاء نازل ہوتی ہے تو دعا اس کا سامنا کرتی ہے، پس وہ دونوں قیامت تک آپس میں لڑتی رہتی ہیں۔''

اس میں قضاء و تقدیر کے حوالے سے کوئی تعارض و اختلاف نہیں، کیوں کہ دعا بھی تو قضاء و تقدیر میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے تخفیف بلاء اور زوال سزا کا سب بنایا ہے۔ [2]

ہم دعائیں کرتے لیکن قبول نہیں ہوتیں:

ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ ہم دعائیں کرتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں ہوتیں؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا لیکن اس کی اطاعت نہیں کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کر لی لیکن ان کی سنت کی اتباع نہیں کی۔

قرآن کریم کو پہچان لیا لیکن تم نے اس پر عمل نہیں کیا۔

تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کر لیں لیکن اس کا شکر ادا نہیں کیا۔

تم نے جنت کو پہچان لیا لیکن اسے طلب نہیں کیا۔

جہنم کی آگ کو پہچان لیا لیکن اس سے دور نہیں بھاگے۔

تم نے شیطان کی معرفت حاصل کر لی لیکن اس سے لڑائی کی نہ اس کی مخالفت کی۔

موت کو پہچان لیا لیکن اس کے لیے تیاری نہیں کی۔

تم نے مردوں کو دفن کر دیا لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کی۔

تم نے اپنے عیوب ترک کر دیے اور لوگوں کے عیوب میں مشغول ہو گئے۔ [3]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا:

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں دعوت دی لیکن تم نے اسے قبول نہیں کیا، پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۵﴾ (یونس: 25)

---

[1] مستدرك حاكم، رقم: 1813.
[2] ابراهيم بن ادهم، عبدالحليم محمود: 1/57-61.
[3] حلية الاولياء: 16/8.

''اللہ تعالیٰ دارالسلام (جنت) کی طرف دعوت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔''

دوسرے بندے سے کہا: تم چاہتے ہو کہ تم دعا کرو؟ حلال کھاؤ اور پھر جو چاہو دعا کرو۔ ❶

انھوں نے اپنے دوست کی کتنی خوب صورت نصیحت کے ذریعے راہ نمائی کی: رزق حلال کمانے والے ہاتھوں کے ذریعے دستک دی جائے تو آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔

پھر یہ کہ انھوں نے اس بندے کے لیے دعا کی جس نے انھیں مارا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے، انھوں نے دعا کے ذریعے اس (ظالم) شخص پر مہربانی کی اور اس سے جواں مردی اور مہربانی کا مظاہرہ کیا، پس اس ظالم شخص کو ان کی دعا سے خیر و برکت حاصل ہوئی، وہ معذرت کرتے ہوئے اور معافی طلب کرتے ہوئے ان کے پاس آیا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے اسے کہا: وہ سر جسے معذرت کی ضرورت ہو میں نے اسے بلخ میں چھوڑ دیا ہے۔ ❷

ان میں سے ان کا قول ہے: جو شخص اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے لیے دعا کرتا ہے تو شیطان اس کے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔ ❸

تمھارا اپنے لیے دعا کرنا میرا تمھارے لیے دعا کرنے سے بہتر ہے:

بقیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں صور کے مقام پر ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، جب وہ فارغ ہوئے تو ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے انھیں کہا: ابواسحاق! میرے لیے دعا کریں، انھوں نے اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تمھارا اپنے لیے دعا کرنا میرا تمھارے لیے دعا کرنے سے بہتر ہے۔ ❹

اے اللہ! تو نے ہمیں اپنی قدرت تو دکھا دی ہے پس ہمیں اپنا عفو و درگزر بھی دکھا:

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم سمندر میں تھے تو تیز ہوا چل پڑی، موجیں بپھر گئیں، لوگ آہ و بکا کرنے لگے، تو ابن معیوب سے کہا گیا: یہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ہیں، اگر آپ ان سے کہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، وہ اس وقت کشتی کے ایک کونے میں ایک چادر میں سر لپیٹے سو رہے تھے، وہ ان کے قریب گیا اور انھیں کہا:

---

❶ حلية الاولياء : 34/8. ❷ تفيسير حقى : 361/1.

❸ مختصر تاريخ دمشق، لابن منظور : 388/1.

❹ المجالسة وجواهر العلم للدينورى : 71/4.

ابواسحاق! کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ لوگ کس پریشانی میں ہیں؟ پس ابراہیم اُٹھے اور عرض کیا: اے زندہ رہنے والے جس وقت کوئی زندہ نہیں ہوگا، اے زندہ رہنے والے جو کہ ہر زندہ سے پہلے زندہ تھا، ہر زندہ رہنے والے کے بعد زندہ رہنے والے، اے زندہ رہنے والے اور قائم رکھنے والے! اے احسان کرنے والے اور حسن سلوک کرنے والے! تو نے ہمیں اپنی قدرت تو دکھادی ہے پس ہمیں اپنا عفو و درگزر بھی دکھا دے، انھوں نے بیان کیا: کشتی اسی وقت تھم گئی۔ ❶

ما شاء اللہ کہنا:

انھوں نے بیان کیا: کسی شخص نے ایسا کوئی سوال نہیں کیا جو اس کے ماشاء اللہ کہنے سے زیادہ مفید ہو۔ ❷

اسی ضمن سے عمر بن مرۃ رحمہ اللہ کا قول ہے: آدمی کی سب سے افضل دعا اس کا ماشاء اللہ کہنا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس نے کسی چیز کو دیکھا اور اس نے اسے خوش کر دیا تو اس نے کہا: ((مَـاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) ''جو اللہ تعالیٰ چاہے ساری قوت اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے ہے۔'' تو اس مال کو کبھی کوئی آفت نہیں آئے گی، اور انھوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ﴾ (الکهف : 39)

''جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ''ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ'' کیوں نہ کہا۔'' ❸

جب وہ صبح کرتے تو یوں کہتے تھے: سبحان اللہ (اللہ تعالیٰ پاک ہے) جس وقت تم شام کرتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو، اور اس کے لیے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں، پچھلے پہر اور جس وقت تم دوپہر کرتے ہو۔ ❹

ابوعبدالرحمٰن الاعرج رحمہ اللہ نے بیان کیا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے جو سب سے پہلا کلام کیا وہ یہ تھا، فرمایا: میں تمھیں چار چیزوں کی وصیت کرتا ہوں، اگر تم ان کے ساتھ مجھ سے ملاقات کرو گے تو میں تمھیں جنت میں داخل کروں گا، اور تمھاری اولاد میں سے جو ان کے ساتھ مجھ سے ملاقات کرے گا پس اسے بھی جنت میں داخل کروں گا، وہ ایک میرے لیے ہے، ایک تمھارے لیے ہے، ایک میرے اور تمھارے درمیان ہے جب کہ ایک میرے، تمھارے اور لوگوں کے درمیان ہے، رہی وہ ایک جو میرے لیے ہے تو وہ یہ ہے کہ تم میری عبادت کرو

❶ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، للألكائى، رقم: 2545.

❷ الدر المنثور، للسيوطى: 391/5. ❸ تفسير ابن ابى حاتم: 205/9.

❹ محاضرات الراغب الأصفهانى: 32/1.

میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، جو تمھارے لیے ہے وہ یہ ہے کہ تم جو بھی عمل کرو گے میں تمھیں اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، جو میرے اور تمھارے درمیان ہے وہ تمھاری طرف سے دعا کرنا ہے اور میری طرف سے قبولیت ہے، رہی وہ چیز جو میرے، تمھارے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ جو چیز تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہ اپنے سوا کسی اور کے لیے بھی نہ لاؤ۔ ❶

ان کی دعائیں:

ان کی عام طور پر یہ دعا ہوتی تھی: اے اللہ! مجھے اپنی معصیت کی ذلت سے اپنی اطاعت کی عزت کی طرف منتقل کر دے۔ ❷

وہ یوں دعا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے دنیا کے فتنوں سے بچا، اپنی پسند و رضا والے عمل کی توفیق عطا فرما، میرے تمام اُمور درست کر دے، دنیا کی زندگی اور آخرت میں مجھے قول ثابت (کلمہ توحید) پر ثابت قدم رکھنا، اگر میں ظالم ہوں تو مجھے گمراہ نہ کرنا، پاک ہے تو اے بلند و برتر، اے عظیم، اے پیدا کرنے والے! اے رحم کرنے والے! یا عزیز و یا جبار! ❸

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے نزدیک جنت مچھر کے پَر یا اس سے بھی کسی کم تر چیز کے برابر نہیں، جب تو اپنے ذکر کے ذریعے مجھ سے اُنس رکھے، اپنی محبت مجھے عطا کرے، اپنی اطاعت مجھ پر آسان کر دے اور اپنی عظمت میں غور وفکر کے لیے مجھے فرصت عطا کرے، تو پھر تو جسے چاہے جنت عطا کر دے۔ ❹

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ جو کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے خادم ہیں، نے بیان کیا کہ ابراہیم رحمہ اللہ ہر جمعہ کے دن صبح و شام یہ دعا کیا کرتے تھے:

خوش آمدید یوم المزید، صبح جدید، کاتب و شہید (لکھنے والا اور گواہ) ہمارا یہ دن یوم عید ہے، ہم اس روز جو کہیں اسے ہمارے حق میں لکھ دے، اللہ الحمید المجید، الرفیع الودود (تعریف کیا گیا، شان و بزرگی والا، بلند مرتبت، محبت کرنے والا) کے نام سے، وہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہتا ہے کر گزرنے والا ہے۔

''میں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے، اس کی ملاقات کی تصدیق کرتے ہوئے، اس کی محبت کا
اعتراف کرتے ہوئے، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے لیے

---

❶ حلية الأولياء، لابی نعیم: 24/8.
❷ الرسالة القشيرية لابی القاسم القشيری: 43/1.
❸ حلية الأولياء، لأبی نعیم: 39/8.
❹ إحياء علوم الدين، للغزالی: 499/3.

جھکتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے سوا تمام جھوٹے معبودوں کا انکار کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا فقیر بنتے ہوئے، اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکاؤ اور میلان رکھتے ہوئے صبح کی۔''

''اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں، اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں، اس کے انبیاء علیہم السلام، اس کے رسولوں علیہم السلام، اس کے عرش کے حاملین فرشتوں، جس کو اس نے پیدا کیا اور جس کا وہ خالق ہے گواہ بناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما، اور یہ کہ جنت حق ہے، جہنم حق ہے حوض کوثر حق ہے، شفاعت حق ہے، منکر نکیر فرشتے حق ہیں، تیرا وعدہ حق ہے، تیری وعید حق ہے، تجھ سے ملاقات حق ہے، قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے اُٹھائے گا، میں اس عقیدے پر زندہ ہوں اور اس پر مروں گا اور ان شاء اللہ اس پر اُٹھایا جاؤں گا۔''

''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، میں مقدور بھر تیرے عہد و وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو کچھ کہا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر شر والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس تو میرے گناہ بخش دے، کیوں کہ تیرے سوا کوئی اور گناہ بخشنے والا نہیں، احسن اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما، کیوں کہ ان میں سے بہترین اخلاق کی طرف صرف تو ہی رہنمائی کر سکتا ہے، بُرے اخلاق مجھ سے دور کر دے۔ کیوں کہ بُرے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے۔''

''میں حاضر ہوں اور ساری سعادت تیرے اختیار میں ہے، ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے، میں تیرا ہوں اور تیری طرف (متوجہ) ہوں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں، اے اللہ! تو نے جس بھی رسول (علیہ السلام) کو جو دے کر بھیجا میں اس پر ایمان لایا، اے اللہ! تو نے جو بھی کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا۔ وصلی اللّٰه وسلم علی محمد النبی الامی و علی آله وسلم تسلیما کثیرا......وعلی انبیائه ورسله اجمعین ، آمین یا رب العالمین "

''اے اللہ! ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر لانا، ان کے جام سے سیراب کر دینے والا، آسانی کے ساتھ

حلق سے اتر جانے والا مشروب پلانا کہ اس کے بعد ہمیں کبھی پیاس نہ لگے، اور کسی قسم کی ندامت کے بغیر، عہد کو نہ توڑنے والے، شک نہ کرنے والے، فتنے میں مبتلا نہ کیے گئے، جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے بنا کر ان کی جماعت میں اکٹھا کرنا۔''

''اے اللہ! مجھے دنیا کے فتنوں سے بچا، اپنی پسند و رضا مندی والے اعمال کی توفیق عطا فرما، میرے سارے اعمال درست کر دے، دنیا کی زندگی اور آخرت میں مجھے قول ثابت (کلمہ توحید) پر ثابت رکھنا، اگر میں ظالم بھی ہوں تو مجھے گمراہ نہ کرنا۔''

''اے بلند و برتر، اے عظیم! اے پیدا کرنے والے! بہت رحم کرنے والے تو پاک ہے یا عزیز یا جبار! تو پاک ہے جس کی آسمانوں نے اپنے کناروں کے ساتھ تسبیح بیان کی، پاک ہے جس کی پہاڑوں نے اپنی آواز بازگشت کے ساتھ تسبیح بیان کی، وہ پاک ہے جس کی سمندروں نے اپنی امواج کے ساتھ تسبیح بیان کیا، پاک ہے وہ جس کی مچھلیوں نے اپنی لغت میں تسبیح بیان کی، پاک وہ جس کی آسمان میں موجود ستاروں نے اپنے برجوں کے ساتھ تسبیح بیان کی، پاک ہے وہ جس کی درختوں نے اپنی جڑوں، تنوں اور اپنے پھلوں کے ساتھ تسبیح بیان کیا، پاک ہے وہ جس کی ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں، جو کچھ ان میں سے ہے اور جو کچھ ان کے اوپر ہے سب نے تسبیح بیان کی، پاک ہے وہ جس کی اس کی مخلوقات میں سے ہر چیز نے تسبیح بیان کی، بابرکت ہے تو اور بلند و برتر ہے۔''

''پاک ہے تو پاک ہے تو اے ہمیشہ زندہ رہنے والے قائم رکھنے والے! اے علیم و حلیم! پاک ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، تو ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، تو زندہ ہے تو کبھی نہیں مرے گا، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' [1]

انھوں نے یہ بھی بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، اور جب وہ رات کے اوقات میں تنہا ہوتے تو رنجیدہ اور دلوں کے لیے دل دوز آواز کے ساتھ ان اشعار کو بطور نمونہ پیش کرتے تھے:

وَمَتٰـى أَنْـتَ صَغِيْـرًا وَكَبِيْـرًا أَخُـوْ عِلَـلٍ

فَـمَتٰـى يَـنْـقَـضِـى الـرَّدىٰ وَمَتَـى وَيْحَكَ الْعَمَلُ

''کب تک تو صغیرہ کبیرہ گناہ کرتا رہے گا۔ کب یہ نکما پن ختم ہوگا اور کب تک عمل کی بدبختی رہے گی۔''

[1] إحياء علوم الدين، للغزالی: 323/1.

پھر کہتے: اے نفس! اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دھوکہ کھانے سے بچتے رہنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝﴾ (لقمان: 33)

''دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں ڈالے نہ شیطان تمھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے۔''

ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق وتوجہ اور اس سے محبت

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ تَقَرَّبَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شِبْرًا تَقَرَّبَ الَيْهِ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَى اللّٰهِ ذِرَاعًا تَقَرَّبَ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَمَنْ قَابَلَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا شِيًا أَقْبَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مُهَرْوَلًا . وَاللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ ، وَاللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ .))[1]

''جو شخص ایک بالشت اللہ عزوجل کے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے، جو شخص ایک ہاتھ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ عزوجل دو ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہوتا ہے، جو شخص چل کر اللہ عزوجل کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور بہت بلند مرتبے والا ہے، اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور بہت بلند مرتبے والا ہے۔''

اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو کلی طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور اس پر متوجہ ہوتا ہے، اپنی ارادت و محبت سے اس پر متوجہ رہتا ہے، کیوں کہ اللہ عزوجل بھی اپنی دوستی، محبت اور شفقت و رحمت سے اس پر متوجہ ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر متوجہ ہوتا ہے تو اس کی تمام جہتیں منور ہو جاتی ہیں، اس کے آنگن چمک جاتے ہیں، اس کی تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں، اس کی توبہ کے آثار اس پر جلال کی زینت اور آثار جمال کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں، فرشتے محبت و دوستی کے ساتھ اس پر متوجہ ہوتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے مولا کے تابع ہیں، جب وہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں، جب وہ کسی ولی سے دوستی کرتا ہے تو وہ بھی اس سے دوستی کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو آواز دیتا ہے: اے جبریل (علیہ السلام)! میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، پھر جبریل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس اس سے محبت کرو، تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، پھر زمین والے اس

[1] مسند احمد: 21374.

سے محبت کرتے ہیں، اور ان کے درمیان اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں کو اس طرح کر دیتا ہے کہ وہ الفت ومحبت اور رحمت کے ساتھ اس کی طرف لپکتے ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔ ❶

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا: جب بندہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ پر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ عزوجل مومنوں کے دلوں کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے۔ ❷

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا وہ اللہ تعالیٰ پر متوجہ ہوا اور پھر اس سے منہ موڑ لیا تو اس نے کہا: رب جی! میں نے کتنی ہی نافرمانیاں کی ہیں مگر تو نے مجھے سزا نہیں دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی (علیہ السلام) کی طرف وحی کی، فلاں شخص سے کہو: میں نے کتنی تجھے سزا دی ہے اور تجھے شعور ہی نہیں، کیا میں نے تجھ سے اپنے ذکر کی حلاوت اور اپنی مناجات کی لذت سلب نہیں کر لی؟ ❸

کہا گیا ہے: جو شخص ہزار برس اللہ تعالیٰ پر متوجہ رہتا ہے، پھر ایک لحظہ اس سے اعراض کر لیتا ہے، تو اس سے جو چیز جاتی رہتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو اسے حاصل ہوتی ہے۔ ❹

وہ فوائد جن سے ابراہیم رحمہ اللہ نے استفادہ کیا:

ابراہیم رحمہ اللہ ایک دفعہ بیت المقدس کے قصد سے روانہ ہوئے تو ان کی سات افراد سے ملاقات ہوئی انھوں نے ان سے سوال کیا کہ وہ انھیں کوئی فائدہ پہنچائیں۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے نفع دے، تو انھوں نے انھیں کہا: ہر اس قاطع کو دیکھو جو تجھے دنیا وآخرت کے امر سے، اللہ تعالیٰ سے قطع کر دے تو تم اسے قطع کر دو، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے مجھے مزید نفع دو، انھوں نے کہا: دیکھو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اُمید نہ رکھنا، اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرنا، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے مجھے مزید بتائیں، انھوں نے کہا: ہر اس شخص کو دیکھو جو اس سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو اور ہر وہ شخص جو اس سے بغض رکھتا ہے تم اس سے بغض رکھو، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے مجھے مزید بتائیں، انھوں نے کہا: تم پر لازم ہے کہ خلوت میں دعاء، تضرع اور رونے کو اختیار کرو، اور جہاں بھی ہو اس کے لیے تواضع اور خضوع پیدا کرو، مسلمانوں کے لیے

❶ طريق الهجرتين، لابن القيم: 484/1. ❷ حلية الأولياء، لابى نعيم: 380/3.
❸ فيض القدير للمناوى: 141/1.
❹ غرائب القرآن و رغائب الفرقان، نظام الدين نيسابورى: 549/1.

رحمت اور خیر خواہی کے جذبات رکھو، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، مجھے مزید بتائیں، انھوں نے کہا: اے للہ! ہمارے اور اس شخص کے درمیان جس نے ہمیں تجھ سے غافل کر دیا تعلق ختم کر دے، یہ سب اسے کفایت نہیں کرتا، میں نہیں جانتا کہ آسمان نے انھیں اُٹھا لیا یا زمین انھیں نگل گئی، میں نے انھیں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مجھے نفع پہنچایا۔ ❶

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی لگا کر خوش ہو جا:

خلف بن تمیم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں بارش کے دن ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو تلاش کرنے آیا، میں نے جھانکا لیکن وہ نظر نہ آئے، میں نے دوبارہ نظر دوڑائی، تو دیکھا کہ وہ چارپائی کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، اور وہ چھت سے ٹپکنے والے پانی کے نیچے سے بھاگے اور جب انھوں نے میری طرف دیکھا تو کہا:

اِرْضَ بِاللّٰہِ صَاحِبَا
وَذَرِ النَّاسَ جَانِبَا
قَلِّبِ النَّاسَ کَیْفَ شِئْتَ
تَجِدْھُمْ عَقَارِبَا

''اللہ تعالیٰ کو دوست بنا کر خوش ہو جا اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دے۔ جس طرح چاہو لوگوں کو جانچ لو تم انھیں بچھو ہی پاؤ گے۔'' ❷

ظالم شخص سب سے زیادہ ڈرتا ہے:

جب اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہو تو پھر تم کس سے ڈرو گے؟ اور جب اللہ تعالیٰ تمھارے خلاف ہو تو پھر تم کس سے پناہ طلب کرو گے؟ وہ کسی روز منصور کے دروازے کے پاس سے گزرے، تو انھوں نے چوکیدار اور اسلحہ دیکھا تو کہا: بدگمان شخص خائف رہتا ہے۔ ❸

اللہ تعالیٰ کے لیے شکوہ:

جب وہ بیمار ہوئے تو اپنے سر کے پاس وہ چیزیں رکھتے جنھیں صحت مند لوگ کھاتے ہیں تاکہ وہ شکوہ کرنے والوں کے مشابہ نہ ہوں۔ ❹

---

❶ حلية الاولياء، لابی نعيم: 26/8.
❷ العزلة للخطابی: 35/1.
❸ نثر الدر، لأبی سعد الآبی: 57/7.
❹ المدهش، لابن الجوزی، فصل: 200/1,68

کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ جو شخص اپنے امر کی مخلوق سے شکایت وشکوہ کرتا ہے تو گویا کہ وہ خالق کے خلاف شکایت کرتا ہے، جو شخص کسی مصیبت کے آجانے پر غیر اللہ سے شکوہ شکایت کرتا ہے تو وہ اپنے دل میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی حلاوت نہیں پائے گا۔

جنت میں اللہ تعالیٰ سے محبت واشتیاق رکھنے والوں کا وصف:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: اگر تم اہل موقف کو کل دیکھ لو جب کہ انھوں نے الرحمٰن عزوجل کی زیارت کے لیے آنے والوں کو دیکھا، کہ وہ قیمتی اور بہترین اونٹوں پر سوار ہوئے، اللہ عزوجل کی طرف جلدی جلدی جا رہے ہیں، انھیں وفد وفد کی صورت میں جمع کیا جا رہا ہے۔ ان کے لیے منبر اور کرسیاں لگا دی گئی ہیں، الجلیل جل جلالہ نے اپنے رضا مندی والے چہرہ مبارک کے ساتھ ان پر توجہ فرمائی ہے جو کہ ناراض نہیں، وہ انھیں خوش خبری دے رہا ہے اور انھیں فرما رہا ہے: میرے بندو میری طرف آؤ، میرے اطاعت گزار دوستو میری طرف آؤ، میرے چاہنے والو اور اشتیاق رکھنے والو میری طرف آؤ، میرے منتخب شدہ رنجیدہ خاطر حضرات اِدھر آؤ، وہ کہاں ہے جو مشتاق تھا یا محبّ تھا یا متعلق تھا، پس اسے چاہیے کہ وہ میرے چہرہ کریم کی زیارت سے متمتع ہو جائے، میری عزت وجلال کی قسم! میں اپنے قرب سے تم کو خوش کر دوں گا، اپنے قرب سے تمھیں مسرور کر دوں گا، میں تمھیں اپنی سخاوت عطا کروں گا، وہ بالا خانوں میں اوپر سے دیکھ رہے ہوں گے، مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، وہ عزت کے گھر ہمیشہ کے لیے قیام کریں گے، وہ کوچ نہیں کریں گے، خوش رہیں گے رنجیدہ نہیں ہوں گے، صحت مند رہیں گے بیمار نہیں ہوں گے، وہ وہاں آسودہ حال نعمتوں والی زندگی گزاریں گے اور مریں گے نہیں، خوب صورت حوروں سے معانقہ کریں گے، وہ وہاں سے نہ نکلیں گے نہ اُکتائیں گے، کھاؤ پیو اور تم نے جو ابدان کو کمزور کیا، تم نے اجساد کو تھکا دیا، روزے رکھے اور تہجد پڑھی جب کہ لوگ سو رہے ہوتے تھے۔

اور انھوں رحمہ اللہ نے ہمیں اشعار سنائے:

أهل المحبة قد نالوا الذى بلغوا
حتى بغدمته الليل قدا نفردوا
هم المريدون والمولى مرادُهم
وما سواه من الاحباب لم يردوا

حثُّـو الـمـطـايـا سـراعـا نـحـو سيِّـدهِـم
حتـى إلـى الـحـور أمـلـى مـوردٍ وردوا
اذا تـدانـوا مـن الـرحـمٰـن مـنـزلة
ودُّوا لـوانهـم مـن خـلـقـه بـعُـدوا
تـرى الـسـكيـنة قـد عَـلَـتْ رؤوسَهـم
فـمـا لـخـلـقٍ عـلـى انـواردهـم جـلَـدُ
فـلـو تـراهـم عـلـى نُـجـبٍ إذا ركبـوا
مـن الـجـواهـر ....الـلّٰـه قـد قـصـدوا
وجبـريـل روى طُـوبـى يـرتِّبَهـم
عـلـى مـقـاديـر مـافـى الخومة اجتهدوا [1]

اہل محبت نے یقیناً پالیا جہاں وہ پہنچے، حتی کہ رات کے وقت اس کی خدمت میں وہ منفرد تھے۔ وہ مرید تھے جب کہ مولی ان کی مراد تھا۔ اس کے سوا جو احباب تھے ان کا انھوں نے ارادہ ہی نہیں کیا انھوں نے سواریوں کو تیزی کے ساتھ اپنے سرداروں کی طرف برانگیختہ کیا اور انھوں نے زندہ رہنے والے بادشاہ سے تمسک اختیار کیا اور اعتماد کیا۔ خطرات شوق انھیں ملتے رہے حتی کہ وہ حور تک بہترین جگہ پر پہنچ گئے، جب وہ الرحمٰن کے ہاں مقام کے قریب پہنچیں گے تو وہ خواہش کریں گے کہ وہ اس کی مخلوق سے دور رہتے، تم دیکھو گے کہ سکینت ان کے سروں پر چھا گئی۔ پس مخلوق کے لیے ان کے انوار پر کوئی ہمت نہیں ہوگی، اگر تم انھیں بہترین اونٹوں پر سوار دیکھو گے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا قصد کیا ہے جبریل علیہ السلام طوبی کے نزدیک انھیں اسی حیثیت سے ترتیب دیں گے جو انھوں نے خدمت میں محنت کی تھی۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی:

شریک رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو معاملات تھے اس کے متعلق پوچھا تو وہ رو پڑے، تو مجھے ان سے سوال کرنے پر ندامت محسوس ہوئی، انھوں نے اپنا سر اُٹھایا تو کہا: جو اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہ اپنی ذات کے ساتھ ہی مشغول رہتا ہے، اور جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے

[1] مشيذة ابن البخاری، لاحمد بن محمد الظاهری الحنفی: 1267/2.

تو وہ صرف اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ہی مشغول رہتا ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔ ❶

وہ اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اس حالت میں تھے کہ انھوں نے اس کی لذت چکھ لی اور اپنے دوستوں کی اس پر رہنمائی کی اور اس کے متعلق نصیحت کی، انھوں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے کہا: ابوعمرو! مالک بن دینار رحمہ اللہ یہ بہت زیادہ بیان کیا کرتے تھے: جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ پھر ہر چیز سے یکسو ہو جاتا ہے، اور اس شخص کے لیے ویل ہے جس نے اپنی عمر ضائع کر لی۔ ❷

جو شخص نیت صادق سے، جس میں اس دنیا کے محرکات کی ملاوٹ ہو نہ نفس کے حظوظ وشہوات کی ملاوٹ ہو، اللہ عزوجل کے ساتھ معاملات کرتا ہے تو یہ (نیت صادق) اسے اس کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص بنا دیتی ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا: اخلاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق نیت کا نام ہے۔ ❸

اور انھوں نے کہا: تقویٰ یہ ہے کہ مخلوق تمھاری زبان میں کوئی عیب نہ پائے، فرشتے تمھارے اعمال وافعال میں کوئی عیب نہ پائیں اور عرش کا مالک تمھارے پوشیدہ احوال میں کوئی عیب نہ پائے۔ ❹

جس شخص کی یہ مذکورہ حالت ہو تو اس نے مجامع الاخلاق اور آداب حاصل کر لیے جو اسے مولا سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لے جاتے ہیں۔

ان کے اقوال:

ہم جن نعمتوں میں ہیں اگر بادشاہوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ تلواروں کے ساتھ اس پر ہم سے لڑائی کریں۔ ❺

بادشاہوں کے مساکین نے راحت طلب کی تو انھوں نے راہ صواب اختیار کرنے میں غلطی کی۔ ❻

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات درست کر لو وہ تمھیں عجائب دکھائے گا۔ ❼

یہ محال ہے کہ تو اس سے دوستی لگائے اور وہ تم کو دوست نہ بنائے۔ ❽

---

❶ حلية الاولياء، لأبى نعيم: 15/8. ❷ حلية الاولياء: 23/8.
❸ إحياء علوم الدين، لأبى حامد الغزالى: 381/4.
❹ تفسير الرازى: 287/1. ❺ فيض القدير لمناوى: 174/2.
❻ طبقات المحدثين بأصبهان، ج:4، رقم: 1261.
❼ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، عبدالرحمٰن السيوطى: 219/1.
❽ حلية الاولياء: 36/8.

اپنے رب تعالیٰ سے اُنس والا جب کہ لوگوں سے غیر انسیت والا واحد جامعی بن جا۔ ❶

جب تم اپنے انسیت والے شخص سے مخلصانہ رویہ اختیار نہیں کرو گے تو تمھاری قمیض پھٹ جائے گی۔ ❷

لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں لیکن انھوں نے کسی چیز کو چکھا نہیں ہوتا، ان سے کہا گیا: ان سے کیا چیز رہ گئی؟ انھوں نے کہا: معرفت کی حلاوت۔ ❸

خواہش ہلاک کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف شفا دیتا ہے، جان لے کہ تیری خواہش تیرے دل سے کسی چیز کو زائل نہیں کر سکتی جب تمھیں ڈر ہو کہ جسے تم جانتے ہو وہ تمھیں دیکھتا ہے۔ ❹

اگر بندے کو اللہ عزوجل کی محبت کا علم ہو جائے تو ان کا کھانا پینا، لباس اور ان کی حرص کم ہو جائے، اور یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو وہ صرف اور صرف اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، حتیٰ کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا ہے تو ان میں سے کوئی قیام میں ہے تو کوئی رکوع میں اور کوئی سجدے میں اور اللہ عزوجل کے ساتھ اور اس کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے کوئی اپنے دائیں والے کی طرف دیکھتا ہے نہ انھیں بائیں جانب والے کی طرف۔ ❺

اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تم اپنے رب تعالیٰ کے ہو جاؤ، اپنے دل، عقل اور اپنے تمام اعضاء کے ساتھ اس سے انسیت رکھو، حتیٰ کہ تم صرف اپنے رب سے اُمید رکھو، صرف اپنے گناہ سے ڈرو، اس کی محبت تمھارے دل میں راسخ ہو جائے حتیٰ کہ اس پر کوئی اور چیز اثر انداز نہ ہو، جب تمھاری یہ حالت ہو، پھر تمھیں کوئی پرواہ نہیں کہ تم خشکی پر ہو یا سمندر میں، میدان میں ہو یا پہاڑ پر، تمھارا حبیب تعالیٰ سے ملاقات کا شوق اس قدر ہو جیسے پیاسے کو ٹھنڈے پانی اور بھوکے شخص کو بہترین کھانے کی طرف شوق ہو، اور تمھارے ہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر شہد سے زیادہ شیریں اور گرمی کے دن پیاسے کے ہاں صاف میٹھے پانی سے بھی زیادہ میٹھا ہو۔ ❻

حق والا اکیلا بھی کم نہیں ہوتا جب کہ باطل والے متعدد لوگ بھی طاقت ور نہیں ہوتے۔ ❼ جب بادشاہ اپنے اختیار سے رات بسر کرتے ہیں تو تم اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے اختیار پر رات بسر کرو اور اس پر راضی ہو جاؤ۔ ❽

❶ فیض القدیر للمناوی : 54/4 . ❷ حلیة الاولیاء : 36/8 .
❸ البحر المدید، احمد بن محمد بن عجیبة الادریس : 262/5 .
❹ شعب الایمان للبیهقی، رقم : 887 . ❺ حلیة الاولیاء، لأبی نعیم : 36/8 .
❻ جامع العلوم والحکم . ❼ حلیة الاولیاء، لأبی نعیم : 16/8 .
❽ حلیة الاولیاء، لأبی نعیم : 16/8 .

باطل کی طرف کثرت نظر سے دل سے معرفت حق جاتی رہتی ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ ہمیشہ کی جنت میں آباد کرے گا، ہمارے بدن تو ایک تھیلا ہیں اگر وہ چاہے تو ان میں کستوری وعنبر داخل کر دے اور اگر چاہے تو ان میں سے موتی اور جوہر نکال دے، ساری مشیت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور ساری قدرت اس کے ہاتھوں میں ہے۔ ❷

جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کے مثل اسے عطا کر دیتا ہے، کیا آپ نے سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے کس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خاطر گھوڑے تلف کیے، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے عوض میں ہوا عطا فرما دی جو ان کے حکم سے ان کی مرضی کے مطابق آرام سے چلتی تھی اور اس کا صبح کو چلنا مہینے کی مسافت کے برابر اور شام کا چلنا مہینے کی مسافت کے برابر تھا۔ ❸

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے جھکتا اور اس کا تابع ہو جاتا ہے تو وہ اور کتا برابر ہیں۔ ❹

جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر لیتا ہے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بھوک میں غیر اللہ کی اطاعت قبول کر لے، پس وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی کفایت میں دخیل ہوتا ہے۔ ❺

جب تم سے کہا جائے: کیا تم مومن ہو؟ تو تم کہو: لا اله الا اللّٰه ۔ ❻

اور وہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

أری نـاسـاً بـأدنـى الـديـن قـد قـنـعـوا
ولا أراهـم رضـوا فـى الـعـيـش بـالـدُّون
فـاستـغـن بـالـلّٰـه عـن دنيـا الـمـلـوك كمـا
استـغـنـى الـمـلـوك بـدنيـاهـم عن الدين ❼

میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دین کے ادنی سے حصے پر قناعت کر چکے ہیں جب کہ میں انھیں کم تر زندگی پر راضی ہوتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے دنیا سے اس طرح بے نیاز ہو جا جس طرح بادشاہ اپنی دنیا کے ذریعے دین سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

---

❶ حلية الاولياء، لأبى نعيم : 16/8 .
❷ حلية الاولياء، لأبى نعيم : 16/8 .
❸ أحكام القرآن لابن العربى : 52/7 .
❹ سير أعلام النبلاء للذهبى : 394/7 .
❺ البداية والنهاية، لابن كثير : 142/10 .
❻ إحياء علوم الدين للغزالى : 132/1 .
❼ المجالسة وجواهر العلم، للدينورى : 71/4 .

ان کی کرامات

اولیاء اور کرامت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

(یونس: 62-64)

''خبردار! اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ جو ایمان لائے اور وہ متقی تھے، ان کے لیے حیات دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ کے کلمات تبدیل ہونے والے نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَائَتَهُ .))[1]

''جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے تو میرا اس سے اعلان جنگ ہے، میرا بندہ جس چیز کے ذریعے میرا تقریب حاصل کرتا ہے تو اس میں سے مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل ہے جو میں نے اس پر فرض قرار دیا ہے، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ جس کے ذریعے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں، اگر مجھ

[1] صحیح البخاری، حدیث: 6137.

سے پناہ طلب کرتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں، مجھے کسی کام سے جو میں نے کرنا ہوتا ہے کبھی تردّد نہیں ہوتا جتنا مومن کی جان قبض کرتے ہوئے ہوتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور جو چیز اسے بری لگے وہ مجھے ناپسند ہے۔''

کرامت: ایسا کام جو غیر معمولی ہو اور اس کے ساتھ نبوت کا چیلنج نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے اپنے صالح متقی افراد کے ہاتھوں پر جاری کر دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے، پس ہر متقی شخص اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، اس لیے علماء بیان کرتے ہیں: اولیاء کی کرامتیں انبیاء علیہم السلام کے معجزے ہیں، یہ اس لیے کہ اس شخص کے ہاتھ پر کرامت کا اجراء اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، ولی کی ہر کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہے جو صدق تابع اور صدق متبوع پر دلالت کرتا ہے۔ رہا وہ جو غیر معمولی کام کسی فاسق یا کافر شخص کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے تو وہ استدراج ہوتا ہے، اور کبھی وہ جادو یا شعبدہ بازی ہوتی ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انھیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔

ولی: وہ ہے جو اطاعت و تقویٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حفظ و نصرت کے ساتھ اسے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ﴾ (النحل : 128)

''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکوکار ہیں۔''

ابن رجب رحمہ اللہ نے بیان کیا: حدیث سابق سے مراد ہے کہ جو شخص فرائض اور پھر نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے محنت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا قرب عطا کر دیتا ہے اور اسے ایمان کے درجے سے احسان کے درجے تک ترقی دے دیتا ہے، اور وہ دل کی کامل توجہ اور مراقبت کے درجے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بن جاتا ہے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے، پس اس کا دل اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت و عظمت اور اس کے خوف ورعب و اجلال اور اس سے اُنس اور اس کی طرف اشتیاق سے بھر جاتا ہے، تب بندہ بولتا ہے تو اس کا ذکر کرتے ہوئے، اور اس کی حرکت اس کے حکم سے ہوتی ہے، جب بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولتا ہے، سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سنتا ہے، اگر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اگر پکڑتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے پکڑتا ہے۔

کتاب و سنت اور اخبار و آثار کے دلائل ہر دور میں اولیاء کی کرامات وقوع ہونے پر نمایاں ہیں جنھوں نے

آفاق کو بھر دیا اور اوراق ان کا شمار کرنے سے عاجز آ گئے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ ﴾ (آل عمران : 37)

''جب بھی زکریا علیہ السلام ان (مریم علیہا السلام) کے ہاں محراب میں جاتے تو ان کے ہاں رزق پاتے، وہ کہتے: مریم (علیہا السلام)! یہ تمھارے پاس کہاں سے آئے ہیں؟ وہ کہتیں: وہ میرے اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ (النمل : 40)

''وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا: میں اسے تمھارے پاس لاتا ہوں اس سے پہلے کہ تم آنکھ جھپکو، پھر جب اس نے اسے اپنے پاس پایا تو کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کیا میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے لیے ہی شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے نیاز کرم والا ہے۔''

اور جریج راہب والی حدیث، غار والے تین افراد کی حدیث، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیالے کی برکت والی حدیث، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز: یا ساریۃ الجبل (ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچو) والی حدیث، علاء بن حضرمی رحمہ اللہ کا پانی پر چلنا، ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پیالے کا تسبیح کرنا، عمران بن حصین کو فرشتوں کا سلام کرنا رضوان اللہ علیہم اجمعین [1]

اگر اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہوتا تو کافی تھا:

((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ .)) [2]

'اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دے تو وہ اسے پورا کر دیتا ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا معاملہ ہے کہ ان سے کرامات نقل نہیں کی گئیں جس طرح کہ ان کے بعد والے حضرات سے منقول ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ان کے ایمان کی قوت کی وجہ سے۔

---

[1] معجم كرامات الصحابة ، محى الدين بن محمد الطعمى .

[2] حدائق الانوار ومتابع الأسرار فى سيرة النبى المختار ، محمد بن عمر الحضرمى الشامى : 136/1 .

امام نووی رحمہ اللہ نے جریج راہب کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے شرح صحیح مسلم میں بیان کیا: اس میں اولیاء کی کرامات کا اثبات ہے اور یہ تمام خلاف معمول کاموں میں ہوتا ہے اور یہ کہ ہر وہ چیز جو انبیاء علیہم السلام کا معجزہ ہوتا ہے وہ اولیاء کی کرامت ہے، اور یہ کہ اولیاء کی کرامت اس طرح بھی جائز ہے کہ وہ ان کے اختیار اور ان کے طلب پر ہو اور ان کے اختیار کے بغیر بھی ہو، اس لیے کہ جریج رحمہ اللہ نے وضوء کیا، نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور پھر اس لڑکے سے کہا: تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں چرواہا۔

بسا اوقات اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو صلہ دیتا ہے اور ان کے ہاتھوں پر کرامت جاری کرتا ہے، جبکہ انھیں اس کا علم ہوتا ہے نہ وہ اس کی استعداد رکھتے ہیں اور یہ سب ان کے اکرام اور ان کی حالت و مقام کو بلند کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

اس بارے میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے جو بیان کیا ہے: میں نہیں سمجھتا کہ یہ امر ہو مگر اس شخص کے بارے میں کہ لوگ اسے اس کے حوالے سے نہیں جانتے، اور وہ اسے خود بھی نہیں جانتا ہوتا۔ ❶

ان کا دشمن سے جہاد وقتال

ابراہیم رحمہ اللہ کو پسند تھا کہ وہ جنت کو تلواروں کے سائے تلے دیکھیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ .)) ❷

''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔''

اور انھیں یہ پسند تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کر لیں۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ ﴾

(الصف : 10-13)

''ایمان دارو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت کے متعلق نہ بتاؤں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے، تم

---

❶ الاولیاء، لابن ابی الدنیا: 36/1.
❷ صحیح البخاری، رقم: 2818.

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ تم اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، وہ تمھارے گناہ معاف کر دے گا، اور تمھیں جنتوں (باغات) میں داخل فرما دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور سدا بہار جنت میں بہترین مسکن ہوں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے، دوسری چیز جو تمھیں پسند ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور فتح قریب نیز مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (التوبة : 111)

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کا سودا کر لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) ہو جاتے ہیں، یہ اس پر وعدہ حق ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں وہ پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے، پس تم اپنی بیع پر جو تم نے اللہ تعالیٰ سے بیع کی ہے خوشیاں مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، انھوں نے دو یا تین بار آپ ﷺ سے یہی سوال دہرایا اور آپ ﷺ یہی فرماتے رہے:

''تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، پھر فرمایا:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ ، لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال روزہ رکھنے والے اور تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے واپس آنے تک سستی اور کوتاہی نہیں کرتا۔''

---

❶ صحيح البخاری، صحيح مسلم : 4977.

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان۔'' عرض کیا گیا، پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد۔'' عرض کیا گیا، پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حج مبرور))[1]

''حج مبرور۔''

ابراہیم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے والے ہر طریق میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کا قصد کیا ہے حتی کہ اگر اس کی قیمت ان کی جان وروح اور ہر وہ چیز ہو جس کے وہ مالک ہوں۔

بلاد روم میں ان کا جہاد:

ابو القاسم یحییٰ بن عبد الباقی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ثابت بن نصر کا قلعہ روم میں جہاد کرنے والے ابدال سے بھرا رہتا تھا، اور یہ (قلعہ) پہلی سرحدی چوکی کا کام کرتا تھا آغاز یوں ہوا کہ صالح حضرات مصیصہ میں ثابت بن نصر کے قلعے میں سکونت پذیر ہوتے ہیں ان کے غزوات بہت زیادہ ہو گئے، ان کی سخت لڑائی اور ان کی طرف سے بڑی شکست کی وجہ سے رومی ان سے سخت غصے میں تھے، ان مجاہدین میں سے: یوسف بن اسباط، علی بن بکار، ابراہیم بن ادہم، عبداللہ بن مبارک، ابو معاویہ الاسود رحمہم اللہ اور ان کے ساتھی، اور پھر اس کے بعد وقتاً فوقتاً بے شمار افراد آتے رہے طرطوس نیک لوگوں سے بھر گیا اور وہ سب کے سب فضیلت و جہاد والے تھے۔[2]

انھوں نے دوران جہاد چلنے کی بڑی مشقت برداشت کی:

احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے ابو الولید کو بیان کرتے ہوئے سنا، میں اور ابراہیم رحمہ اللہ نے جہاد کیا میرے پاس گھوڑا تھا جب کہ وہ پیدل تھے، میں نے چاہا کہ وہ سوار ہو جائیں لیکن انھوں نے انکار کر دیا، میں نے قسم اُٹھائی تو وہ سوار ہو گئے حتی کہ وہ زین پر بیٹھے، انھوں نے کہا: میں نے تمھاری قسم پوری کر دی، پھر وہ سواری سے اُتر گئے، ہم نے چھتیس میل سفر طے کیا جب کہ وہ پیدل ہی تھے، جب ہم نے پڑاؤ ڈالا تو وہ سمندر پر آئے اور اپنے پاؤں صاف کیے، پھر آئے اور لیٹ گئے، انھوں نے اپنے پاؤں دیوار پر رکھے، پس یہ بہت سخت چیز تھی جو میں نے انھیں کرتے دیکھا۔[3]

---

[1] صحيح البخاري: 1519.

[2] شذرات من كتب مفقودة فى التاريخ، للدكتور احسان عباس: 457/2. [3] حلية الاولياء: 341/3.

ابراہیم رحمہ اللہ کے سامنے دشمن کی شکست:

خلف بن تمیم کوفی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ سمندر میں کشتی پر سوار تھے، تو دشمن سامنے نکل آیا، ابراہیم رحمہ اللہ سمندر میں کود گئے اور ان کی طرف تیرنے لگے جب کہ ایک دوسرا آدمی ان کے ساتھ تھا، جب دشمن نے یہ منظر دیکھا تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ❶

وقت شہادت آیا تو تم بھاگ گئے:

جامع بن اعین رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، بہت زیادہ برف باری ہوئی حتی کہ گھوڑوں، لشکر اور خیموں پر غالب آ گئی، ابراہیم رحمہ اللہ کھڑے ہوئے ایک چوغہ پہنا، انھوں نے اپنے آپ کو (سمندر میں) ڈال دیا، برف ان پر چڑھ گئی، پس اس اندیشے کے پیش نظر کہ برف ہمیں ڈھانپ نہ لے ہم بھاگ نکلے اور اپنی رہائش گاہیں چھوڑ دیں جب ہم نے صبح کی تو ہم میں سے کسی نے دیکھا اور کہا:

تمھارا بُرا ہو، لشکر آ گیا، ہم ایک درخت کی طرف لپکے ہم اس میں چھپنا چاہتے تھے، پس ہم نے خیال کیا: دشمن تو پہنچ گیا، -علی بن بکار ہمارے ساتھ تھے- انھوں نے کہا: ثابت قدم رہو اور دیکھو کہ یہ لشکر کیسا ہے؟ پہاڑ سے کچھ لوگوں نے دیکھا تو کہا: ابوالحسن! گھوڑے اپنی زینوں سمیت آ رہے ہیں ان پر کوئی سوار نہیں ہے، ان کے پیچھے ایک گھڑ سوار ہے جو انھیں اپنے نیزے کے ساتھ لا رہا ہے، علی رحمہ اللہ نے کہا: تمھارا بُرا ہو، وہ تو ابراہیم بن ادہم ہیں، نیچے اترو، ہم ان کے ہاں دو مرتبہ رسوا نہیں ہوں گے، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تین سو ساٹھ گھوڑوں پر مشتمل ایک لشکر لے کر آئے، ہم نے ان کا استقبال کیا تو انھوں نے ہمیں کہا: جب وقت شہادت آیا تو تم بھاگ گئے، علی بن بکار نے ہمیں بتایا: انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے برف کو جما دیا اور گھوڑوں کو ہانکنے پر ان کی مدد کی۔ ❷

تین افراد کی تین مواقع پر معرفت و پہچان ہوتی ہے:

ابراہیم رحمہ اللہ شجاع و بہادر تھے، وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے، وہ دشمن سے نہیں بھاگتے تھے، انھوں نے شجاعت، حملہ کرنے اور دشمن سے آمنا سامنا ہونے کی صورت میں ثابت قدمی کے حوالے سے شان دار مثالیں رقم کی ہیں، وہ اپنے دوستوں سے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے سے وصیت کا ذکر کیا کرتے تھے:

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: 325/6.   ❷ حلیة الاولیاء، لابی نعیم: 8/8.

تین قسم کے افراد کی تین مواقع پر پہچان ہوتی ہے: حلم و بردبار شخص کا غصے کے وقت، شجاع و بہادر کا لڑائی کے وقت جب اس کا برابر کے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے، اور تمھارے دوست کا تب ہی پتہ چلتا ہے جب تمھیں اس کی ضرورت ہو۔ ❶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات:

احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرے بعض اصحاب نے مجھے بیان کیا کہ سرزمین شام میں ابراہیم رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی برف باری کا شکار ہو گئے، ان کے ساتھی تو خیموں میں داخل ہو گئے، جب کہ وہ اکیلے باہر رہ گئے، انھوں نے انھیں بھی کہا کہ وہ اندر آ جائیں لیکن انھوں نے انکار کیا، راوی نے بیان کیا: انھوں نے اپنا سر اپنی پوستین میں داخل کیا، جب بھی ان پر برف زیادہ ہوجاتی تو وہ اسے جھاڑ دیتے، جب ان حضرات نے صبح کی اور سورج نکل آیا تو خیمے والے حضرات باہر آ گئے اور انھوں نے کہا: ابواسحاق! کیسی رات ہم پر گزری ہے؟! اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ وہ اس جیسی دوسری رات سے ہمیں نہ آزمائے، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اس جیسی دوسری رات ہم پر کس طرح ہوگی؟! ❷

انھوں نے دشمن کے ہاتھوں قیدی بننے والے شخص کے بارے میں جو کہا: قیدی جب تک دشمن کے ہاتھوں میں قید رہتا ہے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ ❸

موت کے بارے میں ان کا کلام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۱۸۵ ﴾ (آل عمران: 185)

”ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، قیامت کے دن تمھیں تمھارا پورا پورا اجر دیا جائے گا، جسے آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا جب کہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔“

---

❶ حلية الاولياء، لأبی نعيم : 8/8.
❷ حلية الاولياء، لأبی نعيم : 8/8.
❸ المجالسة وجواهر العلم، للدينوری : 393/5.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ (النساء : 78)

''تم جہاں کہیں بھی ہوگے موت تمھیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔''

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند کرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔''

میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا موت کو ناپسند کرنا؟ تو ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ كَذٰلِكَ ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ، وَ اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ وَعُقُوْبَتِهٖ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ فَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ .)) [1]

''اس طرح نہیں ہے، لیکن مومن کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی رضا مندی، اور اس کی جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، جب کہ کافر کو اللہ تعالیٰ کے عذاب، اس کی ناراضی اور اس کی سزا کی خوش خبری سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتا ہے۔''

موت: یہ روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، اور یہ عمل بہت بڑی تکلیف سے پورا ہوتا ہے، بندے کو دنیا میں پہنچنے والی تکلیفوں میں سے یہ سب سے بڑی تکلیف ہے۔

کسی شخص سے موت کے وقت پوچھا گیا: تم اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے آپ کو اس طرح پاتا ہوں کہ بہت زیادہ کھنچا چلا جا رہا ہوں اور گویا کہ مختلف خنجر میرے پیٹ میں ہیں، اور گویا کہ میرا پیٹ ایک گرم کیا گیا تندور ہے جس میں آگ شعلے مار رہی ہے۔ ایک دوسرے آدمی سے پوچھا گیا تم اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے آپ کو اس طرح پاتا ہوں گویا کہ آسمانوں کو زمین کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں، اور میں اپنے نفس کو محسوس کر رہا ہوں، گویا کہ وہ سوئی کے سوراخ سے

[1] صحیح البخاری، صحیح مسلم .

نکل رہا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے عبدالملک کی وفات کے وقت کہا: الحمد للہ جس نے موت کو اپنی مخلوق پر حتمی واجب قرار دیا، اور اس میں ضعیف وقوی اور اعلیٰ وادنی سب کو برابر قرار دیا، اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (الانبیاء: 35)

''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

پس ان میں سے عقل وشعور والے جانتے ہیں کہ وہ اپنی قبروں کی طرف جانے والے ہیں، اور ان کے ساتھ صرف ان کے اعمال ہی جائیں گے۔ ❶

اس شخص کا حال کتنا بہتر ہے جس نے موت کو یاد رکھا، فوت ہونے سے پہلے اس سے نجات کے لیے عمل کیا، اپنے آپ کو اپنے مولا وآقا کی خدمت پر لگایا، اپنی دنیا میں سے اپنی آخرت کے لیے آگے بھیجا، اس گھر کے لیے رغبت رکھی جس کی نعمتیں ختم ہوں گی نہ اس کے معزز کی اہانت کی جائے گی۔ ان میں سے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لَاتَرْكَنَنَّ إِلَى الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا
فَالْمَوْتُ لَاشَكَّ يَفْنِيْنَا وَيَفْنِيْهَا
وَاعْمَلْ لِدَارٍ غَدًا رِضْوَانُ خَازِنُهَا
وَالْجَارُ أَحْمَدُ وَالرَّحْمٰنُ نَاشِيْهَا
قُصُوْرُهَا ذَهَبٌ وَالْمِسْكُ طِيْنَتُهَا
وَالزَّعْفَرَانُ حَشِيْشٌ نَابِتٌ فِيْهَا

''تم دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے دل نہ لگاؤ۔ موت یقیناً ہمیں اور اسے فنا کر دے گی، کل والے گھر کے لیے عمل کرو جس کا خازن (جنت کا داروغہ) رضوان ہے۔ ہمسائے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب کہ رحمٰن اسے بنانے والا ہے۔ اس کے محل سونے کے ہیں جب کہ کستوری اس کی مٹی ہے۔ زعفران اس میں اُگنے والی گھاس ہے۔''

تین چیزوں میں مشغول:

ابراہیم رحمہ اللہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے،

❶ الکامل فی اللغة والأدب، محمد بن یزید المبرد: 15/4.

سفیان رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا: آؤ تا کہ میں آپ کو اپنا علم سناؤں، انھوں نے کہا: میں تین کاموں میں مشغول ہوں، اور وہ چلے گئے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم نے ان سے پوچھا کیوں نہیں کہ وہ تین کیا ہیں؟ پھر وہ اُٹھے اور ان کا ایک شاگرد ان کے پیچھے چلا حتی کہ وہ ابراہیم رحمہ اللہ سے جا ملے، تو انھوں نے انھیں کہا: میں تین کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے طلب علم نہیں کر سکتا، تو وہ ہیں نعمتوں پر شکر گزاری میں، جو مجھ سے ہو چکا اس پر استغفار اور موت کی تیاری میں مشغول ہوں۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: تین اور کون سے ہیں؟ [1]

ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس آیا کرتے تھے اور کہتے: ابراہیم! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ توحید پر ہماری روح قبض کرے۔ [2]

سنت مومن کی دوست ہے:

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں ساحل پر ایک جنازے کے ساتھ گیا، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ میرے لیے موت میں برکت فرمائے، تو تابوت میں سے کسی نے کہا: اور موت کے بعد بھی، ابراہیم بیان کرتے ہیں: اس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا حتی کہ میں تابوت کے پائے بھی نہ اُٹھا سکا، میت کو دفنا دیا گیا اور لوگ چلے گئے، میں اس چار پائی میں سے آنے والی بات، پر غور وفکر کرتے ہوئے قبر کے پاس بیٹھ گیا: ''اور جو موت کے بعد۔''

مجھے نیند آ گئی جب کہ میرا سر میرے گھٹنوں پر تھا، تو میں نے قبر سے بہترین چہرے، بہترین خوشبو اور انتہائی صاف ستھرے والا شخص دیکھا، اور وہ کہتا ہے: ابراہیم: میں نے کہا: جی حاضر ہوں، اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا: اس چار پائی سے بات کرنے والا میں ہی تھا جس نے کہا تھا: ''موت کے بعد'' میں نے اسے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو (اُگنے کے لیے) پھاڑا، روح کی تخلیق فرمائی اور عظمت کی چادر اوڑھی، مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں سنت ہوں، میں دنیا میں اپنے ساتھی کی حفاظت کرنے والی، اس کی نگران ومحافظ، قبر میں نور ومؤمن کو رقیامت کے دن جنت کی طرف لے جانے اور رہنمائی کرنے والی ہوں۔ [3]

ان کی ابن بشار رحمہ اللہ کو نصیحت:

ابراہیم بن بشار رحمہ اللہ نے کہا: میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: موت ایک پیالہ ہے

---

[1] تاریخ بغداد، للخطیب: 219/3.
[2] الثبات عند الممات لابن الجوزی: 80/1.
[3] شرح اعتقاد اهل السنة والجماعة، للألكائی: 246/5.

اسے صرف وہی پی سکتا ہے جو ڈرتا گھبراتا ہو، اطاعت گزار ہو، اور جو اس کی توقع رکھتا ہو، پس جو تو مطیع تھا تو اس کے لیے حیات وعزت ہے، اور قیامت کے دن کے عذاب سے نجات ہے، جب کہ گناہ گار شخص چیخ و پکار اور کمر توڑ دینے والی آفت کے دن حسرت مند اُمت کے درمیان ہوگا، میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے کہا: تو انھوں نے کہا: ابن بشار! آپ طالب اور مطلوب ہیں، تمھیں وہ طلب کرتا ہے جس سے تم چھوٹ نہیں سکتے، اور تم طلب کرتے ہو جس کی ذمہ داری کسی اور نے لے لی، گویا کہ تم ایسی چیز کے ساتھ ہو جو تم سے غائب و پوشیدہ ہے وہ تمھارے لیے ظاہر کر دی گئی ہے، اور گویا کہ تم جس میں ہو اس سے تم منتقل کر دیے گئے ہو۔

ابن بشار! گویا کہ تم محروم کیے گئے حریص نہ تھے اور رزق دیے گئے فاقے والے نہیں تھے، پھر انھوں نے مجھے کہا: تمھارا حیلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: سبزی فروش کے پاس میرا ایک دانق (کرنسی) ہے، انھوں نے کہا: تم مجھ پر برتری رکھتے ہو تمھارے پاس ایک دانق (کرنسی کا نام) ہے، اور تمھیں کام کی تلاش ہے۔ ❶

ابن بشار! اپنے دل کی آنکھ کو یہ تصور پیش کرو کہ موت کا فرشتہ اور اس کے اعوان و انصار تمھاری روح قبض کرنے آ چکے ہیں، دیکھو کہ تم کس طرح ہو گے، اسے یہ نقشہ پیش کرو ہولناکیوں کا آغاز کس طرح ہوگا، منکر ونکیر کے سوالات و جوابات، اس وقت تمھاری کیا کیفیت ہوگی، قیامت کے دن کی ہولناکیاں، گھبراہٹ، اعمال کا پیش ہونا، حساب و کتاب اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا، ان سب چیزوں کو ذرا خیال میں لاؤ اور دیکھو کہ تمھاری کیا کیفیت ہوگی، پھر انھوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور ان پر غشی طاری ہوگئی۔ ❷

موت کے بارے میں ان کے اقوال:

ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: تم جس منزل کے راہی ہو اسے یاد رکھا کرو جس طرح اسے یاد رکھنے کا حق ہے، اپنے گزرے ہوئے لمحات پر غور وفکر کیا کرو، کیا تمھیں ان پر اعتماد ہے اور تمھیں اپنے رب کے عذاب سے نجات کی اُمید ہے، جب تمھاری یہ حالت ہوگی تو تمھارا دل طریق نجات کے اہتمام پر مشغول ہو جائے گا ان لوگوں کے طریق کے برعکس جو بے خوف، غافل مطمئن ہیں، جنھوں نے اپنے آپ کو نفس کی خواہشات کے پیچھے لگا لیا، اور انھوں نے ان کو ان کی ہلاکت کے طریق پر گامزن کر دیا، کوئی شک نہیں کہ انھیں عنقریب پتہ چل جائے گا، وہ عنقریب مقابلہ بازی کریں گے اور وہ عنقریب ندامت اُٹھائیں گے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴾ (الشعراء : 227)

❶ حلية الاولياء، لأبي نعيم : 13/8 . ❷ تاريخ دمشق لابن عساكر : 331/6 .

''عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔''

اگر اس کے افراد ہوں، جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو تکبر اور شہوت کی نسبت گم نامی اسے زیادہ پسند ہوگی، اللہ کی قسم! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہ اس کی نیند کی اُمید کی جائے، اور نہ ہی موت کوئی عذر قبول کرتی ہے کہ اس کے عذر سے امن حاصل ہو جائے، تو پھر تفریط و تقصیر اور یہ بھروسہ و تاخیر کیسی؟ ہم اپنے اعمال سے جذبات کے ذریعے، طلب تو بہ توقف و تاخیر کے ذریعے اور عیش فانی کے ذریعے عیش باقی سے راضی ہو گئے ہیں۔ ❶

میرے بھائیو! تم پر لازم ہے کہ تم سبقت لے جانے اور محنت و کوشش کو اختیار کرو، اور مسابقت اختیار کرو، کیوں کہ ایک جوتا (قدم) جب اپنے ساتھ والے جوتے سے پیچھے رہ جاتا تو وہ اسے ملنے کے لیے جلدی کرتا ہے۔ ❷

ہر آدمی کی گردن میں ایک قلادہ (پٹا) ہے، وہ اس میں اپنے عمل کا نسخہ تحریر کرتا ہے، جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ لپیٹ دیا جاتا ہے، اور جب اسے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا تو اسے نشر کو (پھیلا) دیا جائے گا، اور اسے کہا جائے گا:

﴿ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ ﴾ (الإسراء : 14)

''اپنی کتاب (اعمال نامہ) پڑھو، آج تم اپنا حساب لینے کے لیے خود ہی کافی ہو۔'' ❸

اور وہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

مَا اَحَدٌ اَنْعَمُ مِنْ مُفْرَدٍ
فِی قَبْرِهِ أَعْمَالُهُ تُؤْنِسُهُ
مُنَعَّمُ الْجِسْمِ وَ فِیْ رَوْضَةٍ
زَیَّنَهَا الْإِلٰهُ فَهِیَ مَجْلِسُهُ

''کوئی بھی اس اکیلے شخص سے زیادہ آسودہ حال نہیں جو کہ اپنی قبر میں ہے اور اس کے اعمال اس سے غم خواری کرتے اور اسے اُنسیت بخشتے ہیں۔ جسم کو آسودہ حال کر دیا گیا جب کہ وہ ایک باغ میں ہے الٰہ (اللہ تعالیٰ) نے اسے مزین کر دیا ہے پس وہ اس کی آرام گاہ ہے۔'' ❹

---

❶ سیر اعلام النبلاء، الذهبی : 441/13. ❷ الزهد الكبير للبيهقی، ج: 2، رقم : 587.

❸ التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة، للقرطبی : 330/1.

❹ شرح حدیث :((لبيك)) لابن رجب الحنبلی : 77/1.

ان کی وفات اور ان کی قبر کی جگہ

جس رات انھوں نے وفات پائی:

ابوعبداللہ الجوزجانی رحمہ اللہ -ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھی- نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بحری جنگ کی، ان کے ساتھی آگے چلے گئے، تو انھوں نے مجھے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی رات وفات کے متعلق بتایا، وہ پچیس یا چھبیس بار بیت الخلاء گئے، وہ ہر بار نماز کے لیے نیا وضوء کرتے، جب انھیں موت کا احساس ہوا، تو کہا، میرے لیے میری کمان کی تانت کھینچو، انھوں نے اپنی کمان پکڑی، اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی جب کہ کمان ہاتھ میں تھی، پس ہم نے انھیں بلاد روم میں کسی بحری جزیرے میں دفن کیا۔

محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے 161ھ میں وفات پائی، انھیں سوقین میں دفن کیا گیا اور وہ بلاد شام میں ایک قلعہ ہے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے کہا: انھوں نے اسی طرح کہا ہے، جب کہ محفوظ بات یہ ہے کہ انھوں نے 162ھ میں وفات پائی۔

ابوتوبہ الربیع بن نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا: انھوں نے 162ھ میں وفات پائی اور انھیں ساحل سمندر پر دفن کیا گیا۔ [1]

جب ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے وفات پائی تو ان کے بھانجے محمد بن کناسہ رحمہ اللہ نے کہا:

رَأَیْتُكَ لا یَکْفِیْكَ کَمَا دُوْنَهٗ الْغِنٰی
وَقَدْ کَانَ یَکْفِیْ دُوْنَ ذَاكَ ابْنَ اَدْهَمَا
وَکَانَ یَرَی الدُّنْیَا صَغِیْرًا کَبِیْرُهَا
وَکَانَ لِحَقِّ اللّٰهِ فِیْهِ مُعَظِّمَا
یُشِیْعُ الْغِنٰی أَنْ نَالَهٗ وَکَأَنَّمَا
یُلَاقِی بِهِ الْبَأْسَاءَ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَا

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر : 349/6.

وَلِـلْـحِـلْـمِ سُـلْـطَـانٌ عَـلَـى الْـجَـهْـلِ عِـنْـدَهٗ
فَـمَـا يَسْتَـطِيْـعُ الْـجَـهْـلُ أَنْ يَتَـرَمْـرَمَـا
وَ اَكْثَـرُ مَـا يُـلْـقِـىْ مِنَ الْقَـوْمِ صَـامِتًـا
فَـاِنْ قَـالَ بَـذَّ الْـقَـائِـلِيْـنَ وَاحْـكَـمَـا
يُـرَى مُسْتَـكِيْـنًـا خَـاشِعًـا مُتَـوَاضِعًـا
وَ لَـيْـثًـا إِذَا لَاقَـى الْكَـرِيْهَةَ ضَيْغَمَـا ❶

میں نے تجھے دیکھا کہ تمھیں تونگری سے نیچے کوئی چیز کفایت نہیں کرتی حالانکہ آپ سے بھی کم تر ابن ادہم رحمہ اللہ تو کافی ہوا کرتا تھا، دنیا کے بڑے دنیا کو چھوٹا جانتے تھے اور اس دنیا میں وہ اللہ کے حق کی تعظیم کرنے والے تھے، وہ امیری کو پانے سے کنی کتراتے تھے گویا کہ وہ اس کے ساتھ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی پریشانی کا سامنا کرتا ہو۔ اور اس کے نزدیک بردباری کو جہالت پر غلبہ حاصل تھا لہٰذا جہالت اس کے نزدیک حرکت نہیں کر سکتی تھی، اسے انتہائی عاجزی خشیت اور تواضع کی حالت میں دیکھا جاتا ہے اور جب جنگ کا موقع ہوتا تو وہ ببر شیر بن جاتا ہے۔ ❷

①:...... ابن شداد رحمہ اللہ نے بیان کیا: جبلہ کے نواح میں ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی قبر ہے ......وہ اصلاً بلخ سے تھے۔ ان کے والد بادشاہ تھے، انھوں نے اختیاری طور پر نہ کہ اضطراری طور پر دنیا ترک کی، شامی سرحدوں کو اپنی منزل اور گھر بنایا۔ ❸

②:...... احمد بن علی القلقشندی رحمہ اللہ نے طرابلس کے زیر اثر چھوٹے چھوٹے علاقوں کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: وہ چھ ہیں ......انھوں نے ان میں جبلہ کا بھی ذکر کیا، اور انھوں نے کہا: وہ بحر روم کے ساحل پر چھوٹا سا شہر ہے، اس کے انتظامی علاقے وسیع ہیں، اس کے اور لاذقیہ کے درمیان بارہ میل، اس کے اور انطاکیہ کے درمیان اڑتالیس میل کی مسافت ہے، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا مقام بھی وہیں ہے۔ ❹

③:...... القلقشندی رحمہ اللہ نے جناب ادہمی رحمہ اللہ کے جبلہ کے مقام پر ہونے مستند طور پر ذکر کیا ہے انھوں نے الشیخ عبداللہ السطوحی رحمہ اللہ کے نام خط لکھا ......اور مقدمہ کے بعد بیان کیا: اس لیے منظر کشی کی گئی کہ جناب

---

❶ الوافی بالوفیات، للصفدی: 86/2.　❷ رحلة ابن بطوطة: 78/1.

❸ الأعلاق الخطيرة فى ذكر امراء الشام والجزيرة، لابن شداد: 25/1.

❹ صبح الاعشى فى صناعة الإنشاء، للقلقشندى: 154/4.

عالی المرتبت الادہمی رحمہ اللہ کی جبلہ کی محفوظ سرحد پر تقرری کی گئی، وہاں کے مکینوں پر رحمت ورضوان ہو، فلاں کے نام اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے نفع پہنچائے اور ان کی نیک دعاؤں کے عوض مسلمانوں کو ان کی موجودہ حالت سے بہتر انعامات سے نوازے، ان کے انفصال کے حکم سے جیسا کہ ان کی وجہ سے بہترین اصول واحکام وارد ہوئے ہیں، اتصال علوم شریعہ کے وقت اللہ تعالیٰ اسے شرف وعظمت سے مشرف فرمائے اور جس مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تعظیم میں اضافہ فرمائے، اس کے کارپردازوں کے اعتماد میں اضافہ فرمائے، جب کہ اب چیزوں کو ان کی جگہوں پر رکھا جائے اور معاملات ان کے اہل افراد کے سپرد کیے جائیں۔ ❶

④:...... ابوالفداء امام ابن کثیر رحمہ اللہ) جبلہ شہر کے متعلق اپنے کیلنڈر میں بیان کرتے ہیں: یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، اس میں ایک قبر ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی قبر ہے۔ ❷

⑤:...... یہ منقول ہے کہ بلاد کے بادشاہ نے 882ھ میں جبلہ اور ولی صالح ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت کی۔ ❸

⑥:...... جبلہ کا نام ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ جڑ گیا حتی کہ وہ جبلہ الادہمیہ کے نام سے معروف ہو گیا۔

⑦:...... جامع السلطان ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی شام اور بہت سے ممالک میں بہت زیادہ شہرت ہو گئی۔

⑧:...... اس جامع کے لیے جو اوقاف وقف کی گئی وہ 8500 ہیکٹر ہے۔ ❹

اللہ تعالیٰ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ پر رحم فرمائے، یہ الشیخ المجاہد العابد، الزاہد، جنھوں نے دنیا کو پس پشت ڈالا اور اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو گئے، وہ اپنے قدموں کو اس کی رضا مندی والے کاموں کی جانب آمادہ کرتے اور اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتے، وہ اللہ تعالیٰ کی وسیع سرزمین پر سیاحت کرتے، اس کی بادشاہت میں سرگرداں رہے حتی کہ بندوں کے دلوں میں وہ منزل پالی، اور رب العالمین جل جلالہ کے ہاں اعلیٰ منازل پر فائز ہو گئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان سے اور ان کی پاکیزہ سیرت سے، ہمارے باقی تمام ائمہ صالحین اور اس کے صراط مستقیم اور شرح قویم پر چلنے والوں کے ذریعے ہمیں فائدہ پہنچائے، بے شک وہ بڑے فضل والا ہے۔ میں نے نفع عام مکمل کرنے کے لئے مسند ابراہیم بن ادہم للامام الحافظ ابوعبداللہ بن مندہ بھی ملادی ہے۔ واللہ الموفق۔

❶ صبح الأعشى : 481/12. ❷ تقويم البلدان : 254/1.
❸ وجيز الكلام فى الذيلعلى دول الاسلام : 882/3.
❹ نقلا من كتابه : تاريخ حبلة و علماء ها ، للشيخ عبدالصمد جاج نجيب: 63/1.

مصنف کی سوانح حیات

محدث الاسلام الحافظ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ

المعروف ابن مندہ رحمہ اللہ (310ھ-395ھ)

نام ونسب، تاریخ پیدائش:

وہ الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ ابن مندہ رحمہ اللہ ہیں، وہ 310ھ میں پیدا ہوئے، 318ھ میں سماع علم کا آغاز کیا، انھوں نے ایسے گھرانے میں پرورش پائی جو علم سے محبت کرتا تھا اور علم اس کی شناخت و پہچان تھی، ان کے والد محدث تھے جب کہ ان کے دادا حافظ تھے۔

علمی اسفار:

انھوں نے کئی ممالک کا سفر کیا اور آفاق سے گزر گئے حتی کہ ان کے اساتذہ کی تعداد سترہ سو سے زیادہ ہے۔

جعفر بن محمد مستغفری رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابوعبداللہ بن مندہ رحمہ اللہ سے زیادہ حافظ نہیں دیکھا، میں نے ایک دن ان سے سوال کیا: آپ نے جو اساتذہ کرام سے احادیث سماعت کی ہیں وہ کتنی ہوں گی؟

انھوں نے فرمایا: پانچ ہزار ''من'' ہوں گی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''من'' دو جلدوں یا ایک ایک بڑی جلد کے برابر ہوگا۔

انھوں نے عراق کا سفر کیا، پھر شام تشریف لے گئے، پھر مصر میں دو سال قیام کیا، حجاز اور خراسان بھی گئے اور پھر ماوراء النہر کے علاقوں کا سفر کیا۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ کو اپنے علمی اسفار کی کثرت کی وجہ سے ''الجوال'' (بہت گھومنے پھرنے والا) کا لقب دیا گیا تھا۔

الباطرقانی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ابوعبداللہ بن مندہ رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں دو دفعہ مشرق ومغرب گھوم چکا ہوں، ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ حدیث وحفظ کے ثبت (حجت و برہان) تھے۔

اقوال ائمہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: الامام الحافظ الجوال، میں نہیں جانتا کہ ان سے زیادہ کسی نے علمی اسفار کیے ہوں اور حفظ و اعتماد کے ساتھ ان سے زیادہ کوئی حدیث جاننے والا ہو، وہ سنت کے داعی اور حافظ الأثر (حدیث) تھے، صاحب تصانیف تھے، وہ اس میدان کے ائمہ اوران کے ثقات میں سے تھے۔

ابن ناصر الدین رحمہ اللہ نے کہا: ابوعبداللہ الامام، شیوخ الاسلام میں سے ایک، وہ امام حافظ اور بہت بڑے عالم تھے، جب وہ اپنے علمی سفر سے واپس آئے تو ان کی کتابیں چالیس اونٹوں کے بوجھ اُٹھانے کے برابر تھیں۔

حتی کہ کہا گیا: حفاظ میں سے جتنا انھوں نے سماع کیا اتنا کسی نے بھی سماع نہیں کیا، اور جتنی احادیث انھوں نے جمع کیں اتنی کسی نے جمع نہیں کیں۔

ابن خلقان رحمہ اللہ نے کہا: ابوعبداللہ بن مندہ العبدی الحافظ المشہور، وہ ایک منفرد حافظ ثقہ تھے، اور وہ ایک بڑے گھرانے کے فرد تھے۔

تصانیف:

ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابوعبداللہ بن مندہ رحمہ اللہ الحافظ العلم او رصاحب تصانیف تھے، انھوں نے دنیا گھومی، اور انھوں نے اس قدر لکھا اور جمع کیا کہ جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ان کی تالیفات میں سے: "فتح الباب فی الکفی و الالقاب" کا کچھ حصہ مطبوع ہے، کتاب: "الرد علی الجهمية"، مخطوط ہے (طبع نہیں ہوئی)، کتاب "معرفة الصحابة" اور کتاب "التوحيد و معرفة اسماء الله عزوجل و صفاته على الاتفاق والتفرد" اس کے سات اجزاء ہیں اور طبع نہیں ہوئے۔

وفات:

انھوں نے علم و تدریس اور تصنیف سے منسلک چوراسی برس بھرپور زندگی بسر کی، اور 395ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ربِّ أعن ويسر.

أخبرنا شيخ الإسلام والحافظ أبوالفضل أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن حجر العسقلاني شفاها إن لم يكن سماعاً، وهاجر بنت محمد بن محمد أبي بكر القدسي، قراءة عليها قالا:

أخبرنا أبو المعالي عبد اللّٰه بن عمر بن علي الحلاوي سماعاً للأول بقراءته، وإجازة للثانية إن لم يكن سماعاً، أخبرنا أبونعيم أحمد بن عبيد الأسفروي، وأبوالعباس أحمد بن يسفندي قالا: أخبرنا النجيب عبد اللطيف بن عبد المنعم الحراني قال الأول: إجازة إن لم يكن سماعاً، وأخبرنا المسند أبوالعباس أحمد بن محمد بن أبي بكر الواسطي شفاهاً، أخبرنا المسند أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم الميرومي إجازة إن لم يكن سماعاً، أخبرنا النجيب الحراني كذلك أخبرنا أبو شجاع محمد ابن أبي الخير بن محمد الحداد، أخبرنا أبو عبد اللّٰه محمد بن أبي القاسم ابن إبرويه الصالحاني، أخبرنا أبو عمرو عبد الوهاب بن أبي عبد اللّٰه بن منده ح قالا شيخنا: وأنبأنا به غير واحد من أشياخنا، منهم الحلاوي المذكور عن زينب بنت الكمال.

وكتب إلى الأشياخ الثلاثة أبو إسحاق الخليل، وأبو محمد عبد اللّٰه السعدي، وأبوالعباس الزاهدي، قالوا: أخبرتنا زينب بنت الكمال إذناً عاماً في يوم الأحد ثاني عشر شوال سنة 868هـ عن عجيبة بنت أبي بكر، عن مسعود بن الحسن، عن أبي عمرو عبد الوهاب، أخبرنا أبي أبو عبد اللّٰه محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن منده رحمه اللّٰه تعالٰى قال:

هو إبراهيم بن أدهم بن منصور بن يزيد بن جابر بن ثعلبة بن سعد بن سلام بن عرفة بن أسامة بن ربيعة بن ضبيعة بن عجل بن لخم نسبه إبراهيم ابن يعقوب، عن

محمد بن كناسة وقال: أبو داود سليمان بن الأشعث: سمعت أبا توبة الربيع بن نافع يقول: مات إبراهيم بن أدهم سنة 162 هـ ودفن على ساحل البحر .

[1]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: قَالَ قُتَيْبَةُ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ سُنِّيٌّ بَلْخِيٌّ كَانَ بِالْكُوفَةِ سَكَنَ الشَّامَ . رَوَى عَنْ مَنْصُورٍ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَمَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَسَعِيدٍ، وَمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ .

ترجمة الحديث قتیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ سنی تھے، بلخ سے تھے اور وہ کوفہ میں رہے، پھر شام میں سکونت اختیار کی، انھوں نے منصور، عبید اللہ بن عمر، موسیٰ بن عقبہ، یحییٰ بن سعید، مالک بن دینار، محمد بن زیاد، سفیان ثوری، سعید اور مقاتل بن حیان رحمہم اللہ سے روایت کیا۔

[2]...... سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ بِشْرٍ الْبَلْخِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْعَابِدَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ سُلَيْمَانَ الْبَلْخِيَّ، يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ مِنَ الْأَشْرَافِ، وَكَانَ أَبُوهُ مِنَ الْأَشْرَافِ كَثِيرَ الْمَالِ وَالْخَدَمِ، فَخَرَجَ إِبْرَاهِيمُ يَوْمًا فِي الصَّيْدِ مَعَ الْغِلْمَانِ وَالْخَدَمِ وَالْمَوْكِبِ وَالْجَنَائِبِ وَالْبُزَاةِ فَبَيْنَا إِبْرَاهِيمُ فِي عَمَلِهِ ذَلِكَ بِرَايَةٍ وَكِلَابٍ لِلصَّيْدِ وَهُوَ عَلَى فَرَسِهِ يُرْكِضُهُ إِذَا هُوَ بِصَوْتٍ مِنْ فَوْقِهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا هَذَا الْعَبَثُ؟ ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [المؤمنون: 115] اتَّقِ اللّٰهَ وَعَلَيْكَ بِالزَّادِ لِيَوْمِ الْفَاقَةِ . قَالَ: فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَرَفَضَ الدُّنْيَا وَأَخَذَ فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ .

تخريج الحديث حلية الاولياء، لابى نعيم : 369/7 .

ترجمة الحديث یونس بن سلیمان البلخی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ اشراف (معززین) میں سے تھے، ان کے والد اشراف میں سے تھے ان کے پاس بہت زیادہ مال اور خادم تھے، ابراہیم رحمہ اللہ ایک دن غلاموں، خادموں، اونٹوں، کوتل گھوڑوں اور بازوں کے ساتھ شکار کے لیے نکلے، اس اثنا میں کہ وہ اپنے گھوڑے پر شکاری کتوں کے ساتھ شکار میں مشغول تھے اور وہ گھوڑے کو ایڑ لگا رہے تھے کہ انھوں نے اچانک اوپر سے ایک آواز سنی: ابراہیم! یہ کیا عبث، بے مقصد کام ہے؟ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾

(المؤمنون: 115) ''کیا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمھیں عبث پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔'' اللہ تعالیٰ سے ڈر جا اور فاقہ والے دن کے لیے زادراہ کا انتظام کر۔ راوی نے بیان کیا: وہ اپنی سواری سے نیچے اُترے، دنیا سے کنارہ کش ہو گئے اور عمل آخرت میں مصروف ہو گئے۔

شرح الحدیث ①:...... مالی وسعت فضل الٰہی ہے۔ اہل اللہ اپنے مال و دولت کو خرچ کر کے اللہ تعالیٰ سے آخرت کے سودے کرتے ہیں جب کہ راست فکر نظر سے محروم لوگوں کے لیے ان کی دولت دنیا میں باعثِ پریشانی اور روزِ قیامت حساب و کتاب کی سنگینی کا سبب ٹھہرے گی۔

②:...... دولت کو استعمال میں لا کر اس سے جائز سہولیات حاصل کرنا شرعاً جائز ہے لیکن ضروریات کے بعد تعیّشات اور خواہشات کی تکمیل کے راستے پر لگ جانا درست نہیں۔

③:...... انسان دنیا میں عیش کرنے اور مزے لوٹنے کے لیے نہیں آیا، اور نہ ہی انسانی زندگی کا یہ مقصد ہے کہ یہاں عیش وعشرت کا سامان جمع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز متعدد اغراض ومصالح رکھتی ہے اور جو نتائج اس سے مطلوب ہیں وہ حاصل ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

④:...... اس کائنات کی ہر چیز کا مقصد ہے یہاں کچھ بھی بے مقصد نہیں ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کی زندگی بے مقصد قرار دے اور اس کے اعمال کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝٣٦ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝٣٧ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝٣٨ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝٣٩ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝٤٠ ﴾

(القيامة :36-40)

''کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے بغیر پوچھے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو گرایا جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون بنا پھر اس نے پیدا کیا، پس درست بنا دیا پھر اس نے اس سے دو قسمیں نر اور مادہ بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔''

⑤:...... دنیا اور اس کا سارا سامان عارضی ہے اور یہ سب کچھ فانی ہے جب کہ اس کے مقابلے میں آخرت کی نعمتیں دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں لہٰذا اہل تقوی اس مختصر اور عارضی دنیا میں اپنے خالق و مالک کی فرماں برداری کر کے ہمیشہ کی جنتوں کے وارث بنتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ﴾ (النساء :77)

''آپ کہہ دیجیے! دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو متقی ہے۔''

⑥:......فکر آخرت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی سمجھداری اسی میں ہے کہ وہ آخرت کی سوچ اور تیاری میں زندگی بسر کرے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے آ کر پوچھا: ((أَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَكْيَسُ؟)) مومنوں میں سب سے عقل مند کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اِسْتِعْدَادًا أُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ)) جوان میں سے موت کو سب سے زیادہ یاد کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے سب سے اچھی تیاری کرے، وہی عقل مند ہے۔ [1]

⑦:......ایمان کی حالت میں آخرت کے لیے اعمالِ صالحہ بجالانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قدر ہیں۔

﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝﴾

(بنی اسرائیل :19)

''اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی، جو اس کے لائق کوشش ہے، جب کہ وہ مؤمن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش ہمیشہ سے قدر کی ہوئی ہے۔''

⑧:......اہل علم نصیحت کے مواقع سے فائدہ اُٹھا کر لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں جس کے عموماً خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

⑨:......اللہ والے نصیحت کے طلبگار ہوتے ہیں اور نصیحت اہل ایمان کو فائدہ دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝﴾ (الاعلی :9-11)

''سو آپ نصیحت کریں، اگر نصیحت کرنا فائدہ دے۔ عنقریب نصیحت حاصل کرے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے علیحدہ رہے گا جو سب سے بڑا بدنصیب ہے۔

﴿وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الذاریات : 55)

''اور نصیحت کر کیوں کہ یقیناً نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔''

[3]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُكْرَمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ مِهْرَانَ الطَّرَسُوسِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ

[1] سنن ابن ماجه، حديث: 4259، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

يُونُسَ ، يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الْعِلْمِ جَاءَ بِالْأَدَبِ .

تخریج الحدیث حلیة الاولیاء ، لابی نعیم : 27/8 .

ترجمة الحديث یونس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے جب علم کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ ادب کے متعلق بتاتے تھے۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِى جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت

[4]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْإِخْيِمِيُّ ، بِمِصْرَ ثَنَا غَسَّانُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَزَرِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ ، رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: مَنْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً ، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ ، وَمَنِ اسْتَبْطَأَ الرِّزْقَ ، فَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ ، وَمَنْ حَزَبَهُ أَمْرٌ ، فَلْيَقُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ .

تخریج الحدیث کنز العمال حدیث : 6442، شعب الایمان للبیهقی، فصل فی ادامة ذکر الله عزوجل، حدیث : 651 .

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے (شکر کرے)، جو رزق کے حوالے سے تاخیر پائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اور جسے کوئی مسئلہ درپیش آجائے تو وہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' (گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے ممکن ہے) پڑھے۔''

شرح الحديث ①:......اللہ رب العزت کی ذات منعم حقیقی ہے جس کے ہم پر بے حد احسانات ہیں جن کا حساب اور شمار ممکن نہیں ہے۔ انعامات الٰہیہ کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے خالق و مالک کا شکر گزار رہے۔ شکر

گزاری انعامات میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾

(ابراهیم: 7)

''اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھیں زیادہ نوازوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أُبْلِيَ بَـلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَرِهَ .)) ❶

''جس شخص کو کوئی انعام ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اس کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔''

②:...... مؤمن و مسلمان دکھ و تکلیف پر صبر جب کہ نعمت و احسان پر شکر کرتا ہے۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبٌ لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ اَنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ إِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.)) ❷

''مؤمن کا معاملہ عجیب ہے اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بھلائی والا ہے۔ اور یہ بات مؤمن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں، اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور گر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے) صبر کرتا ہے یہ (بھی) اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔''

③:...... کسی بھی انسان کو قناعت پسندی اور شکر کرنے والے دل اور زبان کا مل جانا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ .)) ❸

''کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا (اجر وثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے۔''

❶ سنن ابی داؤد، حدیث: 4814، امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، حدیث: 2999.

❸ سنن ترمذی، حدیث: 2486، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا مال بہتر ہے جس کو ہم اختیار کریں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلٰى إِيْمَانِهِ .))❶

''بہترین مال یہ ہے کہ آدمی کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان ہو شکر گزار دل ہو اور ایسی ایمان والی بیوی ہو جو اس کے ایمان کو مضبوط بنانے میں مددگار ہو۔''

④ :...... اللہ تعالیٰ کو انسان کا زبانی شکر انتہائی پسند ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاأَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اِلَّا كَانَ الَّذِىْ أَعْطٰى اَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ .))❷

''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے اور وہ ''الحمد للہ'' کہتا ہے تو 'اس نے جو دیا وہ اس چیز سے افضل ہے جو اس نے لیا۔''

جب اللہ تعالیٰ زبانی شکر کو اتنا پسند کرتے ہیں اور اس پر بے انتہا دیتے ہیں تو عملاً شکر اور اطاعت پر اس رحیم ورحمان رب کی نوازش کس قدر ہوگی۔

⑤ :...... کتاب وسنت کے متعدد دلائل اس حقیقت کو صریح انداز سے بیان کرتے ہیں کہ رازق صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں بھی رزق دینے کی صلاحیت واستعداد نہیں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَآ أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ أُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝﴾

(الذاريات :57-58)

''نہ میں ان سے رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے حد رزق دینے والے طاقت والے نہایت مضبوط ہیں۔''

مزید ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن ترمذی، حدیث: 3094، امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، حدیث :3805 امام البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ ﴾ (فاطر :3)

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی جو تم پر نعمت ہے اس کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہوں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۡ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾

(العنکبوت :60)

''اور کتنے ہی چوپائے ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ انھیں رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اور وہ ہی سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

⑥ :...... وہ اسباب جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کیا جاتا ہے ان میں سے اہم ترین سبب توبہ واستغفار ہے۔ لہٰذا رزق کے متلاشیوں کو کثرت سے استغفار وتوبہ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ ﴾ (نوح : 10-12)

''میں نے کہا: اپنے رب سے استغفار کرو یقیناً وہ ہمیشہ سے معاف کرنے والا ہے وہ تم پر موسلا دھار برستی ہوئی بارش اُتارے گا اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغات عطا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔''

⑦ :...... لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کا ہمارے معاشرے میں عموماً غلط موقع ومحل پر استعمال ہوتا ہے۔

⑧ :...... نیکی کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی ہمت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ملتی ہے، لہٰذا ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' کے ذکر سے ہر انسان کو یہ مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

⑨ :...... رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے جنت کے

خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں تو پھر آپ ﷺ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی راہنمائی فرمائی۔ ❶

[5]...... وَبِإِسْنَادِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي سَعَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا عَمَّ أَخَاهُ النَّصِيحَةَ ، فَإِذَا حَادَ عَنْ ذَلِكَ سُلِبَ التَّوْفِيقَ .

تخریج الحدیث تلاش بسیار کے بعد یہ حدیث نہیں ملی۔

ترجمة الحدیث انھی کی سند سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے دین کے معاملے میں کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کو نصیحت کرتا رہتا ہے، جب وہ اس سے الگ ہو جائے تو توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔''

شرح الحدیث ①:...... امتِ اسلامیہ اُمتِ دعوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لوگوں کو پیغامِ حق پہنچانے کے لیے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾

(آل عمران : 110)

''تم بہترین اُمت ہو، جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

اُمتِ مسلمہ کی موجودہ ذلت اور پستی کا ایک اہم سبب اُمت کا اپنی اصل حیثیت کو فراموش کر دینا ہے۔ آج ہم من حیث القوم دعوت وتبلیغ کو چھوڑ چکے ہیں۔

②:...... وعظ ونصیحت اہل ایمان کے دلوں کو جلا بخشتی ہے جس سے وہ اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کرتے ہیں جب کہ نیکی کے ارادوں اور اعمالِ صالحہ میں مزید بہتر ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ (الذاریات : 55)

''اور نصیحت کریں کیوں کہ یقیناً نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔''

③:...... سعید روحیں اور سلیم الفطرت افراد نصیحت کے متلاشی رہتے ہیں اور نصیحت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ جب کہ خوفِ الٰہی سے عاری، شقاوت وذلالت والے نصیحت سے دور بھاگتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَىٰ ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ ﴾ (الاعلیٰ : 10-11)

---

❶ صحیح بخاری، حدیث:6610، صحیح مسلم، حدیث:2704.

''عنقریب نصیحت حاصل کرتا ہے جو ڈرتا ہے اور اس سے اجتناب کرے گا جو سب سے بڑا بدنصیب ہے۔''

④ :...... دینی سلامتی و پختگی کے لیے اہل علم، اہل دین اور نیک لوگوں کی صحبت لازم وضروری ہے، جن کی ہم نشینی انسان کو بے دینی، بے راہ روی سے بچا کر دینداری اور راست بازی کی طرف لے کر آتی ہے ۔

صحبت صالح ترا صالح کنند

صحبت طالح ترا طالح کنند

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْجُمَحِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی محمد بن زیاد الجمحی رحمہ اللہ سے روایت

[6]...... أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ النُّوبِيُّ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى التِّنِّيسِيُّ ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَزَرِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ .

تخريج الحديث صحيح البخاری ، كتاب الاذان ، باب اثم من رفع رأسهٔ قبل الامام، حديث : 691، صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب تحريم سبق الامام بركوع او سجود ونحوهما ، حديث : 427.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد رحمہ اللہ کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اُٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے گا۔''

شرح الحديث ① :......نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے جس کی کتاب وسنت میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ہر مسلمان مرد وعورت پر ہر حالت امن وخوف، تندرستی و بیماری، حضر وسفر میں واجب وفرض ہے۔ تارکِ نماز کے لیے کتاب وسنت میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ انھی وعیدوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تارکِ نماز سے متعلق انتہائی سخت موقف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن شقیق العقیلی بیان کرتے ہیں:

((كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) [1]

[1] سنن ترمذی ، حديث : 2622، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے سوا کسی عمل کے چھوڑ دینے کو کفر نہیں سمجھتے۔''

② :...... نماز کی باجماعت ادائیگی واجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کے متعلق فرمایا:

((لقد هممت ان امر بالصلاة فتقام ثم آمر رجلا فيصلى بالناس ثم انطلق معى برجال معهم حزم من حطب الى قوم لايشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار.)) ❶

''میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کا حکم دوں اس کی اقامت کہی جائے پھر کسی سے کہوں کہ نماز پڑھائے اور خود کچھ لوگوں کو ساتھ لوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان کے تعاقب میں جاؤں جو نماز پڑھنے نہیں آتے پھر میں ان کے گھروں کو ان کی موجودگی میں آگ سے جلا ڈالوں۔''

③ :...... نماز باجماعت میں امام کی متابعت یعنی اس کے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے، ارکان کی ادائیگی میں اس سے سبقت لے جانا ممنوع ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کرو، اس سے اختلاف نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو پھر تم "اللهم ربنا ولك الحمد" کہو، جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو اور نماز کے دوران میں صف سیدھی رکھو، بلاشبہ صف کا سیدھا رکھنا نماز کی خوبصورتی ہے۔'' ❷

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ايها الناس انى إمامكم فلا تسبقونى بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالقعود ولا بالانصراف.)) ❸

''اے لوگو! میں تمھارا امام ہوں رکوع کرنے، سجدہ میں جانے، قیام کرنے بیٹھنے یا سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔''

---

❶ صحيح بخارى، حديث :657، صحيح مسلم، حديث : 651.

❷ صحيح بخارى، حديث :722، صحيح مسلم، حديث :414.

❸ صحيح مسلم، حديث :426.

④:.......احکام شرع کی مخالفت کے نتائج دنیا وآخرت دونوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

⑤:.......امام سے سبقت کرنے والے کو حدیثِ مبارکہ میں شدید وعید سنائی گئی ہے لہٰذا مقتدی حضرات کو بہر صورت امام کی اقتداء میں رہنا چاہیے تاکہ باجماعت نماز کا مقصد فوت نہ ہونے پائے۔

[7]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ، بِبُخَارَا، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْخُزَاعِيُّ، مِنْ وَلَدِ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مِنْ أَهْلِ حَرَسِهِ بِمَكَّةَ ثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مَاهَانَ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ.

تخریج الحدیث حلية الاولياء، لابی نعيم : 109/7، تاريخ دمشق لابن عساكر : 133/23، صحيح بخاری، رقم : 691.

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد الجمحی رحمہ اللہ سے اور انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں، آپ ﷺ کو کیا لاحق ہوگیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھوک'' انھوں نے بیان کیا: میں رونے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ روؤ کیونکہ بھوک میں مبتلا شخص قیامت کے دن کی شدت سے محفوظ رہے گا بشرطیکہ اس نے دار دنیا میں ثواب کی اُمید رکھی۔''

شرح الحدیث ①:.......نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے جس کی کتاب وسنت میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ہر مسلمان مرد وعورت پر ہر حالت امن وخوف، تندرستی و بیماری، حضر وسفر میں واجب وفرض ہے۔ تارکِ نماز کے لیے کتاب وسنت میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ انھی وعیدوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تارکِ نماز سے متعلق انتہائی سخت موقف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن شقیق العقیلی بیان کرتے ہیں:

((كان اصحاب محمد ﷺ لايرون شيئًا من الاعمال تركه كفر غير الصلاة.)) [1]

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے سوا کسی عمل کے چھوڑ دینے کو کفر نہیں سمجھتے۔''

[1] سنن ترمذی، حدیث : 2622، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

②:......نماز کی باجماعت ادائیگی واجب ہے رسول اللہ ﷺ نے باجماعت نماز میں حاضر نہ ہونے والوں سے متعلق فرمایا:

((ولقد هممت ان امر بالصلاة فتقام ثم آمر رجلا فيصلى بالناس ثم انطلق معی برجال معهم حزم من حطب الى قوم لايشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار.)) ❶

''میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کا حکم دوں اس کی اقامت کہی جائے پھر کسی سے کہوں کہ نماز پڑھائے اور خود کچھ لوگوں کو ساتھ لوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان کے تعاقب میں جاؤں جو نماز پڑھنے نہیں آتے پھر میں ان کے گھروں کو ان کی موجودگی میں آگ سے جلا ڈالوں۔''

③:......نماز باجماعت میں امام کی متابعت یعنی اس کے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے، ارکان کی ادائیگی میں اس سے سبقت لے جانا ممنوع ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کرو، اس سے اختلاف نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو پھر تم "اللهم ربنا ولك الحمد" کہو، جب وہ سجدہ کرتے تو تم بھی سجدہ کرو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو اور نماز کے دوران میں صف سیدھی رکھو، بلاشبہ صف کا سیدھا رکھنا نماز کی خوبصورتی ہے۔'' ❷

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ايها الناس انی إمامكم فلا تسبقونی بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالقعود ولا بالانصراف.)) ❸

''اے لوگو! میں تمھارا امام ہوں رکوع کرنے، سجدہ میں جانے، قیام کرنے بیٹھنے یا سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔''

④:......احکام شرع کی مخالفت کے نتائج دنیا و آخرت دونوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

---

❶ صحيح بخاری، حديث :657، صحيح مسلم، حديث : 651.

❷ صحيح بخاری، حديث :722، صحيح مسلم، حديث :414.

❸ صحيح مسلم، حديث :426.

⑤:......امام سے سبقت کرنے والے کو حدیثِ مبارکہ میں شدید وعید سنائی گئی ہے لہٰذا مقتدی حضرات کو بہر صورت امام کی اقتداء میں رہنا چاہیے تاکہ باجماعت نماز کا مقصد فوت نہ ہونے پائے۔

[8]...... أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَقُلْتُ لَهُ: تُصَلِّي جَالِسًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَمَا أَصَابَكَ؟ قَالَ: الْجُوعُ، قَالَ: فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: لَا تَبْكِ، فَإِنَّ شِدَّةَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُصِيبُ الْجَائِعَ إِذَا احْتَسَبَ فِي دَارِ الدُّنْيَا.

تخریج الحدیث شعب الایمان للبیهقی، حدیث: 10425، ابن عساکر : 133/23 وقال غریب.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! ''بھوک کی وجہ سے۔'' پس میں رونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نہ روؤ، بھوک میں مبتلا شخص جب ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو وہ (قیامت کے دن) حساب کی سختی سے محفوظ رہے گا۔''

شرح الحديث ①:...... ارکانِ نماز میں اہم ترین رکن قیام ہے۔ فرض نماز میں قیام کی طاقت رکھنے والے شخص کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ ﴾ (البقرة : 238)

''اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والے بن کر کھڑے ہو۔''

②:...... بیماری یا کسی مجبوری کی صورت میں نماز بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے بواسیر تھی تو میں نے اپنی بیماری کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((صل قائمًا، فإن لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلٰی جنب.)) [1]

[1] صحيح بخاری، حدیث: 757، صحيح مسلم، حدیث: 397.

''کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر (پڑھ لو)، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل (پڑھ لو)۔''

③ :...... رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ فتوحات کے نتیجہ میں اپنے حصے خمس اور مال فے سے اہل خانہ کی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ دیگر اُمور خیر، محتاجوں کی مدد، مہمانوں کی ضیافت، مجاہدین اسلام کی تیاری وغیرہ میں خرچ کر دیتے تھے۔

④ :...... رسول اللہ ﷺ نے انتہائی سادہ زندگی گزاری دنیا اور دنیا کے مال و منال سے کبھی محبت نہیں کی اصحاب رسول ﷺ کا بھی آپ ﷺ کی اتباع میں یہی حال رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے دولت خانہ کی حالت کا درج ذیل احادیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ طَعَامٍ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ .)) [1]

''محمد ﷺ کے اہل و عیال نے کبھی بھی متواتر تین دن سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح قبض ہوگئی۔''

⑤ :...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت تھی وہ آپ ﷺ کے جانثار، وفادار اور پہریدار تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے معاملہ میں انتہائی حساس واقع ہوئے اسی لیے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بھوک کی وجہ سے ضعف و کمزوری کو دیکھ کر رو پڑے۔

⑥ :...... اللہ تعالیٰ نے ہمارے کھانے اور پینے کی بہت ساری نعمتیں پیدا کی ہیں۔ جن سے ہم ہر روز مستفید ہوتے ہیں۔ روزِ محشر ہر نعمت کا حساب ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گھر سے بھوک کی وجہ سے نکلے، ایک انصاری کے گھر تشریف لائے اس نے میزبانی میں کھجوریں، بکری کا گوشت، اور شیریں پانی پیش کیا، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے خوب سیر ہو کر کھانا تناول فرمایا، بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ تُسَأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ''مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں سے متعلق ضرور پوچھا جائے گا۔'' [2]

---

[1] صحيح بخاری، حديث: 5374، صحيح مسلم، حديث: 2976.

[2] صحيح مسلم، حديث: 2038.

⑦ :...... احادیث میں موجود اس طرح کے واقعات سے رہبانیت کا استدلال کرنا درست نہیں کیوں کہ اسلام دین فطرت ہے جو حلال اور جائز طریقے سے دنیوی نعمتوں سے مستفید ہونے کی راہ دکھاتا ہے۔ اور ترک دنیا کے جذبے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی طرف سے عورتوں کو ترک کرنے (نکاح نہ کرنے) والا معاملہ سامنے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا: ((يَا عُثْمَانُ! إِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي)) ''اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ کیا تم نے میرے طریقے سے بے رغبتی اختیار کر لی ہے۔''[1]

عیسائیوں نے رہبانیت کو خود سے اختیار کیا یہ انبیاء ورسل علیہم السلام کا دین نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ﴾ (الحديد : 27)

''اور دنیا سے کنارہ کشی انھوں نے خود ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اختیار کر لی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔''

⑧ :...... زہد کی شریعتِ اسلامیہ نے حوصلہ افزائی فرمائی ہے کیوں کہ زاہد حلال اور جائز ذرائع سے حاصل ہونے والے رزق پر شکر خداوندی بجالاتا ہے۔ اپنے مال سے رضائے الٰہی کا متلاشی ہوتا ہے جب کہ راہب دنیا کے جائز مشاغل اور لذات کو چھوڑ کر آبادیوں سے باہر ویرانوں میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔

[9]...... أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْخُزَاعِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مَاهَانَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

تخريج الحديث شعب الايمان للبيهقي، حديث: 10425، وابن عساكر: 133/23 وقال غريب.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، پس انھوں نے حدیث ذکر کی۔

[1] سنن دارمی، حدیث: 2169.

شرح الحديث دیکھیے فوائد حدیث نمبر:8۔

[10]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرْخَسِيُّ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْهَرَوِيُّ ، ثَنَا مُعَاذُ بْنُ عِيسَى الْهَرَوِيُّ ، ثَنَا سُفْيَانُ ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَاكَ تُصَلِّي جَالِسًا فَمَا أَصَابَكَ؟ قَالَ: الْجُوعُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَبَكَيْتُ ، فَقَالَ: لَا تَبْكِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِسَابِ لَا تُصِيبُ الْجَائِعَ إِذَا احْتَسَبَ .

تخريج الحديث شعب الايمان للبيهقي ، حديث: 10425 ، وابن عساكر : 133/23 وقال غريب .

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! ''بھوک۔'' پس میں رونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نہ روؤ، بھوک میں مبتلا شخص جب ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو وہ (قیامت کے دن) حساب کی سختی سے محفوظ رہے گا۔''

[11]...... عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّضْرِ الْهَرَوِيُّ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، ثَنَا شَقِيقٌ الْبَلْخِيُّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرَاكَ تُصَلِّي جَالِسًا فَمَا أَصَابَكَ؟ قَالَ: الْجُوعُ وَالضَّعْفُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَبَكَيْتُ ، فَقَالَ: لَا تَبْكِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَإِنَّ شِدَّةَ الْقِيَامَةِ لَا تُصِيبُ الْجَائِعَ إِذَا احْتَسَبَ فِي دَارِ الدُّنْيَا .

تخريج الحديث شعب الايمان للبيهقي ، حديث: 10425 ، وابن عساكر : 133/23 وقال غريب .

شرح الحديث دیکھیے فوائد حدیث نمبر:8۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے اور انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے

عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھ رہا ہوں، آپ کو کیا مسئلہ درپیش ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! بھوک اور کمزوری۔'' پس میں رونے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نہ روؤ، کیوں کہ بھوک میں مبتلا شخص جب دنیا میں ثواب کی اُمید رکھے گا وہ قیامت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔''

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر:8

[12]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، ثَنَا مُوسَى بْنُ عُمَرَ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ نَحْوَهُ.

تخريج الحديث شعب الايمان للبيهقی، حديث: 10425، وابن عساكر: 133/23 وقال غريب.

ترجمة الحديث سفیان رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے اس مانند روایت کیا ہے۔

شرح الحديث دیکھئے فوائد حدیث نمبر:8

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ سے روایت

[13]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَارِكٍ الْهَرَوِيُّ إِجَازَةً، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَهْلِ بْنِ أَبَانَ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا قَطَنُ بْنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

تخريج الحديث صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنية، حديث: 54، صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب قوله ﷺ انما الاعمال بالنية، حديث: 1907.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے محمد بن ابراہیم عن علقمہ بن وقاص کی سند سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام اعمال کا دار و مدار

نیت پر ہے، ہر شخص کے لیے صرف وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی، جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے، جس کی ہجرت دنیا کی طرف (خاطر) ہوئی تا کہ اسے حاصل کرلے یا کسی عورت کی طرف تا کہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔''

شرح الحدیث ①:......تمام اعمال صالحہ کی قبولیت اوران کے اجر وثواب کا انحصار نیت پر ہے اصلاح نیت سے عمل مقبول اور نیت کے بگاڑ سے عمل مردود ہوجاتا ہے۔ گویا نیت وارادہ تمام اعمال صالحہ کی روح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ (الحج : 37)

''اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون اور لیکن اسے تمھاری طرف سے تقوی پہنچے گا۔''

②:...... ہر شخص کو اس کی نیکی کا نیت وارادہ کے مطابق صلہ ملتا ہے، اگر نیت رضائے الٰہی ہے تو مقصود واضح ہے اگر ریا کاری ودکھلاوا مقصود ہے تو عمل اجر وثواب کا باعث بننے کی بجائے باعثِ عذاب بن جائے گا۔

③:......اس حدیث کی رو سے نیت کے بغیر کوئی بھی عمل عنداللہ معتبر نہیں ہے۔

④:...... بُرے اعمال اچھی نیت سے اچھے نہیں بن سکتے، البتہ نیک اعمال خراب نیت سے بُرے ہوجاتے ہیں۔

⑤:...... وضو، غسل، تیمّم، نماز، روزہ، زکاۃ، حج وغیرہ ہر قسم کی عبادات کے لیے نیت ضروری ہے۔ اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے اس کا اظہار کرنا غیر شرعی ہے۔ نماز پڑھتے وقت زبان سے جو الفاظ ادا کیے جاتے ہیں یا روزہ رکھنے کی جو نیت عوام الناس میں معروف ہے احادیث رسول ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

⑥:......شریعت کی اصطلاح میں دارالحرب سے دارالسلام کی طرف منتقل ہونے کا نام ہجرت ہے جس کی فرضیت تا قیامت باقی ہے۔

⑦:......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کرنے والوں کا عنداللہ عظیم مقام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ

مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَ قَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:100)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرے وہ زمین میں پناہ کی بہت سی جگہ اور بڑی وسعت پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے، پھر اسے موت پالے تو بے شک اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((......عَلِمْتَ اَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهٗ.)) [1]

''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے کیے گئے تھے؟ اور ہجرت ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو اس (ہجرت) سے پہلے کیے گئے تھے اور حج ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کیے گئے تھے۔''

⑧:...... دین اسلام کے لیے ہجرت کرنے والے کو تو عند اللہ اجر و ثواب ملے گا البتہ دنیا یا کسی خاتون سے نکاح کی خاطر گھر کو چھوڑنے والے کا نصیب ہے کہ اسے دنیا ملے یا نہ ملے خاتون سے اس کا نکاح ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر نہیں ملے گا۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی عبید اللہ بن عمر العمری رحمہ اللہ سے روایات

[14]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ الْوَاسِطِيُّ، ثَنَا عِيسَى بْنُ هِلَالٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَا: رُخِّصَ لِلْمُتَمَتِّعِ أَنْ يَصُومَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ.

تخریج الحدیث رخص رسول اللّٰه ﷺ للمتمتع اذا لم يجد الهدى ان يصوم ايام التشريق،

[1] صحيح مسلم، حديث: 121.

رسول اللہ ﷺ نے تمتع کرنے والے کو ہدی کی عدم استطاعت پر ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے سنن دارقطنی، حدیث: 2283 میں موجود ہے۔ صحیح بخاری، رقم : 1999.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن عمر العمری عن نافع کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسری سند سے زہری عن عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ان دونوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے حج تمتع کرنے والے کے لیے رخصت رکھی ہے کہ وہ ایام تشریق (11-13 ذوالحجہ) میں روزہ رکھ لے۔

شرح الحديث ①:...... حج دین اسلام کا بنیادی رکن ہے جو ہر عاقل و بالغ مسلمان پر جو کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے، زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹۷﴾ (آل عمران : 97)

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہے، اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((ايها الناس! قد فرض الله عليكم الحج فحجوا .))

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو۔''

ایک آدمی (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال (حج فرض ہے)؟

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے حتی کہ انھوں نے تین مرتبہ سوال دہرایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم)) ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ پاتے۔''[1]

②:...... استطاعت حاصل ہو جانے کے بعد فریضہ حج کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من اراد الحج فليتعجل، فانه يمرض المريض وتضل الضالة وتعرض

---

[1] صحيح مسلم، حديث : 1337.

الحاجة .)) ❶

''حج کی ادائیگی کا ارادہ رکھنے والا جلدی کرے کیوں کہ ممکن ہے، آدمی بیمار ہو جائے یا اس کی سواری گم ہو جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آ جائے۔''

③:...... حج کی تین قسمیں ہیں (i) حج مفرد: میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے اور پھر ایام حج میں مناسک حج ادا کرنے کا نام حج مفرد یا حج افراد ہے۔ (ii) حج تمتع: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا، عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دینا اور پھر یوم الترویہ آٹھ ذی الحجہ کو دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھ کر مناسک حج ادا کرنے کا نام ''حج تمتع'' ہے۔ (iii) حج قران: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھنا پھر عمرہ ادا کرنے کے بعد حالتِ احرام میں ہی ایام حج کا انتظار کرنا اور پھر حج کے تمام افعال بجا لا کر احرام اور اس کی پابندیوں سے آزاد ہونے کا نام ''حج قران'' ہے۔

④:...... حج تمتع اور حج قران میں قربانی ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق افضل حج وہ ہے جس میں خون بہا لیا جائے لہٰذا یہ دونوں قسمیں حج مفرد کی نسبت افضل ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "الحج و الثج" آواز بلند کرنا (لبیک بلند آواز سے کہنا) اور خون بہانا (قربانی کرنا)۔ ❷

⑤:...... صرف حج یا صرف عمرہ کرنے والے شخص پر قربانی واجب نہیں تاہم اگر قربانی کرلیں تو باعثِ ثواب ہے۔ لیکن جو حج تمتع اور قران کرے اس پر قربانی لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ﴾ (البقرة: 196)

''تم میں سے جو حج تک عمرے سے فائدہ اُٹھائے وہ حسب مقدور قربانی کرے۔''

آیت بالا میں حج تمتع کرنے والے کو حسبِ استطاعت قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔

⑥:...... جس شخص کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اس کے لیے تین روزے ایام حج میں اور سات روزے وطن واپس لوٹ کر رکھنا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ

❶ سنن ابن ماجه، حديث: 2883، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، حديث: 2924، سنن ترمذی، حديث: 827، محدث البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

﴿لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ١٩٦﴾

(البقرة : 196)

''جس کو قربانی میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے حج کے دوران اور سات روزے اس وقت رکھے جب تم (وطن) واپس جاؤ، یہ پورے دس ہیں یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرواور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔''

⑦ :...... حج تمتع کرنے والا اگر قربانی نہ کر سکے تو روزوں کی صورت میں تین روزے ایام حج یعنی قربانی کے دن سے پہلے اور سات روزے جب اپنے گھر واپس جائے۔ اگر قربانی کے دن سے پہلے نہ رکھ سکے تو ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذالحجہ) میں رکھ لے۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی عبید اللہ اور موسیٰ بن عقبہ رحمہما اللہ سے روایت

[15]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا عِيسَى بْنُ بَرَّادٍ الْحِمْصِيُّ، ثَنَا أَبُو حَيْوَةَ شُرَيْحٌ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، قَالَا: لَا بَأْسَ بِأَكْلِ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ الْآيَةُ.

تخريج الحديث حلية الاولياء، لابی نعيم : 44/8.

ترجمة الحديث ابراہیم رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن عمر، موسیٰ بن عقبہ، نافع کی سند سے ابن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، ان دونوں نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں اس آیت میں جو فرمایا ہے: ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ (الانعام: 145) ''کہہ دیجیے جو میری طرف وحی کیا گیا ہے میں اس میں کسی چیز کو حرام نہیں پاتا سوائے......'' اس کے سوا ہر چیز کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

شرح الحديث ① :...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ

لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الانعام: 145)

''کہہ دیجیے میں اس وحی میں، جو میری طرف کی گئی ہے۔ کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا جسے وہ کھائے سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کہ بے شک وہ گندگی ہے یا نافرمانی (کا باعث) ہو جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو بے شک تیرا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

آیت بالا میں درج ذیل اشیاء کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

(i) مردہ: اس سے مراد ہر وہ حلال جانور ہے جو بغیر ذبح کیے، طبعی طور پر یا کسی حادثے سے مر جائے یا غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ شرعی طریقہ سے ذبح شدہ یا شکار کیے گئے جانور کے علاوہ سب مردار ہے، حلال نہیں ہے۔

(ii) وہ خون جو ذبح کے وقت حلال جانور سے بہہ جائے وہ حرام ہے، اسی طرح زندہ جانور کا جسم کے کسی بھی حصہ سے نکالا گیا خون بھی حرام ہے، البتہ ذبح کے بعد گوشت کے ساتھ لگا رہ جانے والا خون، کلیجی اور تلی حلال ہیں۔

(iii) خنزیر کا گوشت بھی حرام ہے۔ جو انسانی جسم کے لیے انتہائی مضر اور بے شمار بیماریوں کا باعث ہے۔ اور پھر ہر خوراک کی تاثیر ہوتی ہے جو انسانی رویوں اور عادات واطوار پر اثر انداز ہوتی ہے یہ جانور بُری خصلت اور بے غیرتی میں بدترین ہے۔ اگر انسان اس کے گوشت کو بطور خوراک لیتا ہے تو اس کی شرم و حیاء متاثر ہوتی ہے، جس کا خنزیر کا گوشت کھانے والوں کے چال چلن سے بآسانی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

(iv) جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا اس کا کھانا بھی حرام ہے، مثلاً کسی جانور، یا کھانے پینے کی چیز کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کر دیا گیا، یہ بری امام کا بکرا ہے، یہ نوشو دربار کی دیگ ہے۔ یہ فلاں بزرگ، پیر، فقیر کی نذر و نیاز ہے۔ چونکہ اس سے مقصود غیر اللہ کی رضا ہے اس لیے ایسے کھانوں کو کھاتے وقت یا جانوروں کو ذبح کرتے وقت اگر ''بسم اللہ'' بھی پڑھ لی جائے تو وہ تب بھی حرام ہیں کیوں کہ دینے والے کی نیت غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

②:...... اس آیت پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ حرام چیزیں تو ان کے علاوہ بھی ہیں پھر یہ فرمانے کا کیا مطلب کہ میں اپنی طرف کی ہوئی وحی میں ان کے علاوہ کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا۔ جب کہ دوسری آیات و احادیث سے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزوں کی حرمت ثابت ہے۔ مثلاً خمر یعنی ہر نشہ آور چیز اور درندے وغیرہ تو یہاں صرف انھی چیزوں کو کیسے حرام کہا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تو حلال و حرام کا ذکر نہیں بلکہ ان مخصوص جانوروں کی بات ہو رہی ہے جنھیں مشرکین مکہ نے حرام کر رکھا تھا۔ جبکہ آیت میں موجود چار حرام چیزوں سے وہ اجتناب نہیں برتتے تھے اس لیے ان کے اس فعل کے بالمقابل انھیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فلاں فلاں چیزیں حرام ہیں جن سے تم اجتناب نہیں کرتے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال ہیں ان سے تم پرہیز کرتے ہو، گویا یہاں صرف ان مشرکین کی نسبت سے اور ان کے بالمقابل کی بات کی گئی ہے۔ اسے عربی میں حصر اضافی کہتے ہیں یہ حصر مطلق یعنی عام قاعدہ نہیں ہے۔

③:...... حلال و حرام سے متعلق قرآن و حدیث میں ان چار چیزوں کے علاوہ جو بنیادی احکام بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

(i) سمندر کا ہر جانور خواہ زندہ پکڑا جائے یا مردہ، نام اس کا کچھ بھی ہو حلال ہے۔ اس سے مراد پانی میں رہنے والے وہ جانور ہیں جو پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، خواہ سمندر میں ہوں یا دوسری جگہ پانی میں یعنی دریا وغیرہ میں۔

(ii) خشکی کے جانوروں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور پنجے سے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ((ان رسول اللّٰه ﷺ نهى عن كل ذى ناب من السباع وعن كل ذى مخلب من الطير)) ❶ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے جانور اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں (کے گوشت) کو حرام قرار دیا ہے، اس کے علاوہ حدیث میں جن جانوروں کو نام لے کر حرام کہا گیا ہے، مثلاً گھریلو گدھا، یا وہ جانور جنھیں جہاں ملیں مار دینے کا حکم ہے یعنی سانپ، بچھو، چھپکلی، کوا، چیل وغیرہ۔ قرآن و حدیث میں حرام کردہ چیزوں کے علاوہ باقی سب چیزیں حلال ہیں۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم، حدیث: 1934.

❷ تفسیر القرآن الکریم از حافظ عبدالسلام بھٹوی ﷾: 140/1.

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّبِيعِيِّ

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی ابواسحاق عمر بن عبداللہ سبیعی سے روایت

[16]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَإِبْرَاهِيمُ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْإِسْفَرَايِينِيُّ أَبُو بَكْرٍ، ثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيءُ فَتَنْسِفُ الْعِبَادَ نَسْفًا، وَيَنْجُو الْعَالِمُ مِنْهَا بِعِلْمِهِ.

تخريج الحديث حلية الاولياء، لابی نعیم: 41/8.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا، ابواسحاق ہمدانی نے عمارہ الانصاری کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فتنہ آئے گا وہ بندوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا، عالم اپنے علم کی وجہ سے اس سے بچ جائے گا۔''

شرح الحديث ①:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے فتنوں کے ظہور سے متعلق پیش گوئیاں فرمائی ہیں جن میں عقل ودانش اور دنیاوی اُمور پر مہارت انسان کے کام نہیں آئے گی۔ بلکہ ان فتنوں کی طرف جھانکنے والے بھی ان میں مبتلا ہو جائیں گے۔

②:...... انسان کو اپنی زندگی میں مالی، جسمانی اور دینی و دنیاوی اعتبار سے بہت سارے فتنوں کا سامنا رہتا ہے۔ ہر قسم کے فتنوں سے بچاؤ کا واحد راستہ دین اور دین داری ہے۔ جو انسان دینی لحاظ سے جتنا مضبوط ہے اور اعمالِ صالحہ میں جتنا زیادہ مستقیم ہے اسی قدر فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا أو يمسى مؤمنا ويصبح كافرا، يبيع دينه بعرض من الدنيا.)) [1]

''ان فتنوں سے پہلے پہلے جو تاریک رات کے حصوں کی طرح چھا جانے والے ہوں گے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ (ان میں) صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا، اپنا دین دنیا کے ساز وسامان کے عوض فروخت کرتا ہوگا۔''

---

[1] صحيح مسلم، حديث: 118.

③ :...... جب بھی کوئی فتنہ سر اُٹھاتا ہے اُمتِ محمدیہ ﷺ کے علماء حق اس کو بھانپ جاتے ہیں لہٰذا علماء حق کی صحبت ورفاقت فتن سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے لازم ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰـهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُئُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ (دین کے) علم کو ایسے نہیں اُٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علم والوں کو فوت کرکے علم کو اُٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے (دینی) مسائل پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

④ :...... علماءِ حق علم و ہدایت کا نور، دین و ایمان کے لحاظ، حق کو باطل سے ممتاز کرنے والے اور کتاب و سنت کا ہر میدان میں دفاع کرنے والے ہوتے ہیں۔ جن فتنوں کے اختتام پر عام انسان ان سے آگاہ ہوتا ہے علماء ربانیین انھیں سر اُٹھانے سے قبل پہچان کر مسلح ہو چکے ہوتے ہیں، پھر ہر خاص و عام کو ان کے مہلک اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے دین اسلام کی چوکیداری کا فریضہ بخوبی انجام دیتے ہیں۔

⑤ :...... دنیا کی سیادت اور آخرت کی سعادت کا انحصار دینی علم پر ہے کتاب و سنت سے تمسک اور علوم شریعہ میں رسوخ انسان کو آزاد وفکر، مضبوط اور ہمہ گیر بناتا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا عروج اس علم کے مرہونِ منت ہے ۔

لوٹ جا عہد نبی ﷺ کی سمت رفتار جہاں
پھر میری پسماندگی کو ارتقا درکار ہے

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، وَالْأَعْمَشِ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی منصور بن المعتمر اور اعمش سے روایت

[17]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى، وَأَبُو عُمَرَ بْنُ حِمْدَانَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالُوا: ثَنَا

[1] صحيح بخاری، حدیث:100، صحيح مسلم، حدیث:2673.

مُسَــدَّدُ بْنُ قَطَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ، ثَنَا الْـمُـفَـضَّـلُ بْنُ يُونُسَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَـقَـالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُحِبُّنِي اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَيُـحِبُّـنِـي عَـلَـيْـهِ النَّاسُ ، قَالَ: أَمَّا مَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا ، وَأَمَّا مَا يُحِبُّكَ الـنَّـاسُ عَـلَيْـهِ فَـانْبِذْ إِلَيْهِمْ هَذَا الْقِثَّاءَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: قَالَ الْمُفَضَّلُ: لَمْ يُسْنِدْ لَنَا إِبْرَاهِيمُ غَيْرَ هَذَا .

تخریج الحدیث ذم الدنيا لابن ابی دنيا ، الطبقات الشافعية الكبرٰی : 351/6 .

ترجمة الحديث ابراہیم رحمہ اللہ نے منصور بن المعتمر عن مجاہد کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہا وہ عمل کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے تو وہ دنیا سے بے رغبتی ہے، اور رہا وہ عمل کہ جس کی وجہ سے لوگ تجھ سے محبت کریں تو اس معمولی ساز وسامان کو ان کی طرف پھینک دو۔'' حسن بن ربیع رحمہ اللہ نے بیان کیا، مفضل رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ نے ہم سے صرف اسے ہی مسند روایت کیا ہے۔

شرح الحديث ①:...... اللہ رب العزت کی محبت ایک مؤمن ومسلمان کی سب سے قیمتی متاع ہے اور اہل ایمان اللہ کی محبت ورضا کو دوسروں کی محبت ورضا سے مقدم رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة : 165)

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ تعالیٰ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔''

②:...... محبتِ الٰہی کا تقاضا ہے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ان سے باز رہا جائے اور جن کے کرنے کا حکم دیا ان کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کی جائے۔

③:...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا بے حیثیت ہے اور اللہ والے دنیا سے لو لگانے کی بجائے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے سودے کرتے ہیں۔ لہٰذا محبت الٰہی کا تقاضا ہے دنیا کا بندہ بننے کی بجائے اس دنیا سے اتنا ہی حاصل کیا جائے جو حسبِ ضرورت ہو، اور قناعت پسندی کی دولت کو اختیار کیا جائے۔

④:...... آخرت کے لیے غیر مفید چیزوں کو ترک کرنے کا نام زہد ہے۔ زاہد اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ((دلنی علی عمل اذا عملته احبنی الله و احبنی الناس)) مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جب میں اس کو کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کریں اور لوگ مجھے پسند کریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ازهد فی الدنیا یحبك الله وازهد فیما فی أیدی الناس یحبوك)) ''دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔'' ❶

⑤:...... دنیوی مال واسباب انسان کے لیے باعثِ فتنہ آزمائش ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ (التغابن: 15)

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں اور جو اللہ تعالیٰ ہے اسی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، میں نے دوبارہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مجھے دیا، پھر فرمایا:

((إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.)) ❷

''یہ مال سرسبز وشاداب اور شیریں ہے۔ جو شخص اسے حرص وطمع کے بغیر لے گا اس کے لیے اس میں برکت عطا کی جائے گی اور جو دل کے حرص و لالچ سے لے گا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جائے گی وہ اس انسان کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔''

⑥:...... انسان مال سے متعلق حریص واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے حرص، طمع، اور بخل کی بُری عادتیں پیدا ہوتی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ سنن ابن ماجه، حدیث: 4102، الصحیحه، حدیث: 944.

❷ صحیح بخاری، حدیث: 1472، صحیح مسلم، حدیث: 1035.

﴿ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴾ (العاديت : 8)

''اور بے شک وہ مال کی محبت میں یقیناً بہت سخت ہے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ وَ اَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ١ۙ۬ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَهَانَنِ ۚ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴾

(الفجر : 16تا20)

''اور جب وہ اس کو آزماتا ہے پھر اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ آپس میں مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دلاتے ہو۔ اور تم میراث کھا جاتے ہو، سب سمیٹ کر کھا جانا، اور مال سے محبت کرتے ہو، بہت زیادہ محبت کرنا۔''

آیات بالا کی تفسیر میں مفسر قرآن حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''قیامت کے منکرین کے نزدیک چونکہ سبھی کچھ دنیا ہے اس لیے ان کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں جو آسودہ حال ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور جو تنگ حال ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے۔ فرمایا یہ بات ہرگز درست نہیں، فرعون اور دوسرے لوگوں کے واقعات ابھی تم نے سنے ان کی خوش حالی اور پھر ان پر آنے والے عذاب کو یاد کرو تو سمجھ لو گے کہ دنیا کی آسودہ حالی یا بدحالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے کہ کافر خوش حالی میں سرکشی اور تنگی میں شکوہ و ناشکری کر کے ناکام ہو جاتے ہیں اور مومن نعمت پر شکر کے ساتھ اور مصیبت میں صبر کے ساتھ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تمھارا حال تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ خوش حالی کی نعمت کا شکر ادا کرو اور بطور شکر مستحقین پر خرچ کرو تم اتنا بھی نہیں کرتے کہ یتیم کے ساتھ عزت کا برتاؤ ہی کر لو، یا مسکین کو کھلاتے نہیں تو کسی دوسرے کو ترغیب ہی دے دو تم تو میراث کا مال بھی جو تمھیں بغیر محنت کے مل گیا ہے عطا فرمانے والے کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے حصے پر قناعت کے بجائے سارا ہی لپیٹ جاتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم مال عطا فرمانے والے کی بجائے مال سے محبت کرتے ہو اور حد سے بڑھ کر کرتے ہو۔ [1]

⑦ :...... کتاب وسنت میں دنیا کی حرص کی مذمت کی گئی ہے جب کہ قناعت پسندی اور زہد کو قابل قدر مقام حاصل ہے۔ دنیا کے لالچی لوگ دنیا سے ہی خوش ہوتے ہیں جب کہ زاہد ورع وتقوی سے اپنے رب کی رضا کو

[1] تفسیر القرآن الکریم :4/950-949.

تلاش کرتے ہیں۔

[18]...... اَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ ، ثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، فَأَرَانِي قِسْطًا صَغِيرًا ، فَقَالَ: يَا سُلَيْمَانُ تَرَى هَذَا الْقِسْطَ أَنَا أَتَوَضَّأُ بِهِ مَرَّتَيْنِ لِلصَّلَاةِ .

تخریج الحدیث اس کی سند ضعیف ہے۔ یہ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا ذاتی عمل ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا، اعمش رحمہ اللہ نے مجھے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس گیا، تو انھوں نے مجھے ایک چھوٹا سا برتن دکھایا (اس میں سوالٹر پانی آتا ہے)، تو کہا: سلیمان! آپ یہ برتن دیکھ رہے ہیں، میں اس سے نماز کے لیے دو مرتبہ وضوء کرتا ہوں۔

شرح الحدیث ①:......شریعت اسلامیہ نے طہارت و نظافت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے پاک صاف رہنا انتہائی ضروری ہے۔ نماز ام العبادات ہے جس کے لیے جگہ، بدن، لباس کا پاک ہونا لازم ہے۔

②:......نماز کے لیے وضو شرط ہے، بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ﷺ ہے: ((لا تقبل صلاة بغير طهور)) ''وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔'' [1]

③:......قسط ایک نصف صاع کا پیمانہ ہے۔

④:...... احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے وضو اور غسل کے لیے استعمال ہونے والے پانی کی مختلف مقدار کا ذکر ہے۔ ان تمام احادیث کا جائزہ لینے کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ پانی کی مقدار تحدید کے لیے نہیں ہے بلکہ کفایت شعاری کے لیے ہے تاکہ پانی کم از کم استعمال ہو اور اس کا ضیاع نہ ہو۔

⑤:......حصولِ طہارت میں پانی کے اسراف کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سيكون فى هذه الامة قوم يعتدون فى الطهور والدعاء .)) [2]

''میری اُمت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت میں اور دعا مانگنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کریں گے۔''

⑥:......اعضائے وضوء کو بھی تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ دھونا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ جس سے پانی کا

---

[1] صحیح مسلم، حدیث: 224.

[2] سنن ابی داؤد، حدیث: 96، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

بھی ضیاع ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وضوء کا طریقہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین دفعہ اعضائے وضوء دھو کر دکھائے پھر فرمایا: ((هكذا الوضوء، فمن زاد على هذا فقد اساء وتعدى وظلم)) ''وضوء اس طرح ہے، جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے بُرا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔'' ❶

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الثَّوْرِيِّ

ابراہم بن ادہم رحمہ اللہ کی سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ سے روایت

[19]...... أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَيْرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خُبَيْقٍ، ثَنَا مُوسَى بْنُ طَرِيفٍ، قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ: هَذَا الْعِلْمُ الَّذِي جَمَعْنَا أُرِيدُ أَنْ أَصِفَهُ لِغَيْرِي، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُحِبُّنِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيُحِبُّنِي النَّاسُ عَلَيْهِ، قَالَ: لَقَدْ قَصَّرْتَ وَأَوْجَزْتَ إِنْ أَحْبَبْتَ مَحَارِمَ اللّٰهِ أَحَبَّكَ، وَأَحْبِبْ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ، فَإِنَّكَ إِنْ أَحْبَبْتَ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ أَحَبُّوكَ.

تخریج الحدیث حلية الاولياء، لابی نعیم: 42/8 اس کی سند معضل، سخت ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ابراہم بن ادہم رحمہ اللہ سے کہا: یہ جو علم ہم نے جمع کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اسے اپنے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کردوں، انھوں نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس پر اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ بھی محبت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے بڑا اختصار کر دیا ہے، اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے محارم کا احترام کیا تو وہ تم سے محبت کرے گا، جو لوگوں کی ملکیت ہے ان کا احترام کرو، کیوں کہ جب تم ان چیزوں کا احترام کرو گے جو لوگوں کی ملکیت ہے تو تم سے محبت کریں گے۔''

شرح الحدیث ①:...... دین اسلام میں محنت ومزدوری اور تجارت وکاروبار کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حلال ذرائع سے رزق کمانا اور ضروریات زندگی پوری کرنا کارِ ثواب ہے۔

---

❶ سنن ابی داؤد، حدیث: 135، سنن نسائی، حدیث: 140، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

②:......شریعت میں حلت وحرمت واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حلال اور پاکیزہ روزی کھانے اور کمانے کا حکم دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾

(البقرة : 172)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ .)) [1]

''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے قریب ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا جانور داخل ہو جائے خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں اس زمین میں اس کی چراگاہ ہیں۔ سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہو جاتا ہے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔''

③:...... نبی اکرم ﷺ نے حلال کھانے اور حرام کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں فوت ہوگا اگر چہ اس رزق کے حاصل ہونے میں تاخیر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

[1] صحيح بخاري، حديث: 52، صحيح مسلم: 1599.

سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق حاصل کرو جو حلال ہے وہ لے لو اور جو حرام ہے وہ چھوڑ دو۔''❶

④:...... حلال پر قناعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے اور جو انسان حلال کمانے، کھانے اور کھلانے کی کوشش کرتا ہے یقیناً عند اللہ مقبول ہوگا۔ کیوں کہ یہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی راہ ہے جس پر چلنے والے نامراد نہیں ہو سکتے۔

[20]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ السَّكَنِ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كِتْمَانُ الْمَصَائِبِ مِنْ كُنُوزِ الْبِرِّ.

تخريج الحديث حلية الاولياء، لابی نعيم: 117/7 وقال: غريب، شعب الايمان للبيهقی، حديث: 10048.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بیان کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مصائب کو چھپانا نیکی کے خزانوں میں سے ہے۔''

شرح الحديث ①:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۝ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝﴾ (البقرة: 155تا157)

''اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

②:...... ہر وہ چیز جس سے انسان کو اذیت وتکلیف پہنچے، خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔

③:...... مصائب پر صبر مؤمن ومسلمان کی شان ہے۔ جس پر اس کے لیے بے حساب اجر ہے، ارشاد باری

❶ سنن ابن ماجه، حديث: 2144، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر : 10)

''کہہ دے اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرو ان لوگوں کے لیے جنھوں نے اس دنیا میں نیکی کی بڑی بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے صرف کامل صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر کسی شمار کے بغیر دیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ عجیب ہے کیوں کہ اس کا سارا کام ہی خیر و بھلائی والا ہے، اور یہ چیز کسی اور کو حاصل نہیں ہے، کہ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لیے باعثِ خیر ہے، اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ اور وہ بھی اس کے لیے باعثِ خیر ہے۔'' [1]

④ :......مؤمن و مسلمان کے لیے ہر دکھ تکلیف اور مصیبت، گناہوں کے کفارے اور اجر و ثواب کا باعث ہے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو جب بھی کوئی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم و پریشانی پہنچتی ہے حتی کہ کانٹا جو اسے چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کے لیے کفارہ بنا دیتا ہے۔'' [2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ ثواب بڑی آزمائش کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کی آزمائش کرتا ہے، جو (اللہ تعالیٰ کی رضا پر) راضی رہے اس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے۔ اور جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضی ہے۔'' [3]

⑤ :...... خالق کی شکایات اس کی مخلوق کے سامنے کرنا احسان فراموشی ہے۔ اگر دکھ و تکلیف ملے تو اس کا واویلہ کرنے جگہ جگہ، محفل محفل شکوہ و شکایت کرنے کی بجائے یعقوب علیہ السلام کی سیرت و کردار کو ملحوظ رکھ کر غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے کردار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۞ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا

---

[1] صحيح مسلم، حديث : 2999.

[2] صحيح بخاری، حديث : 5641، 5642- صحيح مسلم، حديث : 2573.

[3] سنن ابن ماجه، حديث :4031، سنن ترمذی، حديث : 2396، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞﴾ (یوسف : 85-86)

''انھوں نے کہا اللہ کی قسم، تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ گھل کر فوت ہونے کے قریب ہو جائے یا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائے۔ اس نے کہا میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

[21]...... وَعَنْ سُفْيَانَ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: نَوْمُ الرَّجُلِ مَعَ أَبَوَيْهِ فِي الْبَيْتِ عَلَى أَرِيكَتِهِ يُضْحِكُهُمَا وَيُضْحِكَانِهِ خَيْرٌ مِنْ جِهَادٍ بِالسَّيْفِ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ .

تخریج الحدیث کنزالعمال، حدیث : 45524، یہ حدیث ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث سفیان رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرفوع روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا گھر میں اپنے بستر پر اپنے والدین کے ساتھ سونا کہ وہ انھیں ہنساتا ہو اور وہ اسے ہنساتے ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو جماعتوں کے درمیان تلوار کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہے حتی کہ وہ منقطع ہو جائے۔''

شرح الحديث ①:...... والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت و فرماں برداری اولاد پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (النساء : 36)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۞﴾ (بنی اسرائیل : 23)

''اور تیرا رب صاف صاف حکم فرما چکا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف تک نہ کرنا نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ

گفتگو کرنا ہے۔''

②:......قرآن پاک کی طرح احادیثِ رسول ﷺ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ اوران کی رضا وخوشی کا خیال رکھنے ان کی ناراضی سے بچنے کا حکم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((رضا اللّٰه فی رضا الوالدین وسخط اللّٰه فی سخط الوالدین .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔''

③:......اگر والدین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ناجائز ہے اور ایسی صورت میں ان کی ناراضی کی پروانہیں کرنی چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهُ فِيْ عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَ إِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (لقمان: 14-15)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اُٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر کر اور ماں باپ کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ کو زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے پھر میری ہی طرف تمھیں لوٹ کر آنا ہے تو میں تمھیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق .)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، حدیث: 1899، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن لغیرہ کہا ہے۔

❷ المعجم الكبير للطبرانی، حدیث: 14795.

''خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب و كره ما لم يؤمر بمعصية، فان أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة.)) ❶

''سننا اور تسلیم کرنا مسلمان آدمی پر فرض ہے، ان احکامات میں جو اسے پسند ہوں یا ناپسند ہوں جب تک اسے (شریعت کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ جب اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ سننا جائز ہے نہ ماننا۔''

④ :...... جہاد مؤمن کی معراج ہے، جو ایک عظیم عبادت ہے کوئی بھی عمل اس کا بدل نہیں ہوسکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے جہاد کے لیے ماں باپ سے اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔

ایک یمنی جہاد میں شرکت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا یمن میں تمھارا کوئی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی میرے ماں باپ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تمھارے ماں باپ نے تمھیں جہاد پر جانے کی اجازت دی ہے۔''؟ تو اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ارجع اليهما فاستأذنهما، فان أذنالك فجاهد والا فبرهما)) ''تم واپس اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے جہاد کرنے کی اجازت طلب کرو، اگر وہ اجازت دیں تو پھر جہاد کرنا ورنہ انھی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا (ہی تیرے لیے جہاد ہے)۔'' ❷

ایک آدمی جہاد کے لیے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ((ارجع اليهما فاضحكهما كما ابكيتهما)) ''اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور انھیں ہنساؤ جیسے تم نے انھیں رُلایا ہے۔'' ❸

[22]...... وَبِهِ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: سُوءُ الْخُلُقِ ذَنْبٌ لَا يُغْفَرُ وَسُوءُ الظَّنِّ خَطِيئَةٌ تَفُوحُ.

تخریج الحدیث مساوئ الأخلاق للخرائطی عن انس رضی اللہ عنہ، حديث: 13158، یہ حدیث ضعیف ہے۔

❶ سنن ترمذی، حديث: 1707، امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔
❷ سنن ابی داؤد، حديث: 2530، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔
❸ سنن ابی داؤد، حديث: 2528، سنن ابن ماجه، حديث: 2782، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ترجمة الحديث انھی کے حوالے سے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ''بداخلاقی ایک ایسا گناہ ہے جس کی معافی نہیں، جب کہ سوءِ ظن (بدگمانی) ایک ایسی خطا ہے جس کی بو پھیل جاتی ہے۔''

شرح الحديث ①:...... دین اسلام نے حسنِ اخلاق کی تعلیم دی اور اچھے اخلاق کے حامل افراد کی تحسین فرمائی ہے۔ خود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقِ حسنہ کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ (القلم : 4)

''اور بلاشبہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً خلق عظیم پر ہیں۔''

اُمتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ان لوگوں کو بہترین قرار دیا گیا جو حسن اخلاق کے مالک ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((خیرکم احاسنکم اخلاقًا)) ''تم میں سے سب سے بہترین وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔'' ❶

②:...... ایک مسلمان بدخلق اور بدکردار نہیں ہوتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بداخلاقی کی مذمت فرمائی اور ایسے انسان کو سخت وعید سنائی ہے۔ سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا یدخل الجنة الجواظ ولا الجعظری)) ''بدخلق، بدمزاج اور تکبر سے چلنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' ❷

③:...... ظن کا لفظ عربی زبان میں کئی معانی میں مستعمل ہے ظن بمعنی گمان، شک اور ظن بمعنی علم و یقین بھی ہے۔ یہاں ظن سے مراد وہ غلط و بُرا گمان ہے جو کسی کے متعلق دل میں آئے۔ جب کہ حقیقت میں اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔ شریعت نے اس کی مذمت فرمائی اور اس سے اجتناب کا حکم دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ایاکم والظن، فان الظن أکذب الحدیث)) ''تم گمان سے بچو بلاشبہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔'' ❸

④:...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾ (الحجرات : 12)

''اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔''

---

❶ صحیح بخاری، حدیث : 3559.

❷ سنن ابی داؤد، حدیث : 4801، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، حدیث : 6064، صحیح مسلم، حدیث : 2563.

مفسرین لکھتے ہیں: ''جہاں تک ہو سکے مؤمن کے تمام اقوال و اعمال کے متعلق اچھا گمان رکھنے کی کوشش کرو، کیوں کہ بعض گمان بالکل بے بنیاد اور گناہ ہوتے ہیں اس لیے زیادہ گمان سے بچو کیوں کہ اس کا نتیجہ ایسے گمانوں میں پڑ جانا ہے جو گناہ ہیں۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت

[23]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّازِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَارِسٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَلْخِيُّ، نا حَاتِمٌ الْأَصَمُّ يَعْنِي الْبَلْخِيَّ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَلْخِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ صَلَّيْتُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالْحَنَايَا، وَصُمْتُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالْأَوْتَارِ، ثُمَّ كَانَ الِاثْنَانِ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ الْوَاحِدِ لَمْ تَبْلُغُوا الِاسْتِقَامَةَ.

تخريج الحديث تاریخ دمشق لابن عساکر: 132/23، اس کی سند کا راوی محمد بن فارس البلخی جھوٹی خبروں کے بیان میں مشہور ہے، مالک بن دینار کا ابومسلم الخولانی سے سماع بھی ثابت نہیں ہے۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے مالک بن دینار عن ابومسلم الخولانی کی سند سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نماز پڑھو حتی کہ تم کمان کی طرح ہو جاؤ، اور تم روزے رکھو حتی کہ تم تانت کی طرح ہو جاؤ، پھر تمھارے نزدیک دو ایک سے زیادہ محبوب ہوں تو پھر بھی تم استقامت کے مقام تک نہیں پہنچے۔''

شرح الحديث ①:...... امر الٰہی کو مضبوطی سے تھام لینے، اعمال صالحہ پر کاربند رہنے اور منکر کو ترک کر دینے کا نام صراط مستقیم ہے۔ صراط مستقیم پر ڈٹے رہنے اور اس کو لازم پکڑنے کو استقامت کہتے ہیں۔

②:...... استقامت اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نوید سنائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾ (حم السجدة: 30)

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے پھر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے

اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔‘‘

آیت بالا کی تفسیر میں مفسر قرآن عبدالسلام بن محمد ﷾ رقم طراز ہیں: (ربنا اللّٰہ) ’’ہمارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘ یہ مختصر سا جملہ معانی کا سمندر ہے۔ مبتدا کے بعد خبر معرفہ ہو تو کلام میں حصر پیدا ہو جاتا ہے۔ کتب بلاغت میں اس کی مشہور مثال ’’صدیقی زید‘‘ یعنی میرا دوست صرف زید ہے۔‘‘ اس لیے (ربنا اللّٰہ) کا معنی ہے۔ ہمارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بات دل سے کہہ لینے کے بعد آدمی کسی اور کو داتا، دستگیر، گنج بخش، غریب نواز، بگڑی بنانے والا اور ڈوبتوں کو پار لگانے والا نہیں مان سکتا۔ پھر اس کی قولی و بدنی اور مالی عبادت، بلکہ پوری زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ وہ صرف اسی سے مانگتا ہے اور اسی کے حکم پر چلتا ہے۔...... (ربنا اللّٰہ) کہنے کے بعد کسی اور کی عبادت، اس کا دین یا اس کا بنایا ہوا طریقہ اختیار کرنے کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ اقبال نے اسی لیے کہا ہے ؎

چوں می گویم مسلمانم بلرزم

کہ دانم مشکلاتِ لاالٰہ را

’’جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو لرز جاتا ہوں، کیوں کہ میں ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کی مشکلات کو جانتا ہوں۔‘‘

﴿ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ موت تک توحید پر خوب قائم رہ کر رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلتے رہے اور فرائض ادا کرتے رہے، اگر کوئی کوتاہی یا گناہ ہوا بھی ہو تو انھوں نے توحید و سنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ❶

③ :...... سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ مجھے اسلام میں کوئی ایسی بات بتا دیں کہ میں اس سے متعلق آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((قل اٰمنت باللّٰہ ثم استقم)) ’’تو کہہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔‘‘ ❷

④ :...... استقامت کمال ایمان سے ممکن ہے۔ اور وہی شخص استقامت اختیار کرتا ہے جس کا یقین پختہ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ نتیجتاً ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت و عزت اور اعلیٰ مقام و مرتبہ کا حق

❶ تفسیر القرآن الکریم: 4/85-86-87. ❷ صحیح مسلم، حدیث: 38.

دار ٹھہرتا ہے۔

[24]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ ، نا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَضْرَمِيُّ ، ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ ، قَالَ: تَلْقَى الرَّجُلَ وَمَا يَلْحَنُ حَرْفًا وَعَمَلُهُ كُلُّهُ لَحْنٌ .

تخريج الحديث حلية الاولياء ، لابی نعيم : 383/2 یہ حدیث ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مالک بن دینار رحمہ اللہ سے بیان کیا: تم ایسے آدمی سے ملتے ہو جو بولنے میں کوئی غلط نہیں بولتا، جب کہ اس کا عمل مکمل طور پر غلط ہے۔

شرح الحديث ①:...... اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دین کی بنیاد پر تعلقات استوار کرنے اور قائم رکھنے کا حکم دیا۔ جو لوگ دین اسلام، نبی اسلام یا اہل اسلام سے عداوت و دشمنی رکھتے ہیں ایک مسلمان کے دل میں ان سے متعلق ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (المجادله :22)

''آپ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا خاندان ہو۔''

②:...... اگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی کو دیکھیں تو ہمیں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں دکھائی دیتی ہے کہ انھوں نے ان تمام لوگوں سے دوستی اور دلی تعلق کا رشتہ ختم کر دیا تھا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے اور اہل اسلام سے عداوت و دشمنی رکھتے تھے۔ خواہ وہ ان کے خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

③:...... اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض ایسا عظیم عمل ہے جس کی وجہ سے انسان میدانِ محشر کی گرمی و سختی سے محفوظ ہو جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات عرشِ الٰہی کا سایہ پانے والے خوش نصیبوں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والوں کو بھی شمار کیا ہے۔ جن کا ملاپ اور افتراق محض رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے۔ [1]

[1] دیکھئے صحیح بخاری، حدیث :660، صحیح مسلم، حدیث : 1031 .

④ :...... ایک مسلمان کے ہم نشین باعمل، باکردار لوگ ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کا کردار اچھا نہ ہو ان کی صحبت ومجلس مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اچھی اور بُری صحبت کی مثال بیان کی تو فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً .))❶

''نیک اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ خوشبو بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالو گے یا تو خوشبو خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمھارے بدن اور کپڑے کو جھلسا دے گی ورنہ بدبو تو ضرور تم اس سے پاؤ گے۔''

⑤ :...... والدین، اساتذہ اور خاندان کے بڑوں کو بچوں کی نشست و برخاست پر نظر رکھنی چاہیے۔ ان کی اچھی صحبت کی تحسین کرنا اور بُری صحبت سے بچنے کی تلقین کرنا اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کنند
صحبت طالح ترا طالح کنند

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی شعبہ بن حجاج سے روایت

[25]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَا ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ فِيلٍ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَرْكُونِ الْقُرَشِيُّ، نا سَهْلُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَتَاهُمُ الْعِلْمُ مِنْ عُلَمَائِهِمْ وَكُبَرَائِهِمْ وَذَوِي أَسْنَانِهِمْ، فَإِذَا أَتَاهُمُ الْعِلْمُ مِنْ صِغَارِهِمْ وَسُفَهَائِهِمْ فَقَدْ هَلَكُوا.

تخریج الحدیث حلیة الاولیاء، لابی نعیم : 49/8 اس کی سند ضعیف ہے۔

❶ صحیح بخاری، حدیث : 2101، صحیح مسلم، حدیث : 2628.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: ابو اسحاق نے ہمیں خبر دی، انھوں نے کہا: میں نے سعید بن وہب رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ''لوگ خیر و بھلائی پر رہیں گے جب تک علم ان کے علماء، ان کے بڑوں اور ان کے ہم عمروں کی طرف سے ان کے پاس آئے گا، جب علم ان کے کم سنوں اور ان کے نادانوں کی طرف سے ان کے پاس آئے گا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔''

شرح الحديث ①:......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (المجادله : 11)

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے جو تم کرتے ہو، پوری طرح باخبر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل علم کا مقام انتہائی بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور اپنی گواہی کے ساتھ اہل علم کی گواہی کو بیان کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (آل عمران : 18)

''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی، اس حال میں کہ وہ انصاف پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب پر غالب کمال حکمت والا ہے۔''

②:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب وحکمت کا معلم بنا کر بھیجا گیا اور کتاب وحکمت کا علم رکھنے والے حضرات ہی علماء ہیں۔ جن افراد کے پاس قرآن وسنت اور ان سے متعلقہ علوم وفنون کا علم نہیں ان کو صاحبِ علم نہیں کہا جا سکتا۔

③:......علم میں پختگی و رسوخ شریعت کے گہرے فہم کے لیے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راسخ فی العلم لوگوں کی تعریف کی اور فرمایا:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (اٰل عمران : 7)

’’اور ان (متشابہات) کی اصل مراد نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے او رنصیحت قبول نہیں کرتے مگر جو عقلوں والے ہیں۔‘‘

علم کی پختگی انسان کو متشابہ آیات کے اصل معنی تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رسائی دیتی ہے، لیکن جن لوگوں کی عقل علم کے باوجود خواہش پرستی، شرک و بدعت کی زنجیروں میں جکڑی ہے ان کو راسخ فی العلم نہیں کہا جا سکتا۔

④ :...... اقوام عالم کو دین کی باتیں سکھانے اور سمجھانے والوں سے اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کا تقاضا کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ ﴾ (التوبة : 122)

’’اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تا کہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تا کہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں تا کہ وہ بچ جائیں۔‘‘

آیت بالا کی تفسیر میں مفسر قرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ’’یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ اسلام عرب کے اکثر حصہ پر غالب آ چکا تھا۔ بدوی قبائل دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو رہے تھے مگر ابھی تک ان کے نہ جاہلی نظریات ختم ہوئے تھے اور نہ دین کا ابھی حقیقی شعور پیدا ہوا تھا اس آیت میں علم کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اسلامی حکومت کا کام محض علاقے فتح کرنا نہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ لوگوں کی جہالت دور کرنا اور اسلامی نظریات کے مطابق ان کی تربیت کرنا بھی انتہائی ضروری ہے جتنا جہاد ضروری ہے ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم وہی کہلا سکتا ہے جس سے دین کی سمجھ بوجھ پیدا ہو اور اس سے دین کی تبلیغ و اشاعت میں کام لیا جا سکتا ہو۔ رہے دوسرے علوم تو وہ دنیا کی زندگی کے لیے خواہ کتنے ہی مفید کیوں نہ ہوں حقیقی علم نہیں کہلا سکتے۔‘‘ ❶

⑤ :...... بغیر علم دیے گئے فتوے جہالت پھیلاتے ہیں۔ کم علم لوگوں سے دینی راہنمائی کا نتیجہ گمراہی و ضلالت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

❶ تيسير القرآن: 273/2.

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ دین کے علم کو ایسے نہیں اُٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علم والوں کو فوت کر کے علم کو اُٹھائے گا۔ جب کوئی صاحب علم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے مسائل دریافت کیے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

حدیث بالا کی شرح میں شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ فائدہ نقل کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ علوم وفنون کو سینوں سے محو کرنے پر قادر ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ قبض علم کی یہ صورت ہو گی کہ خود علماء ختم ہو جائیں گے اور دوسرے علماء پیدا نہ ہوں گے۔ اس حدیث میں علم کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ ہر عالم کا فریضہ ہے کہ اپنے بعد کچھ علماء چھوڑے، بصورت دیگر جہلاء علماء کی جگہ بیٹھیں گے اور گمراہی پھیلائیں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم حدیث کی بنیاد پر فتوی دینا ہی حقیقی ریاست ہے۔ [2]

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ الْعَدَوِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ہشام بن حسان العدوی سے روایت

[**26**]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ، وَإِبْرَاهِيمُ، قَالُوا: ثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ قَطَنٍ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنِي نَجْدَةُ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُرْهِبِيُّ، عَنْ طَالُوتَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ بَعْضِ عَمَّاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: شَهِيدُ الْبَرِّ يُغْفَرُ لَهُ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ وَالْأَمَانَةَ، وَشَهِيدُ الْبَحْرِ يُغْفَرُ لَهُ كُلُّ ذَنْبٍ وَالدَّيْنُ وَالْأَمَانَةُ .

تخریج الحدیث حلیة الاولیاء، لابی نعیم : 51/8 ، اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ہشام بن حسان عن یزید الرکاشی کے حوالے سے رسول

[1] صحیح بخاری، حدیث : 100، صحیح مسلم، حدیث :2673.

[2] هداية القاری شرح صحیح البخاری : 284/1.

اللہ ﷺ کی ایک پھوپھی صاحبہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خشکی کے (میدان میں لڑ کر شہادت کے درجے پر فائز ہونے والے) شہید کا قرض اور امانت کے علاوہ ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے، جب کہ سمندر (کی لڑائی) کے شہید کا قرض و امانت سمیت ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔''

شرح الحدیث ①:...... دین اسلام کے غلبے، اسلامی ریاست کی حدود کے تحفظ اور دین اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں کفار و مشرکین کی طرف سے آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ان سے جنگ کرنے کا نام ''جہاد'' ہے۔

②:...... جہاد فی سبیل اللہ کی کتاب و سنت میں بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت، نہروں والی جنتوں اور پاکیزہ محلات جو ہمیشہ رہنے والے ہیں کی بشارت کے ساتھ اخروی کامیابی کی نوید سنائی۔ (الصّف:12)

ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ❶

مجاہد فی سبیل اللہ کے اجر وثواب کو کوئی نہیں پا سکتا۔ ❷

③:...... جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد، دین اسلام، شریعتِ محمدیہ کی راہ میں رکاوٹ بننے والے باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا، دنیا سے ظلم و بربریت کا خاتمہ، اسلامی وحدت کو توڑنے والی قوتوں کا استحصال اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے۔

④:...... اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنا باعثِ فضیلت اور بہت بڑی سعادت و اعزاز ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ۝۱۶۹ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۷۰ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۱ ﴾

(آل عمران : 169-171)

''اور تم ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیے گئے، ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں،

---

❶ صحيح بخاري، حديث: 2518.

❷ صحيح بخاري، حديث: 2785، صحيح مسلم، حديث: 1878.

اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔ اس پر بہت خوش ہیں جو انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور ان کے بارے میں بھی بہت خوش ہوتے ہیں جو ان کے ساتھ ان کے پیچھے سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت اور فضل پر بہت خوش ہوتے ہیں اور (اس بات پر) کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت: ﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ﴾ سے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں اور ان کے لیے عرشِ الٰہی کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں وہ جنت میں جس جگہ سے چاہتی ہیں کھاتی ہیں۔ پھر (دوبارہ) وہ عرش کے نیچے لٹکی ہوئی انھی قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں۔'' ❶

⑤:......شہید فی سبیل اللہ کو بعض ایسی فضیلتیں حاصل ہیں جو دیگر فوت ہونے والوں کے لیے نہیں ہیں۔

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((للشهيد عند اللّٰه ست خصال : يغفرله فى اول دفعة ، ويرى مقعده من الجنة ويجارُ من عذاب القبر ويأمن من الفزع الاكبر ويوضع على رأسه تاج الوقار ، الياقوتة منها خيرٌ من الدنيا و ما فيها ويزوج اثنتين وسبعين زوجة من الحور العين ويشفعُ فى سبعين من أقاربه .))❷

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لے چھ انعامات ہیں: خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ عظیم گھبراہٹ والے دن (گھبراہٹ سے) محفوظ رہے گا۔ اس کے سر پر ایک عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت (موتی) دنیا اور اس کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ بہتر (72) موٹی آنکھوں والی جنتی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی اور اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ ❶

⑥:......قرض دینا کارِثواب ہے اور مقروض کے لیے قرض کی ادائیگی کرنا انتہائی ضروری ہے۔ کیوں کہ

❶ صحيح مسلم، حديث : 1887 .

❷ سنن ترمذى، حديث : 1663 ، سنن ابن ماجه ، حديث : 2799 ، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

قرض کسی حال میں بھی معاف نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مقروض کا جنازہ پڑھنے سے انکار فرما دیا تھا۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((یغفر للشهيد كل ذنب الا الدين)) ''شہید کے قرض کے علاوہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' ❷

⑦ :...... صاحبِ حیثیت کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مطل الغنى ظلم)) ''مالدار آدمی کا ادائیگی قرض میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔'' ❸

قرض کی عدم ادائیگی پر مقروض مجرم کو تعزیرًا سزا دی جا سکتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لـيّ الواجد يـحل عرضه وعقوبته)) ''ادائیگی کی طاقت رکھنے والے کی تاخیر اس کی بے عزتی اور اسے سزا دینے کو جائز قرار دے دیتی ہے۔''

عظیم محدث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حدیث بالا کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((يحل عرضه: يغلظ له وعقوبته : يحبس له.)) ❹

''بے عزتی سے مراد اس پر سختی کرنا اور بُرا بھلا کہنا ہے جب کہ سزا سے مراد اسے قید کرنا ہے۔''

⑧ :...... اسلامی اخوت و بھائی چارہ اس بات کا متقاضی ہے کہ مسلمان باہم امانت دار ہونے چاہئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((المسلم اخو المسلم لا يخونه.)) ❺

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس کے ساتھ خیانت نہیں کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ادائے امانت کی تاکید فرمائی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَدِّالْاَمَانَةَ اِلٰی مَنْ اَئْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ.)) ❻

---

❶ صحيح بخاری، حديث: 2289، صحيح مسلم، حديث: 1619.

❷ صحيح مسلم، حديث: 1886.

❸ صحيح بخاری، حديث: 2288، صحيح مسلم، حديث: 1564.

❹ سنن ابی داؤد، حديث: 3628، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

❺ سنن ترمذی، حديث: 1927، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

❻ سنن ابی داؤد، حديث: 3535، سنن ترمذی، حديث: 1927، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

''جس نے تمھارے پاس امانت رکھی ہے اس کے مطالبے پر امانت لوٹا دو اور جو تمھارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔''

⑨:.....امانت میں خیانت کو منافقین کی خصلت شمار کیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار خصلتیں جس میں ہوں وہ پکا منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی حتی کہ وہ اس کو چھوڑ دے، جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالی گلوچ دے۔ ❶

⑩:.....سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان اور کفر ایک آدمی کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے، نہ سچ اور جھوٹ یکجا ہو سکتے ہیں اور نہ ہی خیانت اور امانت ایک جگہ اکٹھے ہو سکتی ہے۔'' ❷

[**27**]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحِ بْنِ يَزِيدَ، ثَنَا أَبِي، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: الرِّفْقُ يُمْنٌ.

تخریج الحدیث المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: 4087، مجمع الزوائد: 22/8، اس کی سند ضعیف ہے۔ ضعیف ابی مع للالبانی، حدیث: 3161.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ عن ہشام عن حسن کی سند سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نرمی خیر و برکت ہے۔''

شرح الحديث ①:.....نرمی حسن اخلاق میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتے ہیں سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان اللّٰه رفيق يحب الرفق ويعطى عليه مالايعطى على العنف)) ❸

''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں عطا کرتا ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی نرمی ہی ہے کہ بندوں کے گناہوں پر فوراً مؤاخذہ نہیں کرتا بلکہ نافرمانوں کو مہلت دیتا ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، حديث: 34، صحيح مسلم، حديث: 58.

❷ مسند احمد: 251/14، شعیب الارناؤط رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

❸ سنن ابی داؤد، حدیث: 4807.

اسی طرح وہ بندہ جو انتقام لینے کے بجائے معافی و درگزر سے کام لے اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتے ہیں۔

②:......انسان کی معاشرتی خوبصورتی نرمی اور طبیعت کی حلیمی میں ہے جب کہ سختی اور اکھڑ پن انسانی توقیر کو کم کرنے کا باعث ہے اور اخلاق رزیلہ میں سے ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ماکان الرفق فی شیء قط الازانه ولا عُزل عن شيء الاشانه)) ''نرمی جس چیز میں بھی ہو اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ اور جس چیز سے ختم کر دی جائے اس کو بدنما بنا دیتی ہے۔'' [1]

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَزِيدَ النَّضْرِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی موسیٰ بن یزید النضری رحمہ اللہ سے روایت

[28]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رَجَاءَ الْوَرَّاقُ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ الْمَرْوَزِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى السُّلَمِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَلْخِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ دَعَا بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ حَيٌّ لَا تَمُوتُ، وَخَالِقٌ لَا تُغْلَبُ، وَبَصِيرٌ لَا تَرْتَابُ، وَسَمِيعٌ لَا تَشُكُّ، وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ، وَقَاهِرٌ لَا يُغْلَبُ، وَقَرِيبٌ لَا بَعِيدٌ، وَغَافِرٌ لَا تَظْلِمُ، وَصَمَدٌ لَا تُطْعَمُ، وَقَيُّومٌ لَا تَنَامُ، وَأَبَدِيٌّ لَا تَنْفَدُ، وَجَبَّارٌ لَا تُقْهَرُ، وَعَظِيمٌ لَا تُرَامُ، وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ، وَقَوِيٌّ لَا تَضْعَفُ، وَعَلِيمٌ لَا تَجْهَلُ، وَوَفِيٌّ لَا تُخْلِفُ، وَعَدْلٌ لَا تَحِيفُ، وَغَنِيٌّ لَا تَفْتَقِرُ، وَحَكَمٌ لَا تَجُورُ، وَمَنِيعٌ لَا تُقْهَرُ، وَمَعْرُوفٌ لَا تُنْكِرُ، وَوَكِيلٌ لَا تَحْقِرُ، وَغَالِبٌ لَا تُغْلَبُ، وَقَدِيرٌ لَا تَسْتَأْثِرُ، وَقَائِمٌ لَا تَنَامُ، وَمُحْتَجِبٌ لَا تُرَى، وَدَائِمٌ لَا تَفْنَى، وَبَاقٍ لَا تَبْلَى وَوَاحِدٌ لَا تُشَبَّهُ، وَمُقْتَدِرٌ لَا تُنَازَعُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَوْ دَعَا بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ وَالْأَسْمَاءِ عَلَى صَفَائِحِ الْحَدِيدِ لَذَابَتْ، وَلَوْ دَعَا بِهَا عَلَى مَاءٍ جَارٍ لَسَكَنَ بِإِذْنِ اللّٰهِ، وَمَنْ بَلَغَ إِلَيْهِ الْجُوعُ وَالْعَطَشُ، ثُمَّ دَعَا بِهَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ وَلَوْ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَوْضِعِ الَّذِي يُرِيدُهُ جَبَلًا لَأَشْعَبَ لَهُ الْجَبَلُ حَتَّى يَسْلُكَهُ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي يُرِيدُ، وَلَوْ دَعَا بِهَا

[1] صحيح مسلم، حديث: 2594.

عَـلَـى مَـجْنُونٍ لَأَفَاقَ ، وَلَوْ دَعَا بِهَا عَلَى امْرَأَةٍ قَدْ عَسُرَ عَلَيْهَا وَلَدُهَا لَهَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهَا ، وَلَـوْ دَعَـا بِهَـا وَالْـمَـدِينَةُ تَحْتَرِقُ وَفِيهَا مَنْزِلُهُ أَنْجَاهُ اللّٰهُ وَلَـمْ يَحْتَرِقْ مَنْزِلُهُ ، وَلَوْ دَعَا بِهَا أَرْبَـعِيـنَ لَيْـلَةً مِـنْ لَيَـالِي الْجُمُعَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ ذَنْبٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَوْ أَنَّهُ دَخَـلَ عَـلَـى سُـلْطَانٍ جَائِرٍ ثُمَّ دَعَا بِهَا قَبْلَ أَنْ يَنْظُرَ السُّلْطَانُ إِلَيْهِ لَخَلَّصَهُ اللّٰهُ مِنْ شَرِّهِ ، وَمَـنْ دَعَا بِهَا عِنْدَ مَنَامِهِ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ بِكُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا سَبْعَمِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ مِنَ الـرَّوْحَـانِيِّينَ وُجُوهُهُمْ أَحْسَنُ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ يُسَبِّحُونَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَيَدْعُونَ وَيَكْتُبُونَ لَهُ الْحَسَنَاتِ ، وَيَمْحُونَ عَنْهُ السَّيِّئَاتِ وَيَرْفَعُونَ لَهُ الدَّرَجَاتِ إِلَى يَوْمِ يُنْفَخُ فِي الـصُّـورِ ، فَـقَـالَ سَلْمَانُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ كُلُّ هَذَا الْخَيْرِ؟ فَقَالَ: لَا تُخْبِرْ بِهِ النَّاسَ حَتَّى أُخْبِرَكَ بِأَعْظَمَ مِنْهَا ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَدَعُوا الْعَمَلَ وَيَقْتَصِرُوا عَلَى هَذَا ، ثُمَّ قَـالَ: مَـنْ نَامَ وَقَدْ دَعَا بِهَا فَإِنْ مَاتَ مَاتَ شَهِيدًا ، وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ غُفِرَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ وَمَنْ دَعَا بِهَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَاجَةٍ .

تخریج الحدیث الموضوعات لابن الجوزی : 438/3. السلسلة الضعيفه للالبانی ، حدیث : 780، یہ حدیث موضوع من گھڑت ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے موسیٰ بن یزید عن اویس القرنی رحمہ اللہ کی سند سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ ان دونوں نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ان اسماء (ناموں) کے ساتھ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے: ”اے اللہ تو زندہ ہے تو کبھی وفات نہیں پائے گا، تو خالق ہے کبھی مغلوب نہیں ہوگا، بصیر (دیکھنے والا) ہے، شک وشبہ کرنے والا نہیں، تو سمیع ہے، شک نہیں کرتا، صادق ہے جھوٹ نہیں بولتا، قاہر (غلبے والا) ہے مغلوب نہیں ہوتا، قریب ہے بعید نہیں، غافر (بخشنے والا) ہے ظلم نہیں کرتا، بے نیاز ہے تجھے کھلایا نہیں جاتا، قائم رکھنے والا ہے سوتا نہیں ہے، ابدی ہے ختم ہونے والا نہیں۔ جبار ہے کوئی مغلوب نہیں کرسکتا، عظیم ہے، تجھ پر فضیلت حاصل نہیں کی جاسکتی، عالم ہے تجھے سکھایا نہیں جاتا، قوی ہے کمزور نہیں کیا جا سکتا، علیم ہے تجھے لاعلم نہیں بنایا جا سکتا، پورا پورا عطا کرتا ہے پیچھے نہیں چھوڑتا، عادل ہے ظلم نہیں کرتا، غنی ہے محتاج نہیں ہوسکتا، حکم (فیصلہ کرنے والا) ہے ظلم نہیں کرتا، طاقت ور ہے مغلوب نہیں کیا جا سکتا، معروف ہے غیر معروف نہیں بنایا جاسکتا، وکیل ہے حقیر نہیں بنایا جاسکتا، غالب ہے مغلوب

نہیں کیا جا سکتا، دائم ہے فنا نہیں ہوگا، باقی رہنے والا ہے ختم نہیں ہوگا، واحد ہے اس کے کوئی مشابہ نہیں، مقتدر ہے تجھ سے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر کوئی ان دعاؤں اور اسماء کے ساتھ لوہے کی پلیٹوں پر دعا کرے تو وہ پگھل جائیں، اگر وہ ان کے ساتھ جاری پانی پر دعا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساکن ہو جائے، جو بھوک پیاس کا شکار ہو جائے اور پھر وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کھلا پلا دیتا ہے، اگر اس کے اور اس جگہ کے درمیان جس کے متعلق اس کا ارادہ ہے پہاڑ بھی ہو تو وہ ہٹ جائے حتی کہ وہ اپنی منزل مراد پر پہنچ جائے، اگر وہ ان کے ساتھ کسی مجنون کے لیے دعا کرے تو وہ ٹھیک ہو جائے، اگر ان کے ساتھ کسی ایسی عورت کے لیے دعا کی جائے جس کے بچے کی ولادت مشکل ہو رہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا فرما دیتا ہے، اگر وہ ان کے ساتھ دعا کرے، جب کہ شہر جل رہا ہو اور اس میں اس کا گھر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لے گا اور اس کا گھر نہیں جلے گا، اگر وہ چالیس شب جمعہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اپنے درمیان جو گناہ ہیں وہ ان سب کو معاف کر دے، اگر وہ جابر حکمران کے پاس جائے اور اس سے پہلے کہ وہ بادشاہ اس کی طرف دیکھے یہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے شر سے بچا لے گا، اگر وہ سوتے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا کرے تو اللہ عزوجل ان کلمات کے ہر حرف کے بدلے سات لاکھ روحانی فرشتے بھیج دے گا جن کے چہرے سورج اور چاند سے بھی زیادہ خوب صورت ہوں گے وہ اس شخص کے لیے تسبیح بیان کریں گے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے، وہ دعائیں کریں گے، اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے، اس کی خطائیں مٹائیں گے اور صور پھونکے جانے کے دن تک اس کے لیے درجات بلند کرتے رہیں گے۔'' سلمان نے بیان کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ سب خیر ان اسماء کے ساتھ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کے متعلق لوگوں کو نہ بتانا حتی کہ میں تجھے اس سے عظیم تر کے متعلق بتا دوں، کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عمل چھوڑ دیں گے اور اس پر اکتفا کر لیں گے۔'' پھر فرمایا: ''اگر وہ سو جائے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرے پھر اگر وہ وفات پا جائے تو اس کی موت شہادت کی موت ہوگی، اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں اس کے گھرانے کو بخش دیا جائے گا، اور جو ان کے ساتھ دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دس لاکھ حاجتیں پوری فرما دے گا۔''

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

ابراہیم رحمہ اللہ کی ابان بن ابی عیاش سے روایت

[29]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَشْعَثِ ، ثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبَانَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعَامَةَ الضَّبِّيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ فَلَيْسَ مِنَّا .

تخریج الحديث المعجم الكبير للطبرانی : 267/11، حديث : 11691، الكامل فی الضعفاء لابن عدی : 297/4 عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما . حلية الاولياء ، لابی نعيم : 55/8، عن يزيد اس کی سند میں ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث کے علاوہ اور بھی علتیں ہیں۔

ترجمة الحديث ابراہیم رحمہ اللہ نے ابان عن یزید بن نعامہ الضبی کی سند سے روایت کیا، انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غسل کے بعد وضوء کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

شرح الحديث ①:...... اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ان میں سے ایک ضابطہ صفائی و طہارت کا اہتمام بھی ہے۔ کیوں کہ صفائی کا حصول فطرتِ انسانی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے طہارت کی ترغیب دلائی اور اپنے ماننے والوں کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا۔ آغازِ اسلام میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو صفائی کا حکم دیا اور فرمایا:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ﴾ (المدثر : 4-5)

''اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔''

کمال حصولِ طہارت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل قبا کی تعریف فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ ﴾ (التوبة : 108)

''اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب طہارت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خب پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

②:......نماز دین اسلام کا بنیادی رکن ہے اور اس کے لیے طہارت شرط ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لا تقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول)) ''نماز

طہارت و پاکیزگی کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور نہ صدقہ ناحق حاصل کیے ہوئے مال سے قبول ہوتا ہے۔''❶

③:...... وضوء نہ ہونے کی صورت میں ادائیگی نماز کے لیے وضوء ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (المائدة : 6)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاتقبل صلاة احدكم اذا احدث حتى يتوضأ .))❷

''تم میں سے جب کوئی بے وضوء ہو جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔''

④:...... غسل جنابت کے لیے ابتداء میں وضوء کرنا مسنون عمل ہے۔ اگر دورانِ غسل وضوء برقرار رہے تو ایسا وضوء عبادات کی ادائیگی کے لیے کفایت کر جائے گا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كان رسول الله ﷺ لايتوضا بعد الغسل .))❸

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضوء نہیں کرتے تھے۔''

⑤:...... اگر مسنون غسل نہ کیا گیا ہو یعنی ابتدائے غسل میں وضو نہ کیا گیا ہو تو غسل کے بعد عبادات کے لیے وضوء کرنا ہوگا۔ صرف غسل کرنے سے وضو نہیں ہوتا ہے۔ ⑥:...... غسل کا مسنون طریقہ۔

⑦:...... حدیث بالا کے الفاظ ''فليس منا'' سے مقصود یہ ہے کہ غسل کے بعد وضوء کرنا ہمارا طریق کار نہیں ہے بلکہ ہم غسل سے پہلے وضو کرتے ہیں اور غسل کے بعد وضو کرنے والا ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ الْبَلْخِيِّ

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی مقاتل بن حیان البلخی رحمہ اللہ سے روایت

[30]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، ثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ حَمْزَةَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ

❶ صحيح مسلم، حديث : 224.

❷ صحيح بخاری، حديث : 6954، صحيح مسلم، حديث : 225.

❸ سنن ترمذی، حديث : 107، سنن نسائی، حديث : 253، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

بْـنُ حَبِيبٍ ، ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَجْلَانَ ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ ، عَنْ أَنَسِ بْـنِ مَـالِكٍ رِضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الـصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِائَةُ أَلْفِ صَلَاةٍ ، وَالصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِي عَشَرَةُ آلَافِ صَلَاةٍ ، وَالصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ الرِّبَاطَاتِ أَلْفُ صَلَاةٍ .

تخریج الحدیث تاریخ دمشق لابن عساکر: 246/26، حلية الاولياء، لابی نعیم : 46/8، اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مقاتل بن حیان کے حوالے سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام میں نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ میری مسجد میں نماز دس ہزار نماز کے برابر ہے، جب کہ سرحدوں پر واقع مسجد میں نماز ہزار نماز کے برابر ہے۔''

شرح الحدیث ①:...... روئے زمین کے دوشہروں مکہ و مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے دیگر خطوں سے فضیلت عطا کی ہے۔ جب کہ مکہ مکرمہ کو بیت اللہ اور ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں اور مدینہ طیبہ کو ہجرت نبوی کا مرکز، مسجد نبوی، نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے شرف وعزت نصیب ہوئی۔

②:...... مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَـا أطيبك مـن بـلد واحبك إلي ولولا ان قومي اخرجوني منك ما سكنت غيرك .)) ❶

''تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا ہی محبوب ہے اور اگر مجھے میری قوم تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔''

③:...... مدینہ منورہ کو زمانہ جاہلیت میں ''یثرب'' کہا جاتا تھا۔ قرآن میں اس شہر کا نام مدینہ ذکر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں طیبہ اور طابہ کا نام بھی دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو دعا کی:

((اَلـلّٰهُـمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي

❶ سنن ترمذی ، حدیث : 3926 ، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ .))❶

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح ڈال دے جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما اور اس مدینہ کو ہمارے لیے صحت افزا مقام بنا دے اور اس کی بیماریوں کو مقام جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔''

④ :...... روئے زمین کی تین مساجد مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو خاص شرف حاصل ہے۔ ان مساجد کی طرف بطور خاص زیارت وثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔ جب کہ کسی اور جگہ اس نیت سے جانا ممنوع ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى .))❷

''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف رخت سفر نہ باندھا جائے، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

⑤ :...... بیت اللہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی سب سے زیادہ فضیلت ہے، مسجد حرام کے بعد مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا فضیلت کا باعث ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .))❸

''مسجد حرام کے علاوہ میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز دیگر مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔''

مسجد حرام میں نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے، سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صلاة في المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة فيما سواهٗ .))❹

''مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، حديث : 1889، صحيح مسلم، حديث :1376 .

❷ صحيح بخاری، حديث : 1189، صحيح مسلم، حديث :1338 .

❸ صحيح بخاری، حديث : 1190، صحيح مسلم، حديث :1394 .

❹ سنن ابن ماجه، حديث : 1406، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

[31]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ ، ثَنَا حَيْوَةُ ، وَعَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، وَيَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ ، قَالُوا: ثَنَا بَقِيَّةُ ، ح .

ترجمة الحديث عمران بن بکار بیان کرتے ہیں: حیوۃ،عبدالسلام بن محمد اور یزید بن عبدربہ (رحمہم اللہ) نے ہمیں حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: بقیہ رحمہ اللہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

[32]...... وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَلْخِيُّ ، قَالَا: ثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ ، ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ ، فَقُلْتُ لِجَرِيرٍ: أَبَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا أَسْلَمْتُ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ .

تخريج الحديث سنن دارقطنی ، حديث : 745، السنن الكبرى للبيهقی : 412/1، حديث: 1296 .

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مقاتل بن حیان عن شہر بن حوشب کی سند سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا، میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد؟ تو انھوں نے کہا: میں نے سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا تھا۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ نُعَيْمٍ، أُرَاهُ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَأَعْيَنَ مَوْلَى مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی نعیم - میں انھیں ابن ابی ہند سمجھتا ہوں - اور اعین مولیٰ مسلم بن عبدالرحمٰن سے روایت

[33]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَشْعَثِ ، ثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ ، ثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَيَّانَ ، ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحِمْصِيُّ ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقِيلَ لَهُ: بَعْدَمَا أُنْزِلَتْ

الْمَائِدَةُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا أَسْلَمْتُ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

تخریج الحدیث سنن دارقطنی، حدیث: 745، السنن الکبری للبیہقی: 412/1، حدیث: 1296.

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے شہر بن حوشب کی سند سے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا، ان سے کہا گیا: سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد؟ تو انھوں نے کہا: میں نے سورۂ المائدہ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا تھا۔

شرح الحدیث ①:...... وضوء میں پاؤں کا مکمل دھونا واجب ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (المائدة: 6)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔''

②:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران نے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا (اس طرح کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھوئے، پھر کلی کی اور ناک جھاڑی، پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھویا، پھر بایاں ہاتھ اسی طرح دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر دایاں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھویا، پھر بایاں پاؤں اسی طرح دھویا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضوء کیا جس طرح میں نے ابھی کیا۔ [1]

③:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر وضوء میں پاؤں کو دھوتے تھے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل رہا ہے۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایڑیوں کو خشک دیکھا تو سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ واپس آئے راستے میں عصر کی نماز کے لیے وضوء کرتے ہوئے کچھ لوگوں نے جلدی کی، وضو کیا تو جلدی میں تے۔ ہم ان تک پہنچے تو ان کی ایڑیاں اس طرح نظر آ رہی تھیں کہ انھیں پانی نہیں لگا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر) فرمایا: ((ویل للاعقاب من النار، أسبغوا الوضوء)) ''ان ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے، وضوء خوب اچھی طرح کرو۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، حدیث: 164، صحیح مسلم، حدیث: 226. [2] صحیح مسلم، حدیث: 241.

④ :......وضو کرنے کے بعد پاؤں کو گرم رکھنے کے لیے استعمال کی جانے والی جرابوں اور موزوں پر مسح کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

⑤ :......سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کا حکم منسوخ نہیں اور سورہ مائدہ کی آیت : ﴿وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ ''اور اپنے ٹخنوں تک پاؤں دھولو۔'' کا حکم خاص ہے کہ جب وضو کرنے والے نے موزے نہ پہنے ہوں۔''

⑥ :......سیدنا جریر بن عبداللہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اسلام لائے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھنا، موزوں پر مسح کے مسنون و ماثور اور غیر منسوخ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی مسح علی الخفین کی حدیث سن کر بہت خوش ہوئے تھے کیوں کہ اس سے اہل السنہ کے اجماعی مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

⑦ :......شیعہ حضرات پاؤں نہیں دھوتے اور وہ ہر حال میں ننگے پاؤں پر مسح کے قائل ہیں جب کہ خوارج ہر حال میں پاؤں کو دھونا ضروری سمجھتے ہیں۔ جب کہ اہل سنت نے موزوں کی صورت میں مسح کو قبول کیا ہے اور یہی مسلک راجح ہے۔

⑧ :......موزوں پر مسح کے لیے انھیں باوضوء پہننا ضروری ہے۔ مقیم آدمی ایک دن اور رات جب کہ مسافر تین دن، رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

[34]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ ، ثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ نُعَيْمٍ ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ نُعَيْمًا فَلَا أَعْلَمُ غَيْرَهُ ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ ، قَالَ: مَنْ هَمَّ بِصَلَاةٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ صِيَامٍ أَوْ شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ فَحَالَ دُونَهُ حَائِلٌ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَا أَهَمَّهُ .

تخريج الحديث حلية الاولياء، لابی نعیم : 52/8 .

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم، عن نعیم کی سند سے ہے، ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: اگر وہ نعیم نہ ہوئے تو پھر میں ان کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا، عن سعید بن المسیب کی سند سے ہے، انھوں نے کہا: جس نے نماز یا حج یا عمرے یا روزے یا نیکی کے کسی کام کا ارادہ کیا لیکن اس کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اسے (اجر

وثواب کے) اس مقام تک پہنچا دے گا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔‘‘

شرح الحدیث ①:...... اللہ رب العزت کے اُمتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے شمار احسانات میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے گناہ کے ارادوں اور نیتوں پر مؤاخذہ نہیں البتہ ارادۂ خیر پر اجر وثواب ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((ان اللّٰه تجاوز لامتی ما حدثت به انفسها ، مالم يتكلموا او يعملوا به)) ’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ان باتوں سے درگزر فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں آئیں تاوقتیکہ وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا عمل نہ کریں۔‘‘ ❶

②:...... نیکی کا ارادہ کرنے پر ایک مکمل نیکی جب کہ عمل پیرا ہونے کی صورت میں دس گنا سے لے کر سات سو گنا اور مزید کئی گنا تک اجر وثواب ملتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں۔ پھر انھیں واضح کر کے بیان کر دیا کہ جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ دی اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے پاس دس گنا سے سات سو گنا تک اور اس سے مزید کئی گنا نیکیاں لکھی ہیں اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ دی اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے صرف ایک گناہ لکھا ہے۔ ❷

[35]...... وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ، حَدَّثَنِي أَعْيَنُ ، مَوْلَى مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَرْفَعُهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيثَ فَنَزِيدُ فِيهِ وَنُنْقِصُ مِنْهُ أَفَهَذَا كَذِبٌ عَلَيْكَ؟ قَالَ لا ، وَلَكِنْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا يَقُولُ: أَنَا كَاذِبٌ ، أَنَا سَاحِرٌ ، أَنَا مَجْنُونٌ .

تخریج الحدیث حلية الاولياء ، لابی نعيم : 52/8، اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم رحمہ اللہ نے مجھے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: اعین مولی مسلم بن عبدالرحمٰن نے مجھے حدیث بیان کی، وہ اسے مرفوع بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے

---

❶ صحيح بخاری ، حديث : 2528، صحيح مسلم ، حديث : 127 .

❷ صحيح بخاری ، حديث : 6491، صحيح مسلم ، حديث : 131 .

عمداً مجھ پر جھوٹ بولا۔'' تو انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ سے حدیث سنتے ہیں تو ہم اس میں کمی بیشی کر لیتے ہیں، تو کیا یہ آپ ﷺ پر کذب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا وہ کہتا ہے: میں کاذب ہوں، میں ساحر ہوں، میں مجنون ہوں۔''

شرح الحدیث ①:...... رسول اللہ ﷺ کی حیثیت شارح قرآن اور مفسر ہونے کے علاوہ شارع کی بھی ہے آپ ﷺ کا فرمان شریعت سے ہے لہٰذا آپ ﷺ کے فرمودات کو ذمہ داری سے بیان کرنا اہل علم کی ذمہ داری ہے اور فرامین نبوی میں عمداً کمی بیشی جرم عظیم ہے۔

②:...... احادیث کو بیان کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے سلف انتہائی محتاط تھے۔ چنانچہ عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں ہر جمعرات دن ڈھلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے انھیں کبھی بھی یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ایک دن انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... بعد ازاں انھوں نے سر جھکا لیا (خاموش ہو گئے)۔ میں نے نظر اُٹھا کر آپ کی طرف دیکھا تو وہ قمیص کے بٹن کھولے کھڑے تھے آنکھیں بھر آئی ہیں اور رگیں پھول گئی ہیں (حدیث بیان کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہے ہیں) بالآخر فرمایا: آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا یا اس سے کم وبیش یا اس سے قریب یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ ❶

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كان انس بن مالك اذا حدث عن رسول الله ﷺ حديثًا ففزع منه قال: أو كما قال رسول الله ﷺ" سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرماتے تو اس کو مکمل کرنے کے بعد فرمایا کرتے یا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ❷

③:...... صحیح السند اور صحیح المعنی حدیث کو بالمعنی بیان کرنا جائز ہے۔ الفاظ کی تبدیلی سے فرق نہیں پڑتا ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے ابوسلمہ رحمہ اللہ کو بیان کرتے سنا: ((إذا اقمت الاسناد والمعنٰى: كفاك)) ''جب تم نے حدیث کی سند اور اس کے معنی صحیح طور پر بیان کر دیے تو کافی ہے (روایت بالمعنی جائز ہے)۔ ❸

---

❶ سنن ابن ماجه، حديث: 23، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔
❷ سنن ابن ماجه، حديث: 24، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔
❸ سنن ابی داؤد، حديث: 1763.

④ :...... جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث کو بیان کرنے میں محتاط تھے احادیث پر عمل کرنے میں بھی انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کرتے اور فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف بحرف عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنتے تو اس میں نہ اضافہ کرتے اور نہ کمی کرتے تھے۔ (بلکہ بعینہٖ عمل پیرا ہوتے)۔ [1]

⑤ :...... ہر دور میں باطل پرستوں نے انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کو ٹھکرایا اور انبیاء علیہم السلام کی بات نہ ماننے والوں نے ان کی زندگیوں میں انھیں مختلف غلط القابات سے پکارا جن میں ساحر، مجنون اور کذاب بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝﴾ (الذاریات: 52)

''اسی طرح جن لوگوں کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے رسول (علیہم السلام) آئے تو انھوں نے کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔''

آیت بالا کی تفسیر میں مفسرین ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ پیش نہیں آیا کہ توحید اور آخرت کی دعوت سن کر جھٹلایا گیا ہو اور جادوگر یا دیوانہ کہا گیا ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قوم کے پاس بھی کوئی رسول (علیہ السلام) آیا اس کے جاہلوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر ہے یہ دیوانہ ہے۔ وہ سب جب معجزوں کے سامنے لاجواب ہوئے تو انھیں جادو کہہ کر جھٹلا دیتے، جب رسول (علیہ السلام) کے کلام کی بے پناہ تاثیر دیکھتے تو اسے جادوگر کہہ کر لوگوں کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کرتے اور جب دیکھتے کہ اکیلا شخص پوری قوم کے خلاف توحید اور آخرت کی بات کر رہا ہے، نہ اپنے کسی دنیوی مفاد کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ساری قوم کی مخالفت، استہزاء اور اذیت رسانی کے باوجود اپنی دعوت سے باز آتا ہے تو اسے دیوانہ قرار دیتے۔

⑥ :...... اللہ تعالیٰ کا ہر نبی (علیہ السلام) انسانیت کے اعلیٰ معیار کے لیے اسوۂ رہا ہے۔ کسی بھی نبی (علیہ السلام) اور رسول (علیہ السلام) کو اپنی اپنی قوم میں سب سے زیادہ رتبہ، شان اور عظمت ملی انبیاء علیہ السلام کی جماعت تمام انسانوں سے ارفع مقام رکھتی ہے۔ اور ان میں سے سب سے زیادہ فضیلت اور عظمت اولادِ آدم کے سردار، امام الرسل خاتم النّبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

[1] سنن ابن ماجه، حديث: 4۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

⑦ :...... انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سے کسی بھی نبی (علیہ السلام) کی توہین وتنقیص دنیا وآخرت کی رسوائی کا باعث ہے۔ ہمارے لیے ہر نبی (علیہ السلام) کا احترام لازم اور اس کو اللہ تعالیٰ کا قاصد وپیغمبر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ البتہ پیروی واتباع جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کے بعد دیگر تمام ادیان اور شرائع کا اتباع جائز نہیں۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ سے روایت

[36]...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ بْنَ الْمُفَضَّلِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ مُجَاهِدٍ الْبَلْخِيَّ، يَذْكُرُ عَنْ رِشْدِينِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَرَّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ، بِالْأَوْزَاعِيِّ وَحَوْلَهُ الصِّبْيَانُ، فَقَالَ: عَلَى هَذَا عَهِدْتَّ النَّاسَ كَأَنَّكَ مُعَلِّمٌ وَحَوْلَكَ الصِّبْيَانُ. وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ هَذِهِ الْحَلْقَةَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ لَعَجَزَ عَنْهُمْ، قَالَ: فَقَامَ الْأَوْزَاعِيُّ وَتَرَكَ النَّاسَ.

تخريج الحديث البداية والنهاية لابن كثير: 137/10.

ترجمة الحديث رشدین بن سعد نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اوزاعی رحمہ اللہ کے پاس سے گزرے جب کہ ارد گرد بچے تھے، تو انھوں نے کہا: آپ نے لوگوں کو اس بات کا پابند بنایا ہے گویا کہ تم معلم ہو جب کہ بچے تمھارے ارد گرد ہیں، اللہ کی قسم! اگر یہی حلقہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گرد ہوتا تو وہ ایسے نہ کرتے، راوی نے بیان کیا، پس اوزاعی رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ الْمَدَنِيِّ، وَعَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ

ابراہیم رحمہ اللہ کی ایک آدمی سے روایت اس نے انھیں محمد بن عجلان المدنی اور عطاء ابن عجلان سے حدیث بیان کی

[37]...... أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ السَّكَنِ الْمِصْرِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَشْعَثِ، ثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ

سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: مَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى إِنْفَاذِهِ خَيَّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ تَرَكَ ثَوْبَ جَمَالٍ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَيْهِ كَسَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، أَوْ قَالَ: أَلْبَسَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رِدَاءَ الْإِيمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ أَنْكَحَ عَبْدًا لِلَّهِ وَضَعَ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجَ الْمُلْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

تخریج الحدیث المعجم الکبیر للطبرانی ، حدیث : 9256 ، حلیة الاولیاء لابی نعیم : 47/8 .

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے ایک آدمی کو محدث بن عجلان عن فروہ بن مجاہد عن سہل بن معاذ بن انس عن ابیہ کی سند سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے غصے پر قابو پایا جب کہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حورعین کے انتخاب کا اختیار دے گا، جس نے قدرت ہونے کے باوجود خوب صورت لباس ترک کر دیا تو اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن ایمان کی چادر پہنائے گا، جس نے کسی غلام کی شادی کروائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے سر پر بادشاہ کا تاج رکھے گا۔''

شرح الحدیث ①:......غصہ ایک فطری عمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں رکھا ہے کسی میں کم تو کسی میں زیادہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور شعائر اسلام کے لیے غصہ قابل تحسین ہے لیکن محض مجبور و بے بس یا کمزور اور اپنے سے کمتر یا ماتحت افراد پر بلاوجہ غصہ مذموم عمل ہے۔ اور اصل بہادری ایسے افراد پر غصہ کو کنٹرول کرنا اور معاف کرنا ہے۔

②:...... اللہ تعالیٰ نے انسان کو غصہ پر قابو پانے کی قدرت دے رکھی ہے۔ اور غصے پر قابو پا لینے والے انسان ہی باکمال ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ .))[1]

''طاقتور اور بہادر وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقتاً طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔''

③:......صبر وتحمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی امتیازی صفت رہی ہے۔ اس صفت

[1] صحیح بخاری ، حدیث : 6114 ، صحیح مسلم ، حدیث :2609 .

سے متصف انسان ہی دوسروں کو معاف کر سکتا ہے۔ اور ایسا کرنے والے فرد کو میدانِ محشر میں عزت سے نوازا جائے گا، کہ اسے حوروں کے پسند کرنے میں اختیار دیا جائے گا۔

④ :...... اللہ رب العزت کی دی گئی نعمتوں کو استعمال کرنا اور ان کے ذریعے اظہار زینت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے بشرطیکہ انسان میں بڑا پن اور تکبر نہ آئے۔

⑤ :...... عاجزی و انکساری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور تواضع کے لیے کسی انسان کا لباسِ زینت کو ترک کر دینا بھی روزِ قیامت عزت کا باعث ہوگا۔ اور ایسے انسان کو اہل ایمان کو پہنائے جانے والا لباس اعزازی طور پر پہنایا جائے گا۔

⑥ :...... دنیا کے انعام و اکرام اور اس سے متعلقہ دیگر مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر:17۔

⑦ :...... نکاح انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾ (الرعد : 38)

''یقیناً ہم آپ (علیہ السلام) سے پہلے بہت سے رسول (علیہم السلام) بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔''

انبیاء علیہم السلام اپنی اُمتوں کے لیے اسوۂ ہوتے ہیں اس لیے ان کی اتباع میں ان کے ماننے والوں نے بھی شادیاں کیں، ایک انسان کی جنسی وفطری خواہشات کی تکمیل کا احسن ترین طریقہ نکاح ہے۔

⑧ :...... شریعت میں نکاح کی ترغیب دلائی گئی اور نوجوانوں کے جنسی جذبات کو کنٹرول کرنے، ان کی عفت وعصمت اور شرم وحیا کو محفوظ کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج، فانه اغض للبصر واحصن للفرج.)) ❶

''اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیوں کہ نکاح نگاہ کو نیچا کرتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔'' ❶

⑨ :...... اسلام نے نیک اور اہل ایمان مرد و زن سے نکاح کی ترغیب دلائی اگرچہ ظاہری حسن و جمال اور مال ومنال کی کمی ہی کیوں نہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

❶ صحيح مسلم، حديث: 1400.

﴿وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾

(البقرة :221)

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایمان والی لونڈی کسی بھی شرک کرنے والی عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ تمھیں اچھی لگے اور نہ (اپنی عورتیں) شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں دو، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقیناً ایمان والا غلام کسی بھی شرک کرنے والے مرد سے بہتر ہے خواہ وہ تمھیں اچھا معلوم ہو۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے، اور لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

آیت بالا سے معلوم ہوا ایمان والے غلام اور لونڈی سے نکاح مشرک و کافر مرد و زن سے بہتر ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں آزاد عورتوں کے غلام مردوں اور غلام مردوں کے آزاد عورتوں سے محض اسی معیار ایمان پر نکاح ہوئے تھے۔

[38]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ ، نَا عِمْرَانُ بْنُ كِبَارٍ ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ ، ثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، قَالَ: الْفِقْهُ فِي دِينِ اللّٰهِ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي قِلَّةِ إِهْرَاقِ الْمَاءِ .

تخریج الحدیث اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحدیث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: ''تھوڑا پانی بہا کر مکمل وضوء کرنا اللہ تعالیٰ کے دین میں سوجھ بوجھ (کی علامت) ہے۔''

شرح الحدیث ①:...... پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اس کی قدر کرنا، حسبِ ضرورت استعمال کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا، ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

②:......مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے پاک پانی سے طہارت حاصل کرنا دین اسلام کی تعلیم ہے۔ اور یہ حصولِ طہارت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

③ :......نماز کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے وضوء کا حکم دیا ہے۔ قبولیت نماز کے لیے وضوء شرط ہے۔
مزید فوائد اور مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر:18-29-33۔

④ :...... دین کی سمجھ کا تقاضا ہے کہ کم سے کم پانی استعمال کرتے ہوئے مکمل، اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کر لیا جائے۔

[39]...... أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ ، ثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ ، ح .

ترجمة الحديث سعید بن عثمان اور ابراہیم بن محمد رحمہما اللہ نے بیان کیا: عبداللہ بن سلیمان نے ہمیں حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: کثیر بن عبید نے ہمیں حدیث بیان کی۔

[40]......وَأَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ ، ثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ أَدْهَمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ أَشَدَّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ عَالِمٍ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِعِلْمٍ ، وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ بِحِلْمٍ ، يَقُولُ الشَّيْطَانُ: أُنْظُرُوا إِلَيْهِ كَلَامُهُ عَلَيَّ أَشَدُّ مِنْ سُكُوتِهِ .

تخريج الحديث حلية الاولياء لابی نعيم : 26/8،

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے محمد بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا: شیطان پر عالم سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں، اگر وہ بات کرتا ہے تو علم سے بات کرتا ہے، اگر خاموش ہوتا ہے تو وہ حلم کے ساتھ خاموشی اختیار کرتا ہے، تو شیطان کہتا ہے: اس کی طرف دیکھو، اس کا کلام مجھ پر اس کے سکوت سے زیادہ سخت ہے۔

شرح الحديث ① :......علم کے قبض کیے جانے سے مراد اہل حق علماء کرام کا وفات پا جانا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا .))

''اللہ تعالیٰ (دین کے) علم کو ایسے نہیں اُٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علم والوں کو

فوت کر کے علم کو اُٹھائے گا۔ حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے دینی مسائل پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

②:...... جس کے پاس جتنا علم ہے اس کی بلا کم و کاست تبلیغ اس پر لازم ہے۔ اُمتِ محمدیہ اُمت دعوت ہے اور اس کا امتیازی وصف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو بجالانا ہے۔ ارشادی باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾

(آل عمران : 110)

''تم سب سے بہتر اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

بہترین اُمت ہونے کا وصف چند شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی لوگوں کی خیر خواہی و اصلاح، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایمان باللہ، جب اس اُمت میں یہ چیزیں نہیں رہیں گی تو وہ بہترین اُمت ہونے کے وصف سے محروم ہو جائے گی، جیسا کہ یہود کے بارے میں آتا ہے: ﴿ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ﴾ (المائدۃ: 79) ''وہ ایک دوسرے کو کسی برائی سے جو انھوں نے کی ہوتی، روکتے نہ تھے۔'' جیسا کہ اب اس اُمت کا حال ہے۔

③:...... دین اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات کا نام ہے۔ ہدایت انھی دو چیزوں کتاب و سنت میں محصور ہے ان کے علاوہ کسی تیسری چیز کی طرف دعوت دینا جائز نہیں۔ کتاب و سنت کے احکامات میں کمی، بیشی کرنا بھی جرم عظیم ہے لہٰذا بغیر کسی کمی اور زیادتی کے دینی اُمور کو بجالانا، ان کی عوام الناس کو دعوت دینا ہی طریق مسلمانی ہے۔

[41]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ، نا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ السَّكَنِ الْفَزَارِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ أَدْهَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَوْشَكَ أَنْ يُقْبَضَ هَذَا الْعِلْمُ قَبْضًا سَرِيعًا، فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ عِنْدَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فَلْيَنْشُرْهُ غَيْرَ الْغَالِي فِيهِ لَا الْجَافِي عَنْهُ.

تخریج الحدیث کنز العمال، حدیث: 29504، اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے عطاء بن عجلان سے روایت کیا، انھوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: قریب ہے کہ اس علم کو جلد ہی اُٹھا لیا جائے، جسے معلوم ہو کہ اس کے پاس کچھ علم ہے تو وہ اسے اس حال میں پھیلا دے کہ وہ اس میں غلو کرنے والا ہو نہ اس میں تقصیر کرنے والا۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، وَأَبِي بَكْرِ ابْنِ أَسْمَاءَ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ابو عبداللہ الخراسانی اور ابوبکر بن اسماء سے روایت

[**42**]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ، نَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، وَحَيْوَةُ، وَابْنُ الْمُصَفَّى. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَنْدَهْ.

ترجمة الحديث عمران بن بکار نے کہا: یزید بن عبدربہ حیوۃ اور ابن المصفی نے ہمیں حدیث بیان کی، ابو عبداللہ بن مندہ نے کہا۔

[**43**]...... وَأَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ، وَسَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ، ثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: مَنْ خَافَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَشْفِ غَيْظَهُ، وَمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَصْنَعْ مَا يُرِيدُ، وَلَوْلَا يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَكَانَ غَيْرُ مَا تَرَوْنَ.

تخريج الحديث الزهد لابی داؤد، حدیث: 98، اس کی سند ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ابو عبداللہ الخراسانی سے روایت کیا، انھوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کا غصہ نافذ نہیں ہوتا، جو اللہ عزوجل کا تقوی اختیار کرتا ہے تو پھر وہ من مانی نہیں کرتا، اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو تم اس سے مختلف حالات دیکھتے۔

شرح الحديث ①:...... اللہ تعالیٰ نے متقین کی متعدد صفات میں سے غصے پر قابو پانا بھی ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (آل عمران : 133-134)

''اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اپنے رب کی جانب سے بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے۔ ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴾ (الشوری : 37)

''اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عیینہ بن حصین اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصین کے پاس مدینہ آئے اور ان کے ہاں قیام کیا۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنھیں امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قرآن کے عالم خواہ بوڑھے ہوں یا جوان امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت میں شریک ہوا کرتے تھے۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے حُر رحمہ اللہ سے کہا: اے میرے بھتیجے! کیا تجھے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے ہاں اتنی حیثیت حاصل ہے کہ تم ان کے پاس حاضری کی اجازت لے دو؟ انھوں نے کہا: میں آپ کے لیے اجازت مانگوں گا۔

سیدنا حُر رحمہ اللہ نے عیینہ کے لیے اجازت حاصل کی۔ جب وہ مجلس میں داخل ہوئے تو کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم ہمیں زیادہ عطیے نہیں دیتے اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلے کرتے ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شدید غصہ آیا حتی کہ انھوں نے اسے سخت سزا دینے کا ارادہ کرلیا کہ حُر رحمہ اللہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام سے فرمایا ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (الاعراف : 199)

''درگزر اختیار کریں بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں۔ یہ شخص بھی جاہلوں میں سے ہے۔''

اللہ کی قسم! جب حُر رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ٹھنڈے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ

کی یہ عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر فوراً عمل کرتے تھے۔ ❶

②:...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی موجودگی میں کسی مومن مرد یا ایمان والی عورت کو اپنی مرضی کا اختیار نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ ﴾ (الاحزاب : 36)

''اور کسی بھی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کے لیے حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ (النساء : 65)

''پس نہیں! اور تیرے رب کی قسم: وہ مؤمن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں پوری طرح تسلیم کرنا۔''

③:...... ایک مؤمن و مسلمان کے لیے اپنے معاملات زندگی ہی نہیں بلکہ خواہشات اور آرزوؤں کو بھی شریعتِ محمدی کے تابع کرنا لازم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به.)) ❷

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔''

④:...... خواہش پرستی انسان کو راہِ راست سے دور کر دیتی ہے اور بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ﴾ (القصص : 50)

---

❶ صحیح بخاری، حدیث : 7286.

❷ شرح السنه للبغوی، حدیث : 104، اس کی سند صحیح ہے۔

''اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (صٓ : 26)

''اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو رنہ وہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔''

⑤ :......عقیدہ آخرت کی مضبوطی انسان کو اخلاقِ رذیلہ اور مذموم اقوال و افعال سے محفوظ رکھتی ہے۔ جس انسان کو روزِ قیامت جوابدہی کا احساس نہیں وہ بے ربط زندگی گزارتا ہے اور کسی بھی ضابطے و قانون کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور جب عقیدہ آخرت مضبوط ہوتا ہے تو انسان کو اس بات کی فکر رہتی ہے کہ موت کے بعد ایک دن قیامت کا بھی ہے جب اللہ تعالیٰ کو اپنے کیے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہے اس لیے وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہدایات کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتا رہے۔

[44]...... أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ، أَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، ثَنَا مُوسَى بْنُ يُوسُفَ، ثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، إِلَى صَاحِبٍ: إِذَا سِرْتَ فَحُلْ وَلَا تَسِرْ لَيْلًا.

ترجمة الحديث ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ابو بکر ابن اسماء سے روایت کیا، انھوں نے کہا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دوست کے نام خط لکھا: جب تم سفر کرو تو (اگر رات کا وقت ہو جائے) تو پڑاؤ ڈال لو اور تم رات کو سفر نہ کرو۔

شرح الحديث ① :......دن اور رات کے کسی بھی حصے میں سفر کرنا اور سفر کے لیے گھر سے نکلنا شرعًا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مبارک ترین سفر، سفر اسراء و معراج رات کی گھڑیوں میں طے پایا۔

② :......دورانِ سفر زادِ راہ لے کر نکلنا، گھر سے نکلتے ہوئے، سواری پر سوار ہوتے وقت، پڑاؤ ڈالتے وقت اور کسی کو روانہ کرتے وقت ادعیہ ماثورہ کا اہتمام ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے جس کے بے شمار دنیوی و اُخروی فوائد ہیں۔

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَرْطَأَةَ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبِي طَلْحَةَ، وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ارطاۃ بن المنذر ابی طلحہ اور ابو اسحاق الفزاری سے روایت

[45]...... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو إِسْحَاقَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ

الْـحَـارِثِ ، ثَـنَا الْمُسَيَّبُ بْنُ وَاضِحٍ ، حَدَّثَنِي أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَشْعَثَ ، قَالَ: أَهْدَى إِبْـرَاهِيـمُ بْـنُ أَدْهَمَ ، لِأَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ مِسَلَّةً ، فَقُلْتُ: مَا يَصْنَعُ بِهَذِهِ الْمِسَلَّةِ؟ قَالَ: يَـخِيـطُ بِهَـا حَبْلَ فَرَسِهِ وَمِخْلَاتِهِ ، فَأَهْدَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ كِسْرَةَ خُبْزٍ لِأَبِي طَلْحَةَ بْنِ الْـمُـنْـذِرِ ، فَـلَـمَّـا قَدِمَ إِلَى جَبَلَةَ لَقِيَهُ أَرْطَأَةُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، وَقَالَ: يَا أَخِي أَتَتْنِي هَدِيَّتُكَ ، وَرَفَعْتُهَا ، وَهِيَ عِنْدِي .

تخریج الحدیث اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

ترجمۃ الحدیث اشعث بن سعید ابن اشعث نے بیان کیا: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ابواسحاق الفزاری کو بڑی سوئی کا تحفہ بھیجا، میں نے کہا: وہ اس بڑی سوئی سے کیا کریں گے؟ انھوں نے کہا: وہ اس کے ساتھ اپنے گھوڑے کی رسی اور اس کا توبرا (گھاس کا تھیلا) سئیں گے، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ابوطلحہ بن المنذر کو روٹی کا ٹکڑا ہدیہ میں بھیجا، جب وہ جبلہ آئے تو ارطاۃ ان سے ملے اور انھیں سلام کیا، اور کہا: میرے بھائی! آپ کا ہدیہ میرے پاس آیا، میں نے اسے چھپالیا، اور وہ میرے پاس ہے۔

شرح الحدیث ①:...... ہدیہ وتحفہ دینا اور قبول کرنا مستحب ومسنون ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی حلہ بطور ہدیہ عنایت فرمایا تھا۔ ❶

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے دو سیاہ موزے بطور تحفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے جنھیں آپ علیہ السلام نے استعمال کیا تھا۔ ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ و ہدیہ قبول فرما لیتے البتہ صدقہ کی چیز نہیں کھاتے تھے۔ ❸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔ ❹

معمولی سے معمولی اور بڑی سے بڑی چیز کا ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔ ہدیہ کا لینا دینا باہم الفت ومحبت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ((تهـادوا وتـحـابوا)) ''ایک

❶ دیکھئے: صحيح بخاری، حديث :2614، صحيح مسلم، حديث :2071.
❷ سنن ابی داؤد، حديث :155، سنن ترمذی، حديث:2820، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔
❸ سنن ابی داؤد، حديث :4512، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔
❹ صحيح بخاری، حديث :2585.

دوسرے کو تحفے دو اس سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔'' ❶

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت

[46]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى بْنِ سَلَّامٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْبَلْخِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، لِإِبْرَاهِيمَ: إِنَّكَ رُزِقْتَ مِنَ الْعِبَادَةِ شَيْئًا صَالِحًا، فَلْيَكُنِ الْعِلْمُ مِنْ بَالِكَ، فَإِنَّهُ رَأْسُ الْعِبَادَةِ وَبِهِ قِوَامُ الدِّينِ.

تخريج الحديث البداية والنهاية لابن كثير: 137/10.

ترجمة الحديث ابراہیم بلخی رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا: آپ کو عبادت میں سے صالح چیز عطا کی گئی ہے، پس علم آپ کی ترجیح ہونی چاہیے، کیوں کہ وہ عبادت کا سرا اور چوٹی ہے اور اسی سے دین قائم ہے۔

شرح الحديث ①:......علماء کو اللہ رب العزت کے ہاں بڑی شان حاصل ہے، کتاب وسنت میں اہل علم کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ دیکھئے فوائد حدیث نمبر:16-40-41۔

②:......اہل علم اور طلباء علم کی قدر کرنا ان کو عزت وتوقیر دینا ہم سب کا بطورِ مسلمان فرض ہے۔ قرونِ اولیٰ میں رنگ ونسل، اور ذات پات کی بجائے شرف وعزت کا معیار دین اسلام کا علم اور تفقہ فی الدین تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ میں قرآن کے علماء شریک ہوتے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، (اس سے فرق نہیں پڑتا تھا۔) ❷

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر نافع بن حارث رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ کو جو غلاموں میں سے تھے، اپنی عدم موجودگی میں اپنا نائب محض اس بنیاد پر نامزد کیا کہ وہ کتاب اللہ کے عالم اور وراثت کے مسائل پر عبور رکھنے والے تھے۔ ❸

---

❶ الادب المفرد، حديث: 594، اس کی سند حسن ہے۔

❷ صحيح بخارى، حديث: 7286.

❸ صحيح مسلم، حديث: 817.

③:......تمسک بالکتاب والسنہ گمراہی وضلالت سے بچنے کا واحد راستہ ہے۔ اس راہ کی نشاندہی اہل حق علماء کا وطیرہ رہا، اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے اہل علم پیدا کیے جنھوں نے گمراہ فرق کی حقیقت کو عوام الناس پر آشکارا کرنے اور دین حق کی سربلندی کے لیے انتھک محنتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کا قدر دان بنائے۔ اور ہر قسم کی گمراہی وضلالت سے محفوظ رکھے۔ آمین

[47]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَإِبْرَاهِيمُ، قَالَا: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغَلِّسٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَاضِي الْمِصِّيصَةِ، قَالَ: قِيلَ لِإِبْرَاهِيمَ ابْنِ أَدْهَمَ: أَلَا تُحَدِّثُ، فَقَدْ كَانَ أَصْحَابُكَ يُحَدِّثُونَ؟ فَقَالَ: كُلُّ هَمِّي هُدَى الْعِلْمِ أَوْ آدَابُهُمْ.

تخریج الحدیث حلية الاولياء لابی نعيم: 27/8، اس کی سند حسن ہے۔

ترجمة الحدیث بشر بن المنذر جو کہ مصیصہ کے قاضی ہیں، انھوں نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ کیوں نہیں حدیث بیان کرتے، جب کہ آپ کے شاگرد حدیث بیان کرتے تھے، تو انھوں نے کہا: میرا سارا مقصد علماء کے طریق پر چلنا ہے یا ان کے آداب بجالانا ہے۔

شرح الحدیث ①:......علماء کو اللہ رب العزت کے ہاں بڑی شان حاصل ہے، کتاب وسنت میں اہل علم کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ دیکھئے فوائد حدیث نمبر: 16-40-41۔

②:......اہل علم اور طلباء علم کی قدر کرنا ان کو عزت وتوقیر دینا ہم سب کا بطورِ مسلمان فرض ہے۔ قرونِ اولیٰ میں رنگ ونسل، اور ذات پات کی بجائے شرف وعزت کا معیار دین اسلام کا علم اور تفقہ فی الدین تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ میں قرآن کے علماء شریک ہوتے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، (اس سے فرق نہیں پڑتا تھا۔) ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر نافع بن حارث رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ کو جو غلاموں میں سے تھے، اپنی عدم موجودگی میں اپنا نائب محض اس بنیاد پر نامزد کیا کہ وہ کتاب اللہ کے عالم اور وراثت کے مسائل پر عبور رکھنے والے تھے۔ ❷

③:......تمسک بالکتاب والسنہ گمراہی وضلالت سے بچنے کا واحد راستہ ہے۔ اس راہ کی نشاندہی اہل حق علماء

❶ صحيح بخاری، حديث: 7286.
❷ صحيح مسلم، حديث: 817.

کا وطیرہ رہا، اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے اہل علم پیدا کیے جنھوں نے گمراہ فرق کی حقیقت کو عوام الناس پر آشکارا کرنے اور دین حق کی سربلندی کے لیے انتھک محنتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کا قدر دان بنائے۔ اور ہر قسم کی گمراہی وضلالت سے محفوظ رکھے۔ آمین

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی ابوجعفر المنصور سے روایت

[48]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ، وَإِبْرَاهِيمُ، قَالَا: ثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ قَطَنٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ الْمَرْوَزِيُّ، ثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، بَلَغَنِي أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ أَدْهَمَ، دَخَلَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ، فَقَالَ: مَا حَالُكَ؟ قَالَ:

نُرَقِّعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيقِ دِينِنَا . . . فَلَا دِينُنَا يَبْقَى وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَقَالَ: اخْرُجْ عَنِّي، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ:

اتَّخِذِ اللّٰهَ صَاحِبًا وَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا

تخریج الحدیث حلية الاولياء لابی نعيم: 27/8، اس کی سند حسن ہے۔

ترجمة الحدیث عباس بن ولید نے بیان کیا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ابوجعفر رحمہ اللہ کے پاس گئے تو کہا: آپ کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: "نرقعُ دنیانا"

بِتَمْزِيقِ دِينِنَا

فَلَا دِينُنَا يَبْقَى وَلَا مَا نُرَقِّعُ

''ہم اپنے دین کو تار تار کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگا رہے ہیں۔ پس ہمارا دین باقی رہا اور نہ وہ جسے ہم پیوند لگا رہے ہیں۔''

پس انھوں نے کہا: میرے پاس سے چلے جاؤ، وہ چلے گئے اور وہ کہہ رہے تھے:

اتَّخِذِ اللّٰهَ صَاحِبًا

وَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا

''اللہ تعالیٰ کو دوست بناؤ۔ اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔''

شرح الحدیث ①:...... اللہ رب العزت نے اہل ایمان سے دنیا و آخرت کی عز و شرف کا وعدہ کر رکھا

ہے۔ یہ عزو شرف دین کے ساتھ وابستگی میں ہے۔ دین بیزار اور بے دین انسان کی عنداللہ کوئی اہمیت نہیں۔

②:...... دنیوی اُمور میں مگن ہو کر دین کو چھوڑ دینے سے ذلت آتی ہے۔ فی زمانہ مسلمانوں کی حالت کچھ ایسی ہی ہے ہم سب کی ترجیحات، سوچ کے زاویے اور تگ و دو محض دنیا کے لیے ہے جس کی وجہ سے ہم کفار کے کاسہ لیس ہیں یہ ذلت دینداری کی طرف پلٹنے سے چھٹے گی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا:

((اذاتبـا يـعتـم بـالعينة واخذ تم اذناب البقر و رضيتم بالزرع وتركتم الجهاد سلط الله عليكم ذلا لا ينزعه حتى ترجعوا الى دينكم .))❶

''جب تم بیع عینیہ کرنے لگو گے، بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی ہی پر مطمئن ہو جاؤ گے۔ اور تم جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت و رسوائی مسلط کرے گا، جو دُور نہیں ہوگی حتی کہ تم اپنے دین کی طرف پلٹ آؤ۔''

ہماری موجود صورتحال کی درج ذیل حدیث خوب عکاسی کرتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بـادروا بـالاعـمـال فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا اويمسى مؤمنًا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا .))❷

''تاریک راتوں جیسے فتنوں سے پہلے (نیک) اعمال (بجالانے) میں جلدی کرلو کہ (اس وقت) آدمی صبح حالتِ ایمان میں ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا یا شام کے وقت مؤمن ہوگا اور صبح حالت کفر میں کرے گا۔ وہ اپنا دین دنیوی غرض کی خاطر بیچ دے گا۔

③:...... آج ہمیں گھروں کا اجڑنا غمگین کر دیتا ہے۔ پیاروں کا فوت ہونا رُلا دیتا ہے۔ معاشی تنگدستی بے چین و بے قرار کر دیتی ہے۔ مگر بے دینی، دینی اقدار کا مذاق، قرآن پاک اور صاحب قرآن کی تضحیک ہونے سے ہمارے معمولات پر اثر نہیں پڑتا، اس کا واحد سبب دین کا ہماری نگاہوں میں ہلکا ہوجانا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیوی مفادات اور ان کے تقاضے دین کے تقاضوں پر غالب آ چکے ہیں۔

④:...... اللہ رب العزت کی محبت ایمان ہے۔ اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کو ہر چیز کی محبت سے

---

❶ سنن ابی داؤد، حدیث: 3462، امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ❷ صحیح مسلم، حدیث: 118.

مقدم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کو ولی و دوست بناتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىِٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ﴾ (المائدة : 54تا56)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے مومنوں پر بہت نرم ہوں گے کافروں پر بہت سخت، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اسے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وُسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ تمھارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے وہ جو نماز قائم کرتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جھکنے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور ان لوگوں کو دوست بنائے جو ایمان لائے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو غالب ہیں۔''

⑤ :...... محبت الٰہی کو پانے کے اسباب میں سے دنیا اور اہل دنیا کی محبوب چیزوں سے بے رغبت ہو جانا بھی ہے چنانچہ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ازهد فی الدنيا يحبك الله وازهد فيما فی أيدی الناس يحبوك .)) ❶

''دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔''

[49]...... أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَيْرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَيْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

❶ سنن ابن ماجه، حديث: 4102، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ابْـنُ خُبَيْـقٍ، ثَـنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ إِبْرَاهِيمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمِنْ أَيْنَ مَعِيشَتُكَ؟ قَالَ:

نُرَقِّعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيقِ دِينِنَا . . . فَلَا دِينُنَا يَبْقَى وَلَا مَا نُرَقِّعُ

تخریج الحدیث حلية الاولياء لابى نعيم: 27/8، اس کی سند حسن ہے۔

ترجمة الحديث سعید بن حارث رحمہ اللہ نے بیان کیا، ایک آدمی ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس آیا تو اس نے انھیں کہا: آپ ابراہیم ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: آپ کا ذریعہ گزر بسر کہاں ہے؟ انھوں نے کہا:

نُـرَقِّـعُ دُنْيَـانَـا بِتَمْـزِيـقِ دِينِـنَـا
فَلَا دِيـنُـنَـا يَبْـقَـى وَلَا مَـا نُـرَقِّـعُ

''ہم اپنا دین تار تار کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگا رہے ہیں۔ پس ہمارا دین باقی رہا اور نہ وہ جسے ہم پیوند لگا رہے ہیں۔''

وَمِنْ أَخْبَارِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمٍ وَبَدْءِ تَوْبَتِهِ وَزُهْدِهِ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی خبریں

[50]...... أَخْبَرَنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا: ثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُـحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: إِذَا حُمِّلْتَ شَاذَ الْعُلَمَاءِ، حُمِّلْتَ شَرًّا كَبِيرًا .

تخریج الحدیث حلية الاولياء لابى نعيم: 27/8 .

ترجمة الحديث محمد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا: ابراہیم رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا: جب تم نے علماء کی شاذ باتوں کو نقل کیا (یا ان پر عمل کیا) تو تم نے شر کبیر کو نقل کیا (یا اس پر عمل کیا)۔

[51]...... وَحَـدَّثَـنَـا أَبُـو بَـكْرٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى، نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ فَقَالَ: بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَحْمِلْ مُؤْنَتِي غَيْرِي .

تخریج الحدیث حلية الاولياء لابى نعيم: 27/8 .

ترجمة الحديث بقیہ بن ولید رحمہ اللہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے کہا: آپ نے کس حالت میں صبح کی ہے؟ انھوں نے کہا: خیریت سے جب تک میرا بوجھ کوئی اور نہ اُٹھائے۔

شرح الحديث ①:...... عجز و بے بسی سے محفوظ انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ دوسروں کا محتاج ہو

جانے سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) ❶

''اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں زندگی و موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

ایسی عمر جس میں انسان دوسروں کا محتاج ہو جائے اس سے بھی نبی اکرم ﷺ نے پناہ مانگی، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ کلمات اس طرح سکھاتے جیسے لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں بخل سے اور میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں انتہائی بڑھاپے کی عمر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' ❷

② :...... اسلام کے بعد جس شخص کو بقدر ضرورت روزی میسر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قناعت کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے وہ دنیا و آخرت میں یقیناً سعادت مند ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قد افلح من أسلم ورزق كفافًا وقنعه الله بما اتاهٗ .)) ❸

''یقیناً وہ کامیاب ہے جو اسلام لایا اور ضرورت کے مطابق اس کو رزق مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کو دیا ہے اس پر قناعت کی توفیق دی۔''

③ :...... مال و دولت کی فراوانی اور خزانوں کے ڈھیر اکٹھے کر لینے میں کامیابی نہیں بلکہ اصل دولت قناعت اور شکر الٰہی ہے۔ اور جس انسان کو یہ دو چیزیں میسر ہیں وہ کائنات کا دولت مند انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سدا اپنا شکر گزار رکھے، اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ کرے، ہمیں اسلام والی زندگی اور ایمان والی موت نصیب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

تم الكتاب بعون من الله تعالٰی والحمد لله رب العالمين

اللہ کی مدد اور توفیق سے کتاب مکمل ہوئی اور تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، حدیث :2823، صحیح مسلم، حدیث :2706.

❷ صحیح بخاری، حدیث :6390. ❸ صحیح مسلم، حدیث : 1054.